ہوالخبیر

تا ہوں عدد چاردہ معصوم تمام   الحمد کے سات آئے دوبار آئے (دبیر)

بدرِ کامل

اسم تاریخی

گلستانِ خبیر

۱۳۷۳ھ

حصہ اول

منجملہ چودہ مرثیوں کے سات معصوموں کے حال میں سات مرثیے

مصنفہ

حسانِ اہلبیت سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت اوج اعلی اللہ مقامہ

صدر دارہ عزاخانہ مقبول خاص باغ و تعمیر کردۂ سرکار والاتبار ہز ہائینس نواب
سید رضا علیخاں بہادر دام اقبالہم العالی آف رامپور



نمونہ تحریر

سید سرفراز حسین خبیر

ہاکہ

حمد خداوندِ دوسرا پڑھتے ہیں — پھر نعت نبی صل علیٰ پڑھتے ہیں
قرآن رودِ آل نے نظم کئے ہیں — ہم فاتحہ پڑھ کے مرثیہ پڑھتے ہیں

(خبیر)

فہرست

نمبر	مطلع	صفحہ	تعداد بند	کیفیت
۱	معمورہ عرفان خدا سینہ مرا	۱	۱۰۸	حمد نعت معراج حال وفات پیغمبر خدا ص
۲	زمانہ بدلے طبیعت بدل نہیں سکتی	۲۵	۶۸	حمد نعت معراج وفات جناب سیدہ
۳	خیبر کشائے نظم ہے تیغ زباں مری	۴۱	۱۲۲	جنگ خیبر احوال امیر المومنین ع
۴	جناب خضر کریں سیر سبزہ زار سخن	۶۹	۱۰۰	حال امام حسن علیہ السلام
۵	پھر آئی فصل بہاری کھلا ہے باغ سخن	۹۱	۴۰	حال امام حسین علیہ السلام
۶	ظلمت دولت دنیائے دنی فانی ہے	۱۱۷	۱۱۹	حال امام زین العابدین علیہ السلام
۷	پھر مدح سرا باب سخن کھول رہا ہوں	۱۴۳	۸۶	امام جعفر صادق علیہ السلام محمد باقر



جن کو خادم اودھ و دبیر کہتے ہیں ۱۹۵۷ء جب کہ صادق خبیر کہتے ہیں

الف

تاہوں عدد چاردہ معصوم تمام الحمد کے سات آئے دبار آئے

(دبیر)

بدر کامل

حصہ اول

اسم تاریخ گلستان خبیر ۱۲۷۳ ہجری

منجملہ چودہ مرثیوں کے سات معصوموں کے حال میں سات مرثیے

مصنفہ

حسان اہلبیت سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیر لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت آغا حج علی اللہ مقامہ

کتاب بفرمائش سید اعزاز حسین عرف سید محمد محسن صاحب رضوی مدظلہ
نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طبع ہوئی

ملنے کا پتہ
ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ
قیمت علاوہ محصول ڈاک

عہ

باسمہ

میں نہایت ادب کے ساتھ یہ مجموعۂ مراثی علیا حضرت ثریا رفعت مخدومہ محترمہ

شمع حریم عفت ہر ہائینس رفعت زمانی بیگم صاحبہ دامت اقبالہا (آف رامپور)

کے نام نامی سے بعد حصول اجازت معنون کرتا ہوں، جناب ممدوحہ حج وزیارت سے

بھی مشرف ہو چکیں ہیں عزاداری میں خاص انہماک رکھتی ہیں، ذاکرین اور مداحین

اہلبیت کی قدردانی فرماتی ہیں خود بھی بہترین ادبی ذوق رکھتی ہیں نوحے اور سلام

تصنیف فرماتی رہتی ہیں، صدہا امور خیر علیا حضرت کی بدولت انجام پاتے ہیں

اس مجموعہ مراثی کی اشاعت میں بھی مکمل طور پر اعانت فرمائی ہے پروردگار عالم

جناب موصوفہ کو تا ظہور حضرت قائم آل عباؑ زندہ سلامت رکھے اور توفیقات میں

ترقی عطا فرمائے

دعا گو خبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورے مصحف کے ایک سو چودہ ہیں   کامل چودہ سے مل کے قرآن ہوا!

(دبیر)

جب سے میں نے مرثیہ کہنا شروع کیا اُسی وقت سے میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ چودہ مرثیے ذرا ربط کے ساتھ ایسے کہوں جن میں چودہ معصوموں کا حال علیحدہ علیحدہ نظم ہو۔ خدا کے فضل و کرم، ممدوحین کی مدد اور اساتذہ مرحومین کی برکت روح سے میں اس ارادہ میں کامیاب ہوا۔ آج میں وہ چودہ مرثیے اہل ایمان کی خدمت میں اس طرح پیش کر رہا ہوں کہ اس مجموعے کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے میں سات مرثیے شائع ہو رہے ہیں۔

یہ میری چھتیس (۳۶) سال کی کوشش ہے وہ اس طرح کہ کبھی اس سلسلے کا کوئی مرثیہ کہہ لیا پھر دوسرے احوال میں عرض کرتا رہا، بلکہ سب سے پہلے خامس آل عبا امام حسین علیہ السلام کے حال میں مرثیہ عرض کیا اور اس کے بعد چودھواں مسدس جس میں حضرت حجتؑ کے واقعات نظم کئے ہیں، کبھی دو دو مرثیے مسلسل کہے آخر میں گیارہویں امام علیہ السلام کا حال کہا زمانہ تصنیف ہر مرثیے کے آخر میں درج ہے۔

دیانت کے خلاف ہے اگر میں یہ امر پوشیدہ رکھوں کہ واقعات کی فراہمی میں کتب و تواریخ کے علاوہ مجھکو دبیر[۱]، اوج[۲] منیر[۳]. فراست[۴] او نشتی[۵] (مرحومین) کے کلام سے مدد ملی علاوہ ان بزرگوں کے اور کسی استاد کا کلام ان احوال میں مجھکو دستیاب نہیں ہوا دیگر اساتذہ نے بھی ضرور یہ فرمایا ہوگا مگر میری نظر سے نہیں گذرا

۱۔ دبیر مرحوم کے چودہ مرثیے چودہ جلدوں میں چھپے ہیں ہر جلد کی ابتدا ایک معصوم کے حال سے ہوتی ہے پندرہویں جلد میں مثنوی احسن القصص ہے جس میں مرزا صاحب مرحوم نے چاردہ معصومینؑ کے فضائل نظم فرمائے ہیں

۲۔ استاذی حضرت اوج مرحوم کے بعض مرثیوں سے مجھے مدد ملی۔

۳۔ منیر شکوہ آبادی جو مرثیے اور مداحی میں مرزا دبیر کے شاگرد تھے ان کی مثنوی معراج المضامین چاردہ معصومینؑ کے احوال میں لاجواب ہے

۴۔ اُستاذی میر فراست حسینؒ صاحب مرحوم رئیس زید پور کی ایک جلد مادہ کامل

بقیہ نوٹ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ

میں نے ان مرثیوں میں صحت واقعات کا بہت لحاظ رکھا ہے لیکن نہ میں کوئی مورخ ہوں نہ علم الرجال کا ماہر ممکن ہے کوئی روایت ایسی نظم ہو گئی ہو جو کسی مستند کتاب میں نہ ملے مگر میں نے گڑھ کر کوئی واقعہ نہیں کہا ہے اگر زبان حال سے کام لیا ہے تو اکثر جگہ اشارہ کر دیا ہے ۔

شاعری میں اُستادی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوجؔ مرحوم خلف و جانشین خدائے سخن حضرت دبیرؔ مغفور کے اصول کی پابندی کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اغلاط لفظی و معنوی سے کلام پاک رہے پھر بھی کہیں کہیں مجبور ہو گیا ہوں جس کی اہل فن سے معافی چاہتا ہوں اس کلام کو فنی حیثیت سے نہ ملاحظہ فرمائیے بلکہ میری خالص نیت کا آئینہ تصور فرمائیے ۔

یہ مجموعہ ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ کو مکمل ہوا اس لئے اس کا تاریخی نام گلستان خبیرؔ رکھا اور اصل نام بدر کامل دو حصوں میں اس لئے تقسیم کیا کہ ضخامت زیادہ ہوئی جا رہی تھی ۔ اور شاید حصۂ دوم حصۂ اول سے زیادہ ضخیم ہو ۔ وہ بھی زیر طبع ہے جس معصوم کے حال میں مرثیہ ہے اس کی زیارت تاریخ ولادت وفات اور جائے دفن بھی درج ہے

ہیچمدان خبیرؔ

سلہ بقیہ صفحہ سابق
چاردہ معصومینؑ کے احوال میں ہے اور ایک جلد ماہ تمام صرف فضائل میں ۔

سٹہ نواب باقر علی خاں تشفیؔ مرحوم میرے نانا نواب مہدی علی خاں مرحوم کے ابن عم تھے ان کے متعدد مراثی معصومین کے احوال میں جو انکی سات جلدوں میں منجملہ چھپتر جلدوں کے طبع ہوئے ہیں ۔

سلہ سنا ہے حضرت صفیرؔ بلگرامی مصنف جلوۂ خضر نے چودہ مرثئے ان احوال میں نظم فرمائے ہیں مگر میرے مطالعہ میں نہیں آئے ۔ صفیرؔ مرحوم غزل میں غالب کے اور مرثئے میں دبیرؔ کے شاگرد تھے ۱۲

ترجمہ

معروضۂ عرفان حیدر اسیر تمنا سیاہ

سنہ ۱۴۰۱ھ

مطبوعہ

نظامی پریس اہنی ہاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

باسمہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدَ
ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا صِفْوَۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْنَ اللّٰہِ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
وَاَشْهَدُ اَنَّكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ نَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ وَ
جَاهَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ رَبِّكَ وَعَبَدْتَہٗ حَتّٰی اَتَاكَ الْیَقِیْنُ فَجَزَاكَ اللّٰہُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
اٰلِ مُحَمَّدٍ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تاریخ ولادت باسعادت ۱۷ ربیع الاول سنہ عام الفیل / تاریخ وفات ۲۸ ماہ صفر سنہ ۱۱ھ

جائے دفن مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معمورۂ عرفانِ خدا سینہ ہے میرا
مملوِ درِ مقصود سے گنجینہ ہے میرا
فانوسِ تجلّی دلِ بے کینہ ہے میرا
توحید نما خلق میں آئینہ ہے میرا
ایسوں کے جھرمٹ میں وہ یکتا نظر آیا
کثرت میں بھی وحدت کا تماشا نظر آیا

۲

نازاں ہیں نگاہیں کہ بصارت ہی دی ہے
بجلی کی تڑپتی ہوئی حالت ہی دی ہے
لہکے ہوئے سبزے کی طراوت ہی دی ہے
شاخِ گلِ نورس کی نزاکت ہی دی ہے
اپنوں کیلئے وجہ شرف غیر کی نازش
کعبے کا وہی فخر وہی دیر کی نازش

۳

زاہد ہمیں گنتا رہا تسبیح کے دانے
شبنم پہ کہیں نام لیا اُس کا ہوا نے
گلشن میں شگوفوں کو سنوارا ہے ادا نے
بھر کر نفسِ سرد کہا بادِ صبا نے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
او خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

۴

ہے خار میں بھی رنگ حقیقت چمن افروز
شبنم سے کہیں دامنِ گل ہے گہر اندوز
دل بول اٹھا جب نالۂ بلبل کا بڑھا سوز
اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
در بزم کے واقف آں راز نیامد
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

۵

ہے پھول کی نکہت میں بھی کچھ شان اسی کی
ہے بزم کی جلوت میں بھی اک شان اسی کی
ہے شمس کی طلعت میں بھی کچھ شان اسی کی
ہے [illegible] کی رفعت میں بھی اک شان اسی کی
بکھری ہیں بس اُس گلِ امید کو دیکھا
ذروں میں بھی ہم نے اسی خورشید کو دیکھا

[illegible] کو پیدا
[illegible] کے واسطے پیدا
[illegible] اثر ہی ولا کا شیدا
[illegible]ت سے تری علم مرا ہوگا ہویدا
منظور ہے توحید کا [illegible] سبق ہو
بندوں کیلئے ال تری حجت حق ہو

ش

تعریف ہے ارشاد الٰہی ہوا اک بار
تجھ میں مری قدرت کے نہاں ہیں کئی اسرار
مضمر ہیں تری ذات میں کچھ میرے انوار
تو میری ہدایت کے خزینوں کا ہے مختار
میں تیرے لیے جن و ملک خلق کروں گا
شمس و قمر و ارض و فلک خلق کروں گا

ش

گردوں تھے نہ اختر تھے نہ یہ شمس و قمر تھے
دریا تھے نہ بن تھے نہ آتش نہ شرر تھے
جنگل تھے نہ گلشن تھے نہ حجر تھے نہ شجر تھے
طائر تھے نہ نغمے تھے نہ نغموں کے اثر تھے
مستور حجاب عظمت نور نبی تھا
وہ ذات تھی یا شان صفت نور نبی تھا

ش

وہ مصحف ناطق ہے جو محبوب الٰہی
کونین میں ہے طالب و مطلوب الٰہی
عالم کا مربی ہوا مربوب الٰہی
قرآن سے پہلے تھا یہ مکتوب الٰہی
کرسی کا نشاں تھا نہ پتا لوح و قلم کا
تصویر حدوث اسکی تھی آئینہ قدم کا

ش

دل اُنکو بھاتی ہیں یہ عرفان کی باتیں
بلبل ہی سمجھتی ہے گلستان کی باتیں
مومن کو پسند آتی ہیں ایمان کی باتیں
یہ صورت و معنی میں ہیں قرآن کی باتیں
دل معرفت و یاد خدائے دوسرا کو
پائی ہے زبان مصحف ناطق کی ثنا کو

١٥

وہ آگ تھی یا آتش گل جلوہ فروزاں
قدرت نے عجب رنگ دکھایا سر میداں
اٹھ اٹھ کے دھواں نیلگوں تھا ابر کا دامن
دہکی ہوئی چنگاریاں تھیں لالے کی کلیاں
لرزاں تھے شرارے کہ چمکتے ہوئے موتی
بھڑکے ہوئے شعلے تھے کہ پھیلے ہوئے بوٹے

١٤

تھا وہ پیمبر کا خدا آپ نگہبان
کچھ کر نہ سکیں ان کے مراتب پہ ترقیاں
تھا سلسلۂ نور احمد مرسل کا جو پنہاں
گل ہو گئے ہوں آتش نمرود گلستاں
اس نور کے اعجاز کی یہ جلوہ گری تھی
شعلوں کی لپک موج نسیم سحری تھی

١٣ (مطلع)

اے اصل علیٰ ذات خوش انجام محمدؐ
خالق کی ہے رحمت کرم عام محمدؐ
امت کے لیے عالم ہے انعام محمدؐ
ایمان کی نگیں پر ہے رقم نام محمدؐ
اس نام نے مفلس کو بھی سلطان بنایا
تھے خاک نشیں جن کو جہاں بان بنایا

١٢

یہ نور تجلیات میں کیا بنکے رہا ہو
قندیل در عرش علا بنکے رہا ہو
پھر طور پہ یہ نور خدا بنکے رہا ہو
شمع ید بیضا میں ضیا بنکے رہا ہو
حسن رخ یوسف نے صفا پائی اسی سے
یعقوب کو حاصل ہوئی بینائی اسی سے

١١

جب وہ چمکا لطف عنایات کی گفتار
دو حرف سے کونین بنائے گئے اک بار
یوں سب پہ کھلا جو شرف احمد مختار
پیشانی آدم کو کیا مطلع انوار
یہ نور بنا باعث مسجود ملائک
فرمان خدا سے ہوا مسجود ملائک

۶

دل واہو کو بھاتی ہیں مجھ خوان کی باتیں
بلبل ہی سمجھتی ہے گلستان کی باتیں
مومن کو پسند آتی ہیں ایمان کی باتیں
یہ صوت و معنی میں ہیں قرآن کی باتیں
دل معرفت دیا و خدا نے دوسرا کو
پائی ہے زبان مصحف ناطق کی ثنا کو

۷

وہ مصحف ناطق ہے جو محبوب الٰہی
کونین میں ہے طالب و مطلوب الٰہی
عالم کا مربی ہے وہ مربوب الٰہی
قرآن سے پہلے تھا یہ مکتوب الٰہی
کرسی کا نشاں تھا نہ پتا لوح و قلم کا
تصویر جسے کی تھی آئینہ قدم کا

۸

گردوں تھے نہ اختر تھے نہ [illegible] تھے
دیا تھے نہ [illegible] تھے
جنگل تھے نہ گلشن تھے [illegible] تھے
عالم تھے نہ نغمے تھے نہ [illegible] تھے
مستور حجاب عظمت [illegible] تھا
وہ ذات تھی یا شرح [illegible] تھا

۹

اس ذرے سے ارشاد الٰہی ہوا اک بار
تجھ میں ہی قدرت کے نہاں ہیں کئی اسرار
مظہر ہے تری ذات میں یہ چہرۂ انوار
تو میری ہدایت کے خزینوں کا ہے مختار
بس تیرے لیے جن و بشر خلق کروں گا
شمس و قمر و ارض و فلک خلق کروں گا

۱۰

جو شب کا سویرا کہ سحر کا ہو سپیدا
ہر چیز کروں گا میں ترے واسطے پیدا
عاشق ہوں میں تیرا تری اولاد کا شیدا
عترت سے تری عالم ہر اک ہوگا ہویدا
منظور ہے توحید کا محشر تک سبق ہو
بندوں کیلئے آل تری حجت حق ہو

۱۱

جب ہو چکی یہ لطف و عنایات کی گفتار
دو حرفوں سے کونین بنا کے گئے اک بار
یوں سب پہ کھلا جوہرِ شرفِ احمدؐ مختار
پیشانیِ آدمؑ کو کیا مطلعِ انوار
یہ نور بنا شاہد و مشہودِ ملائک
فرمانِ خدا سے ہوا مسجودِ ملائک

۱۲

یہ نورِ حجابات میں یکجا بنکے رہا ہے
قندیلِ درِ عرشِ علا بنکے رہا ہے
پھر طور پہ یہ نورِ خدا بنکے رہا ہے
شمعِ یدِ بیضا میں ضیا بنکے رہا ہے
حسنِ رخِ یوسفؑ نے صفا پائی اسی سے
یعقوبؑ کو حاصل ہوئی بینائی اسی سے

۱۳ (مطلع)

اصلِ عمل ذاتِ خوش انجام محمدؐ
خالق کی ہے رحمت کرمِ عام محمدؐ
امت کیلئے عام ہے انعام محمدؐ
ایماں کے نگیں پر ہے رقم نام محمدؐ
اس نام نے نقش کو بھی سلطان بنایا
تھے خاک نشیں جن کو سلیمان بنایا

۱۴

تھا نورِ پیمبرؐ کا خدا آپ نگہبان
کیونکر نہ خلیلؑ اس کے مراتب پہ ہوں قرباں
تھا صلبِ براہیمؑ میں جس کا جو پنہاں
گل ہوکے ہوئی آتشِ نمرود گلستاں
اس نور کے اعجاز کی یہ جلوہ گری تھی
شعلوں کی لپک موجِ نسیمِ سحری تھی

۱۵

وہ آگ تھی یا آتشِ گل جلوہ فروزاں
قدرت نے عجب رنگ دکھایا سرِ میداں
اٹھ اٹھ کے دھواں بن گیا تھا ابرِ بہاراں
دبی ہوئی چنگاریاں تھیں لالے کی کلیاں
لرزاں تھے شرارے کہ چمکتے ہوئے پودے
بڑھتے ہوئے شعلے تھے کہ مہکتے ہوئے پودے

۱۶

اس معجزے سے قبل ولادت ہوا روشن
کر سکتا ہے یہ نارِ جہنم کو بھی گلشن
پیدا ہوا جب وہ شرفِ وادیٔ ایمن
آتشکدہ ایران کا گل ہو گیا فورن
تھرائی زمیں عرش سے جن و بشر سے
کسریٰ کا جلو خانہ ہلا جس کے اثر سے

۱۷

خود خانۂ کعبہ نے کیا شکر کا سجدا
تھی ساتھ ہی تکبیر کے آواز یہ پیدا
صد شکر گیا کفر و ضلالت کا زمانا
میں پاک ہوا آج مقدر مرا پلٹا
دن پھر گئے بفیض قدم شاہ امم سے
بت دور ہوئے جاتے ہیں اب طاقِ حرم سے

۱۸

کیوں نہ یہ میلاد نبی کا یہ اثر تھا
تھے ارض و فلک محو ثنا خوانیٔ مولا
کیا مصلحت حق ہے یہ انسان کا چارا
تھے بطن ہی میں باپ کا جب اٹھ گیا سایا
محروم ہے راحت آغوش پدر سے
چھ سال کے تھے آپ کہ ماں اٹھ گئیں سر سے

۱۹

دو سال ہے سایۂ جد میں شہ والا
جب وہ بھی سدھارے طرف عالم بالا
قربان عنایات خداوند تعالیٰ
اب باپ سے بڑھ کر وہی پالنے والا
عمراں کا ادھر پیار ادھر حق کی مدد بھی
فرزند بھی جانی تھیں انھیں بنت اسد بھی

۲۰

تھی دونوں کے دل کو وہی حضرت سے محبت
ماں باپ کو اولاد سے ہوتی ہے جو الفت
وہ پیار وہ اخلاص وہ شفقت وہ عنایت
بیکل شب [illegible] ہوں ان کی طبیعت
[illegible] جب رخ ہو تو قربان ہوں دونوں
چپ چپ کبھی دیکھا تو پریشان ہوں دونوں

۲۱

گر بنتِ اسد نے کبھی ہنستا ہوا پایا
خوش ہو گئیں زانو پہ محبت سے بٹھایا
اس گل کو سدا بادِ مخالف سے بچایا
کھانا بھی بعض اوقات میں پہلے ان کو کھلایا
پر از صفتِ جان بھتیجے پہ فدا تھی
ہاں اک نظرِ بد سے بچانے پہ دعا تھی

۲۲

راتوں کو سدا لوریاں دے دے کے سلانا
منہ دیکھ کے الجھی ہوئی زلفوں کو بنانا
بے چین کبھی بسترِ راحت پہ جو پانا
آہستہ سے پہلو میں بہ آرام لٹانا
مرغوب تھی آنکھوں کو جو دلدار کی صورت
سوئیں نہ کبھی نرگسِ بیمار کی صورت

۲۳

پر ان کا تھا حال اور ابو طالبِ خوش ذات
جب گھر سے کہیں جاتے تھے رکھتے تھے انہیں ساتھ ۵
اول ہی سے شائستہ تھی حضرت کی جو عادات
تھی سب کی زباں پر صفتِ آپ کی دن رات
عزت تھی وہ چند کہ باعث تھی وطن کی
آفاق میں شہرت ہوئی اخلاقِ حسن کی

۲۴

گزرے اسی صورت سے کئی سال کئی ماہ
جب بارہ برس کے ہوئے سلطانِ حق آگاہ
اک بار ابو طالبِ ذی قدر کے ہمراہ
جاتا تھا سوئے شام وہ شاہنشہِ ذی جاہ
ہر چند کہ صحرا میں نہ سایہ بھی کہیں تھا
ظلِ قدمِ شاہ سے فردوسِ بریں تھا

۲۵

دیکھا کسی راہب نے شہِ دیں کو سراپا
پاس آ کے ابو طالبِ ذی شاں کے وہ بولا
اس بچے سے اک شان بڑی ہوگی ہویدا
تم اس کو لعینوں کی شرارت سے بچانا
ہر چند نہ ظالم کبھی پائیں گے دشمن
پر جتنے یہودی ہیں وہ ہو جائیں گے دشمن

۵ اساتذہ نے ساتھ جو معیت کے معنی پر ہے اس کو ذات اور صفات کا قافیہ قرار دیا ہے ۱۲

۳۰

تھی شانِ خدا یا شبِ معراج کا منظر
وہ دوش پہ بکھرے ہوئے گیسوئے معنبر
وہ تیغ بیدار کہ چھلکے ہوئے خنجر
تھا جبرئیل کی قسمت کا ستارہ مہ انور
لاشک جبہ کا عالم تھا ہوا جھوم رہی تھی
پیشانیٔ مہ کا کہکشاں چوم رہی تھی

۲۹

کرتے تھے یہ تبلیغ نبیؐ دینِ خدا کی
رغبت کی نظر جانب دنیا نہ ذرا کی
مرغوب تھی حق کو جو ادا صبر و رضا کی
موسیٰؑ سے سوا آپ کو توقیر عطا کی
افزوں یہ ہوا دین کے سرتاج کا رتبہ
محبوب کو بخشا گیا معراج کا رتبہ

۲۸

وہ دین خدا اوج پہ وہ کفر کی پستی
دنیا سے وہ اٹھتی ہوئی اصنام پرستی
ہر چند گرانقدر تھی ایمان کی ہستی
مومن کیلئے جنس شفاعت تھی سستی
فضل کرم خالق علام میں آیا
جس نے کلمہ پڑھ لیا اسلام میں آیا

۲۷

تھا دل کو زمانے کی عداوت سے کچھ غم
بڑھتا ہی رہا مرتبۂ سیدِ عالم
ظاہر ہوئے یوں معجزوں پر معجزے پیہم
باقی نہ رہا مسئلۂ دین کوئی مبہم
پانے لگا انجام ہر اک کارِ رسالت
سرکار ہوئی آپ کی سرکارِ رسالت

۲۶

گھبراؤ نہ اٹھاؤ نہ سفر کے یہ صعوبات
چپ ہوگئے یہ سن کے ابوطالبؑ خوش ذات
سب جھک گئی راہب نے جو ترغیب کی بات
وقت آیا رسالت کا تو کیا ظلم تھا ہیہات
ہر ایک یہودی ہوا ایمان کا دشمن
عزت کا عدو کوئی، کوئی جان کا دشمن

۳۱

اے صلِّ علیٰ کشف و کرامات کی وہ رات
عاشق پہ کیے فخر و مباہات کی وہ رات
مشتاق نگاہوں کی اشارات کی وہ رات
دو چاہنے والوں میں ملاقات کی وہ رات
وہ دھوم کی دعوت وہ مدارات کی باتیں
دن رات سنا کیجیے اُس رات کی باتیں

۳۲

وہ رات تھی یا مردمکِ دیدۂ عرفاں
یا مشک سی کالی لبِ خوباں پہ نمایاں
یا نقشِ سویدائے دلِ صاحبِ ایماں[عہ]
یا چشمِ بصیرت کے لیے سُرمۂ عرفاں
یا رنگ پہ پوشش کعبہ کا عیاں تھا
یا تکیے کا جبریلؑ کے ماتھے پہ نشاں تھا

۳۳

اُس شب کا وہ فانوسِ حقیقت کا جلانا
فرمانِ الٰہی سے وہ جبریلؑ کا آنا
وہ سرورِ کونین کو آرام میں پانا
وہ پائے ادب چوم کے حضرت کو جگانا
سمجھے ہوئے تھے نازکی ... محمدؐ
آنے نہ دیا لب پر ابرو کے محمدؐ

۳۴

جبریلؑ کی وہ عرض حضورِ شہِ ذی جود
حضرت کی ملاقات کا مشتاق ہے معبود
ہیں طالبِ دیدار جہاں بادلِ خوشنود
ہو زینتِ زیں آپ سواری بھی ہے موجود
فردوس سے باساز و یراق آیا ہوا ہے
مولا کی سواری کو براق آیا ہوا ہے

۳۵

سنتے ہی کیا شکرِ خدا شاہِ امم نے
پُرنور کیا دامنِ زیں شمعِ حرم نے
مرکب کے قدم دوشِ ہوا پر لگے جمنے
کہتے تھے ملک چال یہ دیکھی نہیں ہم نے
طے کرتا ہے دم میں فلکِ ہفت طبق کو
وہ قدرتِ حق لے کے چلا رحمتِ حق کو

عہ چار اضافی مصرعے ضرور ہیں مگر مصرع میں نقل نہیں ہوا ... اساتذہ کے کلام ... جب ...

۳۶

اندازِ جبینوں کو سکھاتا ہوا مرکب
پریوں کو بھی دیوانہ بناتا ہوا مرکب
ہر گام حدیں قرب کی پاتا ہوا مرکب
آتی ہوئی ہے وحی کو جاتا ہوا مرکب
بُراق ہے یہ نورِ نگہِ اہلِ یقیں کا
جھونکا ہے ہوائے پرِ جبریلِ امیں کا

۳۷

تارِ نگہِ شوق ہیں یا باگ کے رشتے
گل جلوۂ نقاشِ ازل کے ہیں نوشتے
زورِ پرِ پرواز کے قائل ہیں فرشتے
تمثیلِ صبا ہیچ ہے بس برق سرشتے
اس چاند کو ہم کبکِ دری کہہ نہیں سکتے
رُخ حور کا پایا ہے پری کہہ نہیں سکتے

۳۸

وہ صاف جبیں سینہ وہ شفاف و کشادہ
پامال ہوں دل جو وہ ہے انداز وہ سادہ
قدموں سے ملا ہے رہِ تسلیم کا جادہ
یہ شیشۂ عرفاں کا ہے اُمڈا ہوا بادہ
وہ جوش جسے دیکھتے ہی مست نظر ہو
عاشق کی زباں پہ سوال مثلِ خبر ہو

۳۹

جاں ہے جو پروانہ وہ قد بازی ہے
ہاں حشر کی رفتار کا انداز یہی ہے
اب تک جسے سمجھے نہیں وہ راز یہی ہے
محبوبِ حضر پشت پہ یہ نازی یہی ہے
ہے برق کے آئینہ میں تصویر اسی کی
کہتے ہیں رسا جس کو ہے تقدیر اسی کی

۴۰

کوتاہ نظر کہتے ہیں اسکو کہ قمر ہے
ہم کہتے ہیں خالق کی محبت کا اثر ہے
پیچیدہ شب میں شرفِ وقت کی سحر ہے
اللہ کی قدرت ہے ملک ہے نہ بشر ہے
راکب ہے محمدؐ سا سلیماںؑ نہیں ہے
یہ بار اُٹھا لینا کچھ آساں نہیں ہے

۴۱

بالائے فلک پہونچی جو حضرت کی سواری
اُس قبلۂ آخر نے کیا سجدۂ باری
آنسو تھے کہ سب آنکھوں سے جاری
یا تھا جبروتِ صمدی باعثِ زاری
قدسی ہوئے بشاش زیارت کے شرف سے
کی سب نے ملاقات رسولانِ سلف سے

۴۲

ہر چرخ کو طے کرتے ہوئے سرورِ ایماں
پہونچے درِ فردوس پہ با خاطرِ شاداں
تھا دیدۂ مشتاق مگر خلد کا ایواں
خدمت پہ کمر باندھ کے حاضر ہوا رضواں
کی عرض کہ گلزارِ جناں دیکھیے مولا
اللہ کی قدرت کے نشاں دیکھیے مولا

۴۳

فردوسِ بریں میں جو قدم آپ کے آئیں
آنکھوں کے عوض نور کی آنکھوں نے بچھائیں
پھولوں کو خوشی یہ ہو کہ پھولے نہ سمائیں
حضرت جو بڑھے دینے لگے نخل دعائیں
پڑھ کر صلوات اور بڑھی شان جناں کی
گلدستوں سے آنے لگی آواز اذاں کی

۴۴

وہ دل میں اترتی ہوئی نرگس کی نگاہیں
وہ زیبِ سرِ ناز شگوفوں کی کلاہیں
وہ نغمۂ بلبل سے عیاں عشق کی راہیں
وہ دل سے اٹھیں کے نکلتی ہوئی آہیں
جنباں وہ دلِ غنچہ بصورت سرشارِ محبت
پھولوں میں وہ کانٹوں کی جگہ خارِ محبت

۴۵

پتوں کی صفائی میں عجب نور کا عالم
ہر آئینۂ ناصیۂ حور کا عالم
ہر گل میں ہے اک دیدۂ مخمور کا عالم
ہر غنچے میں ہے قمقمۂ طور کا عالم
فردوسِ معلّٰی کے وہ گلشن کی تجلّی
ہر تختۂ گل وادیٔ ایمن کی تجلّی

۴۶

گل کہتا ہے بلبل سے یہ انداز و ادا دیکھ
ہر پنکھڑی میں دفترِ اسرارِ خدا دیکھ
بلبل کا اشارہ ہے مری شانِ وفا دیکھ
آئینۂ دل میں محبت کی صفا دیکھ
ہر آہ جگر سوز ہے اک سازِ حقیقت
آتی ہے اسی ساز سے آوازِ حقیقت

۴۷

وہ سلسلہ جنبانِ طرب گیسوئے سنبل
ہے حسن کے چشمے میں یہ موجوں کا تسلسل
ہر شاخ پہ وہ طائروں کے زمزموں کا غل
سوسن نے ہمارا دیکھ کے ربطِ گل و بلبل
ہوتے ہیں اشارے یہ ہم دیکھ رہے ہیں
پہچانی ہوئی نظروں کو ہم دیکھ رہے ہیں

۴۸

شاخوں میں چمکتے ہوئے وہ رشکِ قمر پھول
آنکھوں میں سمائے ہوئے وہ تازہ و تر پھول
رکھتے ہیں لویں جوہرِ دولت کا اثر پھول
کافور کا مرہم ہیں پئے سوزِ جگر پھول
لالے میں ترے داغ کی زیبائش ہی ہے
واں نرگسِ بیمار بھی بیمار نہیں ہے

۴۹

جب شبنمِ رحمت سے گہر ریز ہوئے پھول
جوش اور بڑھا لالۂ گلریز ہوئے پھول
سنبل جو ہوا اور دل آویز ہوئے پھول
پہلے سے ہوا رنگ بھی تیز ہوئے پھول
رکھتے ہیں شجر سر پہ یہ پھولوں کے طبق سرخ
اوجِ فلکِ حسن پہ ظاہر ہے شفق سرخ

۵۰

قدرت کے خزانے سے وہ زیبا ہوئے پھول
گلزارِ مشیت کی ہوا سے کھلے ہوئے پھول
وہ ابرِ بہاری کی طرح چھائے ہوئے پھول
معشوق ملیح اور ہیں شرمائے ہوئے پھول
یہ حسن یہ انداز و ادا دیکھ رہی ہے
آ آ کے بہار ان کی ادا دیکھ رہی ہے

۵۱

حوروں نے نچھاور کئے حضرت پہ ہیں پھول
لپٹے ہیں ستارے کہ سراسر کرم پھول
بھرتے ہیں وہ لاشۂ کونین کا دم پھول
گر گر کے یہ کہتے ہیں جنت کے قدم پھول
یہ پاؤں ہیں جو سر پہ فرشتے کے [illegible] ہیں
جنت میں کوئی چیز نہیں فرش کے قابل

۵۲

پھولوں کے یہ انبار خبیرِ سخن آرا
دلکش ہے عجب نظم کے گلشن کا نظارا
پر یہ بھی کوئی رنگ میں ہے رنگ تمہارا
جو کچھ کہا رکھا پھر وہ دوبارا عہ
طباعیاں دکھلانے کا یہ طور نہیں ہے
کیا پھول ہی جنت میں ہیں پھل اور نہیں ہے

۵۳

دیکھو نظر غور سے فردوس کا منظر
ہیں ہر ورق برگ پہ حسن کے دفتر
خوشبو میں ہیں شاداب شگفتگی سے بہتر
رنگت سے خجل رنگ حسینان چمن ہے
معروف دعا گلشن جنت کی ہوا ہے
در وا فتبارک اللہ احسن الخالقین

۵۴

ہر شاخ پہ وہ طائروں کی زمزمہ خوانی
قرآن کے سوروں کی تلاوت بہ زبانی
وہ صحن میں فردوس کے نہروں کی روانی
ہر نہر میں رحمت کا وہ بہتا ہوا پانی
ہاتھوں میں [illegible] ساغر [illegible] بہشتی
کس ناز سے گلگشت میں ہیں حور بہشتی

۵۵

نہروں کے کناروں پہ وہ روئیدہ شجر ست
شاخیں وہ لچکتی ہوئی گل تازہ و تر ست
وہ حوروں کی آنکھیں وہ نظارے وہ نفاست
حوریں ہیں [illegible] بہشت [illegible] مسرت
دلچسپ ادا دیکھ کے [illegible] شوخ نظر کی
سایہ [illegible] شاخیں [illegible] شجر کی

عہ مجھے خود اس قافیہ میں تامل ہے کہ اہل سخن معاف فرمائیں بخیر

۵۶

ہر نہر جہاں صورت آئینہ صاف
ٹکراتی ہوئی موجیں وہ ساحل پہ جگہ صاف
چھو جائے ہوا اس سے تو ہو جائے نگہ صاف
شفاف وہ پانی کہ نظر آتی ہے تہہ صاف
وہ خشک ہے یہ تر ہے تو چھپ ہی نہیں سکتے
اس آب کو ہم آب گہر کہہ نہیں سکتے

۵۷

وہ سبزہ جسے دیکھ کے ہو مرغ نظر سبز
بچھ بچھ کے بنے نور کی شبنم کے گہر سبز
وہ طائروں کے زمزمے اشجار وہ سر سبز
یاقوت سی منقاریں زمرد کے سے پر سبز
بیٹھے ہوئے شاخوں پہ جو طائر نظر آئے
گنجینۂ قدرت کے جواہر نظر آئے

۵۸

دل خواہ وہ دل آویز ہیں غنچے بھی ثمر بھی
گلشن ہیں جو فردوس کا ہر بام بھی در بھی
دیواریں وہ چکنی کہ پھسلتی ہے نظر بھی
ہر گھر کی صفا ایسی کہ شرمائے گہر بھی
جز عیش و طرب رنج کا واں نام نہیں ہے
یہ دور فلک یہ سحر و شام نہیں ہے

۵۹

ہر منظر گلزار جہاں دیکھ رہے ہیں
اللہ کی رحمت کے نشاں دیکھ رہے ہیں
اسرار جو پنہاں تھے عیاں دیکھ رہے ہیں
جنت میں محبوں کے مکاں دیکھ رہے ہیں
یوں قصر علیؑ پر نظر شاہ زماں ہے
جو دل میں مسرت ہے وہی رخ سے عیاں ہے

۶۰

وہ خانۂ حیدرؑ کے قریں خانۂ شبیرؑ
خالق نے زمرد سے بنایا جسے یکسر
پہلو میں اسی کے شہ مظلومؑ کا ہے گھر
یاقوت کی تعمیر ہے وہ قصر منور
الماس کے کچھ قصر ہیں کچھ قصر گہر ہیں
یکجا اسی ترتیب سے معصوموں کے گھر ہیں

۶۱

ان قصروں کے بعد اور کچھ مضمون ہے
آتا ہے نظر خانۂ سلمان و ابو ذر
ہیں مومنوں کے گھر کہیں مداحوں کے ہیں گھر
اور چشم تصور میں عجب پھر گیا منظر
گھر بیٹھے بہشتوں کا سماں دیکھ رہا ہے
جنت میں مخیر اپنا مکاں دیکھ رہا ہے

۶۲

لہرا رہا ہے سایۂ طوبیٰ ہیں وہ کوثر
آب اس کا صفا میں در غلطاں سے بہتر
رکھے ہیں کناروں پہ برابر سے جو ساغر
پیاسے گا وہی جو ہو گدائے در حیدرؑ
ذرہ در آقا کا اگر پاس بہت ہے
قنبر کی غلامی میں جو کٹ جائیں بہت ہے

۶۳

اب جی کو مرے تاب تحمل نہیں ساقی
ہونٹوں پہ ہے دم طبع رواں میں نہیں ساقی
مدت سے ہے دل طالب صہبائے عراقی
اس جام کو بھر قوت اعجاز ہے ساقی
اے خسرو خوباں نظرے سوئے گدا کن
رحمے بہ منِ سوختۂ بے سر و پا کن

۶۴

ہاں بادۂ گلگوں سے جنت کا نمونہ
تابش میں ہو خورشید کی طلعت کا نمونہ
پیمانہ ہو میزان قیامت کا نمونہ
ساغر ہو تری چشم مروت کا نمونہ
چھلا نہ مری بادہ کشی میں خلل آئے
رک جائے ترا ہاتھ نہ ابرو پہ بل آئے

۶۵

اک جام کا طالب ہوں تو دو جام پلانا
اک صبح کو اور ایک سر شام پلانا
دن رات شراب طرب انجام پلانا
مانگوں جو میں پانی مے گلفام پلانا
میکش کی نہ خاطر شکنی کیجیو ساقی
اک گھونٹ ہے دم [illegible] ساقی

٦٦

مشہور ہے تو عقدہ کشا فاتح خیبر
ہاں کھول بھی شب بند غم بے سر خاطر
تو مالک تسنیم ہے تو ساقی کوثر
چھلکا کے عطا ہو مجھے جام مئے اطہر
امیدوں کی کشتی لب ساحل نظر آئے
ساغر مرا ارمان بھرا دل نظر آئے

٦٧

اسرار خدا دو جہاں جام میں دیکھوں
قدرت کے نشانات عیاں جام میں دیکھوں
کوثر کی روانی کا سماں جام میں دیکھوں
کیفیت گلزار جناں جام میں دیکھوں
جب نشہ بڑھے قدرت باری نظر آئے
محبوبؐ الٰہی کی سواری نظر آئے

٦٨

سدرہ کے قریب پہنچا وہ سلطان رسالت
ٹھہرا کے وہ جبرئیلؑ امیں بھی ہوئے رخصت
کچھ دور رواں اور رہی حق کی وہ رحمت
زائل ہوئی مرکب سے بھی رفتار کی طاقت
حاضر وہ پئے خدمت ذیشان ہوا رفرف
اڑتا ہوا فر فر وہ نمایاں ہوا رفرف

٦٩

وہ لپکی چلی تخت سلیمانؑ کی ہوا سبز
پھیلی جو صبا مرکز انوار بنا سبز
اڑنے میں ہوئی عالم بالا کی فضا سبز
ڈوبی ہوئی نیرنگ میں قدرت کی ردا سبز
سرسبز کیا شوق نے گلشن کو خدا نے
کیا سیر بھی کیسی تھی نظر آئی کہاں جانے

٧٠

وہ عالم لاہوت کے نزدیک گئے شاہ
رفرف سے بھی کچھ بڑھ کے گئے قرب الٰہ
ارشاد ہوا ایسا کہ ہوئی آگاہ
نعلین جدا کرنے کو تھے آپ کہ ناگاہ
آواز سنی یہ نہیں مطلوب الٰہی
موسیٰؑ سے جدا آپ ہیں محبوب الٰہی

۵۵

اٹھتے ہوئے آپس کے حجابات ذرا دیکھ
پھر شوق یہ انداز ملاقات ذرا دیکھ
یہ لطف یہ خاطر یہ مدارات ذرا دیکھ
طرزِ سخنِ خالقِ اصوات ذرا دیکھ
یہ ہیں جزوہ جو ہیں اعجاز کی باتیں
ہم راز کی باتیں ہیں کچھ ناز کی باتیں

۵۴

اے ذہنِ رسا دیکھ ذرا ادھر کے یہ منظر
یہ کون سا ہے ہاتھ سر دوشِ پیمبر
آثار مسرت کے ہیں مداح کے رخ پر
پہلو میں سکوں پائے ہوئے ہے دل مضطر
پردے کے ادھر کون ہے یہ کس کی صدا ہے
یہ میرا خدا ہے کہ نصیری کا خدا ہے

۵۳

پہنچا کے قریب آیا وہ اللہ کا پیارا
باقی رہا فاصلہ دو ایک کماں کا
قربت جو ہوئی شوق بڑھا اور زیادہ
پردہ اسے کہتے نہیں تھا نام کا پردہ
خلوت میں گوارا نہ ہوا ساتھ کسی کا
تھا بامِ نبوت پہ مگر ہاتھ کسی کا

۵۲

محبوب خدا رعب خدا سے ہوا مضطر
طاری تھا جلالت کا اثر قلب نبی پر
ہر سو عظمتِ حق کی نظر آتی تھی یکسر
تسکین کو آواز یہی آتی مکرر
اے میرے ندیم اے مرے محبوب قریب آ
اے طالب حق اے مرے مطلوب قریب آ

۵۱

یہ سن کے بڑھے بادشہ کون و مکاں اور
مہماں پہ ہوا فضل خدائے دو جہاں اور
ہوتے تھے حجابوں پہ حجاب عیاں اور
اک پردہ فقط رہ گیا جس کا تھا ساماں اور
طے ہوتا رہا راہ میں ہر راز کا پردہ
اٹھا نہ مگر بیچ سے دمساز کا پردہ

شعر

پھر اُس نے کہا منا صفوری ہے یوں آگاہ
فرمایا کہ پھر بھی آرام میں ہیں شاہ
پھر اُس نے قدرا ہو کے خشن دی صدا آہ
[illegible] ہو گئیں خاطر ہو سے شہ ذیجاہ
فرمان خدا ہے بجالانے دو اس کو
ملک الموت ہے یہ آنے دو اس کو

شعر

ناگاہ کسی شخص نے زنجیر ہلائی
زہرا نے کہا کون تو آواز یہ آئی
مولا کی ملاقات کو آیا ہے فدائی
یوں ذہن طلب شہ کونین کی جانی
وہ بولیں کہ ناسازی مزاج شہ دیں ہے
ملنا ہو کہ یہ وقت ملاقات نہیں ہے

شعر

سن گیارہ میں بیمار ہوئے سید بطحا
آیا وہ بخار آہ نہ تھا جس کا مداوا
خاموش ہو ہو کے مرض بڑھتے ہی آقا
اور زانوئے سیدہ پہ تھا فرق شہ والا
شہ [illegible] تسلیم و رضا دیکھ رہے تھے
کب آتا ہے فرمان قضا دیکھ رہے تھے

شعر

اللہ کی رحمت تھا وہ اللہ کا پیارا
رحمت پہ مسلمانوں کی تھی شہ کو گوارا
تھی فکر امت کہ ہے موجود سہارا
جب عالم فانی سے وہ سلطان سدھارا
اندھیر ہوا سید والا ہوا رخصت
کے کا مدینے کا اُجالا ہوا رخصت

شعر

کی عرض پیمبر نے کہ اے قادر قیوم
مسرور ہوں رحمت سے رکھا مجھے محروم
انجام سے امت کے مگر اب بھی ہوں مغموم
آواز یہ آئی کہ تمہیں کیا نہیں معلوم
پرسش نہ کوئی ہو گی مروت ہے تمہاری
بخشوں گا میں امت کو شفاعت ہے تمہاری

۵۱

پائی جو رضا گھر میں ملک آیا بعجلت
کی عرض کہ سرکار اجازت ہو عنایت
شہ نے کہا لا دو جو ہے حکمِ مشیت
تن سے جو کھنچی روح تو کہنے لگے حضرت
پیکر سے مری جان جدا ہوتی ہے اس وقت
نرمی کرو تکلیف سوا ہوتی ہے اس وقت

۵۲

کی عرض ملک نے کہ بھلا کیا مری طاقت
میں روح جدا کر رہا ہوں خود بہ سہولت
مولا ہے دم کھنچنے میں ہوتی ہی ہے زحمت
فرمایا کہ امت کو بھی ہوگی یہ اذیت
ایسا ہی دمِ نزع قلق کیا انہیں ہوگا
کی عرض الم اس سے زیادہ انہیں ہوگا

۵۳

فرمایا کہ جو جان کنی کی ہوں سب زحمتیں یکجا
اک ساتھ ہوں مجھ پہ یہ مرے دل کو گوارا
لیکن مری امت کو نہ تکلیف ہو اصلا
یہ کہہ کے سوئے خلد گئے سید و آقا
غل پڑ گیا امت کا مددگار سدھارا
بے وارثوں کا مونس و غمخوار سدھارا

۵۴

دیکھو تو ذرا پرورشِ بانیِ اسلام
تا زیست مسلمانوں کی راحت رہا کام
ہر صاحبِ ایماں پہ ہی بارشِ انعام
آسائشِ امت میں بھلائے ہے آرام
بخشش کے لیے شام و سحر صرفِ دعا تھے
امت پہ نواسوں سے بھی الطاف سوا تھے

۵۵

پوشیدہ نہیں اہلِ بصیرت سے وہ منظر
سجادۂ طاعت پہ تھے اک روز پیمبر
زینت دہِ آغوش تھے سبطین برابر
یا قلزمِ رحمت میں تھے اسلام کے گوہر
اک سمت کو ابراہیم تھے اس بخت نکو پر
قرآن کھلے رکھے تھے دو رحل کے اوپر

شہ

جبریلؑ نے پھر عرض یہ کی شاہ ہدا سے
پژمردہ نہ ہو کیجیے دل غم کی ہوا سے
مسرور ہیں کہ آپ سے مع الخیر نواسے
گر پھر بھی رہا صل ہمیں ان کو رنج و بلا سے
فرمایئے تدبیر وہ امداد کی کیا ہے
نانا نے کہا جان نواسے پہ فدا ہے

شہ

جبریلؑ نے دست ادب جوڑ کے گویا
پھر یوں کہا جو چاہئے سید و آقا
فرمایا علیؑ کو کروں سبطینؑ کا فدیا
وہ بولے جو یہ فدیہ بھی کافی نہ ہو مولا
رو کر کہا دم اُن کی محبت کا بھروں گا
پسر کو میں پسر پہ قربان کروں گا

شہ

پوچھا ہے یہ اللہ نے کہ اے شاہ رسالت
فرمایئے سبطینؑ سے کس سے ہے یہ الفت
ان دونوں پہ نازل ہو اگر کوئی مصیبت
کیا ہو گا پھر اُس وقت تقاضائے محبت
فرمایا ہر اک سنگ الم قلب و جگر پر
ہر اک کو فدا کر دوں ہر اک فرد نظر پر

شہ

کی عرض کہ اے نائب حق فخر ایماں
اے باعث ایجاد جہاں کعبہ دوراں
ما ینطق ہے آپ کی شان کی شایاں
اُس وقت یہ فرماتا ہے وہ خالق سبحاں
ہر وقت خوشی آپ کی مطلوب ہے ہم کو
جو آپ کا محبوب ہے محبوب ہے ہم کو

شہ

اک بن میں یہ دیکھتے تھے اک اپنے ہی دو ماہ
دونوں پہ تصدق تھا وہ امت کا ہوا خواہ
آئی پر جبریلؑ کی آواز جو ناگاہ
خود منتظر وحی ہوئے سید ذی جاہ
تھی وجہ شرف خدمت سرکار نبوت
جبریلؑ ہوئے حاضر دربار نبوت

۹۱

جبریل پکارے رہے آباد یہ سرکار
پڑان چڑھیں آپ کے سالے یہ دلدار
امت پہ اگر آئے بلا آپ ہیں مختار
کیا کیجئے فدیہ تو یہ بولے شہ ابرار
امت سے زیادہ ہے مجھے نام خدا کا
حاصل کروں رتبہ تو اس رنج و بلا کا

۹۲

شبیر نے یہ سنتے ہی کی عرض کہ نانا
دل سے ہے مجھے منظور یہ سب رنج اٹھانا
پروا نہیں دشمن مرا ہو جائے زمانا
لینا ہے مجھے مجھکو شفاعت کا خزانا
موجود ہیں امت کے لئے جان بھی سر بھی
اسباب بھی احباب بھی اولاد بھی گھر بھی

۹۳

فرزند کی باتوں پہ پیمبر ہوئے گریاں
بولے تری ہمت پہ ہیں سب جان سے قرباں
تیرا ہی ہے یہ رتبہ تری توقیر کا عنواں
تو امت عاصی کی شفاعت کا ہے ساماں
آلام و مصیبت میں بھی دل تیرا غنی ہے
میں جانتا ہوں بات کا تو پورا دھنی ہے

۹۴

جس وقت نواسے یہ فدا ہو چکا نانا
جبریل ہوئے عالم بالا کو روانا
یاں چھڑ گیا پھر مہر و محبت کا فسانا
گذرا اسی انداز سے پھر ایک زمانا
مسرور تھے دونوں غم و رنج فدا سے
نانا کے وہ عاشق یہ نواسے پہ فدا تھے

۹۵

جب اٹھ گیا دنیا سے وہ کونین کا آقا
اور گلشن جنت کو گئیں فاطمہ زہرا
سجدے میں بہا خون شہ عقدہ کشا کا
صد پارہ ہوا زہر سے شبر کا کلیجا
مطلق نہ کیا پاس رسول عربی کا
شبیر سے چھڑوا دیا گیا روضہ نبی کا

۸۶

اک بن میں تھے تیار تھے اک لے میں وہ ماہ
دونوں پہ تصدق تھا وہ امت کا ہوا خواہ
آئی یہ جبریل کی آواز جو ناگاہ
خود منتظر وحی ہوئے سید ذیجاہ
تھی وجہ شرف خدمت سرکار نبوت
جبریل ہوئے حاضر دربار نبوت

۸۷

کی عرض کہ اے نائب حق مخبر ایماں
اے باعث ایجاد جہاں کعبۂ دوراں
ما ینطق ہو آپ ہی کی شان کے شایاں
ہوتا یہ فرماتا ہے وہ خالق سبحاں
ہر چند خوشی آپ کی مطلوب ہے ہم کو
پر آپ کا محبوب بھی محبوب ہے ہم کو

۸۸

پوچھا ہے یہ اللہ نے کہ اے شاہ رسالت
فرمائیے سبطین سے کس پر ہے الفت
ان دونوں پہ نازل ہو اگر کوئی مصیبت
کیا ہوئیگا پھر اُس وقت تقاضائے محبت
فرمایا دو ہیں سنگ مرے قلب و جگر پارا
زہرا کو فدا کر دوں ہر اک قدر نظر پر

۸۹

جبریل نے وقت ادب جوڑ کے گویا
پھر یہ کہا جو جو نہ ملے سید و آقا
فرمایا علی کو کروں سبطین کا فدیا
وہ بولے جو پر فدیہ بھی کافی نہ ہو مولا
رو کر کہا دم اُن کی محبت کا بھروں گا
شبر کو میں شبیر پہ قربان کروں گا

۹۰

جبریل نے پھر عرض یہ کی شاہ ہدا سے
پژمردہ ہوا غنچۂ دل غم کی ہوا سے
مسموم ہیں پہ مع الخیر نواسے
گر پھر بھی نہ حاصل ہوا امان رنج و بلا سے
فرمایئے تدبیر وہ امداد کی کیا ہے
نانا نے کہا جان نواسے پہ فدا ہے

٩١

جبرئیل پکارے رہے آباد یہ سرکار
پروان چڑھیں آپ کے سائے میں یہ دلدار
امت پہ اگر آئے بلا سے یہ مختار
کیا کیجئے فدیہ تو یہ بولے شہ ابرار
امت کے لیے دے مجھے نام خدا کا
حاصل کرو رتبہ تو اس رنج و بلا کا

٩٢

شبیر نے یہ سنتے ہی کی عرض کہ نانا
دل سے مجھے منظور ہے سب رنج اٹھانا
پروا نہیں دشمن مرا ہو جائے زمانا
لٹنے نہ پائے مجھ کو شفاعت کا خزانا
موجود ہے امت کے لیے جان بھی سر بھی
اصحاب بھی احباب بھی اولاد بھی گھر بھی

٩٣

فرزند کی باتوں پہ پیمبر ہوئے گریاں
بولے تری ہمت پہ مری جان کے قرباں
شاباش ہے یہ تری تقریر کا عنوان
تو امت عاصی کی شفاعت کا ہے ساماں
اللہ مصیبت میں بھی کیا دل ترا غنی ہے
میں جانتا ہوں بات کا تو اپنی دھنی ہے

٩٤

جس وقت نواسے پہ فدا ہو چکا نانا
جبرئیل ہوئے عالم بالا کو روانا
یاں چھڑ گیا پھر مہر و محبت کا فسانا
گذرا اسی انداز سے پھر ایک زمانا
مسرور تھے دونوں غم و رنج جدا تھے
نانا کے وہ عاشق تھے یہ نواسے پہ فدا تھے

٩٥

جب اٹھ گیا دنیا سے وہ کونین کا آقا
اور گلشن جنت کو گئیں فاطمہ زہرا
مسجد میں بہا خون شہ عقدہ کشا کا
صد پارہ ہوا زہر سے شبر کا کلیجا
مطلق نہ کیا پاس رسول عربی کا
شبیر سے چھڑوا دیا روضہ نبی کا

۹۶

لوٹی ہوئی سرکار تھی سرکار مدینہ
تاراج ہوئی زینت دربار مدینہ
برباد ہوئی رونق گلزار مدینہ
بجلی کو سدھارا گل بیمار مدینہ
آشفتہ ہوئی حکمت سر رشتۂ اسلام
کانٹوں میں گھرا تھا گل گلدستۂ اسلام

۹۷

پہلے تو نبی زادے کو مہمان بلایا
پھر تین شب و روز پیاسا بھی بلایا
کبھی کین تیغ نے جگر و دل کو جلایا
بیکس نے کر وعدۂ طفلی نہ بھلایا
نازل دل مجبور پہ آفت تھی بلا تھی
پر بخشش امت کیلئے حق سے دعا تھی

۹۸

بھیجیں کئی سو خط سب اہل نفاق سدھارے
دل جن کا نہ تھا معتقد وہ غمخوار سدھارے
سب پیار پہ مٹ گئے کہ طفل ہمارے
برباد ہوئے فوج کے سردار ہمارے
قاسم تھے نہ اکبر تھے نہ شبیر تھا باقی
خنجر کیلئے اک سر شبیر تھا باقی

۹۹

شکوہ نہ کیا کرتے ستم کر لے قادر قیوم
گھر چھوڑنے پر بھی رہا خوار سفر پہ معصوم
کعبے میں بھی حج کرنے سے رکھا گیا محروم
پردیس میں مجبور بنایا گیا مظلوم
برباد ریاضت ہوئی جنگل کی ہوا میں
ڈگمگے نہ دیئے پاؤں کبھی تونے بلا میں

۱۰۰

برتی پہ بہا خون عزیزان بہ ارشاد
مقتول ہوئی آنکھوں کے آگے ہی اولاد
باقی ہیں فقط ایک بیمار جو سجاد
زنجیر ستم سے ہوا مت مگر آزاد
سر تنگ جو کہنہ ہو تو سر در پہ ہے بندہ
تو مالک و مختار ہے مجبور ہے بندہ

۱۲۵

پھر سر جو نظر آیا جگر بند کا لاشا
...تی پہ وہ آ بیٹھ کے رونے لگی زہرا
... سی حالت پہ ہوا دل تہ و بالا
... ہے کہیں بھی جگر تھام کے دیکھا
... بے جرم دہائی ہے خدا کی
نانا کا نمک کھا کے نواسے سے دغا کی

۱۲۶

جب سجدۂ حق پاک سے دنیا ہوئی خالی
تھرائی زمیں آندھیاں چلنے لگیں کالی
تھا دھوپ میں رہتی پردہ کو زینب کا والی
پامال ہوا لاشۂ شاہنشہ عالی
ہر چند کیا صبر بہت پر نکل آئی
ہمراہ نبی خلد سے زہرا نکل آئی

۱۲۷

سن کر یہ صدا قبلۂ دیں نے کہی تکبیر
سجدے میں گئے حلق پہ چلنے لگی شمشیر
پہلا جو گرا قطرۂ خون شہ دلگیر
آزادیٔ امت میں نہ باقی رہی تاخیر
بخشش میں دعائیں دیں رسول دوسرا نے
اور بخش دیا امت عاصی کو خدا نے

۱۲۸

آئی یہ صدا اے مرے محبوب کے دلبر
مسرور ہوا تجھ سے بہت خالق اکبر
لاریب حسینی ابن حسینی ہے تو مقرر
اک سر کا تھا وعدہ کئے قربان بہتر
خوشنودی حق کے لیے گھر بار لٹایا
اک بھول کا اقرار تھا گھر بار لٹایا

۱۲۹

مقتل میں مری لاش جو پامال پڑی رہتی
رسی میں بندھے فاطمہ کی آل پڑی رہتی
کرتا کہ سکینہ کے کھلے بال پڑی رہتی
چھن جاتی اگر گوہر غلطاں میں رہتی
خوش ہوں جو لٹے بانوئے مغموم کی چادر
زینب کا نہ مقنع ہو نہ کلثوم کی چادر

قطعہ

خاموش ہے جبریل کہ نہیں طاقتِ گفتار
نیساں کرم ہے کہ ترا کلک گہربار
ہے آج کی صحبت کا اثر صاف نمودار
یہ بندشوں کا حسن مضامیں کی یہ بوچھار
ہرچند کہ احباب میں ہیں اہلِ زباں اور
غالب کی طرح ہے ترا اندازِ بیاں اور

قطعہ

غش کھا کے گری بنتِ نبی خاک کے اوپر
چلائے نبی آ کے نواسے کے برابر
لٹوا دیا امت کیلئے تم نے بھرا گھر
جو تم نے کہا تھا کیا اُس عہد سے بڑھ کر
پیری کیلئے نازش ترا اتنا ہے بیٹا
بیشک تو بہت صادق الاقرار ہے بیٹا

قطعہ

کھیتی مری لوٹی گئی فریاد خدایا
امت نے ادب اپنے پیمبر کا بھلایا
شمعِ حرمِ احمدِ مرسل کو بجھایا
مرقد میں بھی دکھیاری نے آرام نہ پایا
کیا میرا پسر قابلِ اکرام نہیں تھا
کیا کوئی یہاں صاحبِ اسلام نہیں تھا

تاریخ ختم مرثیہ ہذا ۱۴ ؍ اکتوبر ۱۹۲۶ء

مرثیہ ۲

مطلع

زمانہ سے طبیعت بدل نہیں سکتی

نعت وحال جناب سیدہؑ

بند ۴۸

مصنفہ
سید سرفراز حسین خبیرؔ لکھنوی

مطبوعہ
نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ و سلام علیہا

باسمہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا وَالِدَةَ الْحُجَجِ عَلَى النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمَظْلُوْمَةُ الْمَمْنُوْعَةُ حَقُّهَا ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَمَتِكَ وَابْنَةِ نَبِيِّكَ وَزَوْجَةِ وَصِيِّ نَبِيِّكَ صَلٰوةً تُزْلِفُهَا فَوْقَ زُلْفٰى عِبَادِكَ الْمُكَرَّمِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَاَهْلِ الْاَرَضِيْنَ

تاریخ ولادت باسعادت ۲۰ جمادی الثانی ۵ بعثت | تاریخ وفات ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱ ھ

جائے دفن ، جنت البقیع

۴۰۵

۴۱

زباں پہ ہے طبیعت بدل زمیں سنبھلتی سنبھلتی
ہستی کی اصل و حقیقت بدل زمیں سنبھلتی
فلک دو دوریہ فطرت بدل زمیں سنبھلتی
نفعا اک نسبت بدل زمیں سنبھلتی
کہا جو کلاکل فضا گلوں کو زمانہ
سمجھا جو فشر قدرت ایجوں زمانہ

۴۲

محبت بہن کر لقا و فنا سے کو دکھلائے
ضیا ہے شمع من جو وانیز دو زبان ے
ہوائے ولی سے محبت کی آگ بھڑکائے
جب آ ہی تیز ہوا بے اثر ضیا اور بجھائے
وہی جمال ابدی جلوہ لقا جو ہی ہی
سرا سر ابد اجتماع بقا و انتہا ہی ہی

۴۳

اسے حیات علم کا اور سے بلا کر کیا کافر کیا
خدا نے قائم ہستی کو مٹا کر کیا
نیا نیا فلک سے چھڑا دی زندگی کو فنا کر کیا
زوال ابد سے سر کر کے پھر ایسا کون مٹا کر کیا
ملا بہشت بنی کی آرزو جنت کی پابند
دنیا سفر کو گرنا ہو کی پابند

۴۴

ویسی کہیں تھی ہر جگہ جنت سے کیسا بھلا معلوم
ذا ہر کے لئی جو سب زانتہا معلوم
نشاں ہی کرے حقیقت ہستی کی کوئی کیا معلوم
ہمیشہ عقل سا آسمان بقا خدا معلوم
جنبش پلا کش ہو کی ہو کر مضطرب [illegible]
[illegible]

۴۵

ازل سے پہلے وہی تھا ابد کے بعد وہی سب میں
درصل ذات صفت میں نہیں [illegible]
نہیں آنکھ دیکھتا [illegible]
نہیں بیان سکان [illegible]
زمانہ [illegible]
[illegible]

۴۶

جلا با طور کو اپنے دکھا کے شانِ جلال
ستم ہزاروں حسین جس طرف اداے جمال
سمے دروں صبح زیبا وراے کا تخیل فضول خیال
ہر ایک شکل کل آئینہ دارِ حسنِ کمال
ہے جب نقش دو ہی نہیں ہیں الا ہوا بعید
ہے نقطۂ وحدت ترا اکثر نہایت بعید

۴۷

گر حد ادراک ہی صنعت میں ایک ہی نظیر
وہ جلوہ جبکہ ہو تو بے الا اوا و دو نقیر
ہے جستجو کی اوس [illegible] اور تدبیر
یہ عرفان اور فکر سے اپنے جہاں بھی
اگر ہستی ہو اسکی حقیقت صنعت بھی
یہ نظم و نسق [illegible] نادر بھی

۴۸

زمانہ ہر سے ترا دین بیوں بود و بالا
فدا ہے یار پہ جو دوجہاں کا ماجرا والا
ہے دل میں یار بنا اور سید والا
نہ فن دل دوراں میں جیسے یار سے اعلیٰ
یہ جلوہ قدرت اُس نے پایا ہے زیادہ
خدا نے ناز اٹھا یا ہے جیسے نیاز زیادہ

۴۹

کہاں ہے عرش پہ نام اُس کا بعد مصطفیٰ
زیب ہرایک نے شوق سے صبیب خدا
حبیب یار الہی ہے اسد عرش علا
کہا رسول نے ضراب فخر کیا
تمام عمر کا ایسا باب ایسا
خدا نے ایک اپنے مدح ایسا

۵۰

نظر وہ ذوق دوئے آسمان شب معراج
ضیا فشاں ہیں ہزاروں تاج وردِ سراج
سکوں عشق نے دیدار کا اُٹھا ہے باج
دو وقت تمام ایسا کہ دو جہاں کا باج
اُسے نشان بنی پر بنایا جس نے
نصیب اُس کا ہے وہ جس نے لکھا ہے

١١
اوج پہ داخل بیت الشرف [illegible] جب
[illegible] جو بلوہ [illegible] محجب [illegible] طلب
[illegible] [illegible] ہوش اے [illegible] حبیب
[illegible] ایک [illegible] [illegible] منزل طلب
[illegible] [illegible] نبی ابیات ثنا
[illegible] [illegible] [illegible] خدا ثنا

١٢
جو مؤمن ہوا کلمہ گو حلیف رسول انام
فرشتے [illegible] دیکھا ہیں سر گام
ثنا سے [illegible] دیتا ہیں [illegible] سلام
ثنا سے [illegible] منظر ہیں تمام
سما بجا یا بہشت [illegible] آبادی
سوار آج ہوئے خادم [illegible] یادی

١٣
زمین [illegible] [illegible] ثروت والا
قدم [illegible] آباد [illegible] دنیا
کہ [illegible] فلک [illegible] زمین [illegible]
کہا [illegible] آیا [illegible] سوا
[illegible] زمین [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

١٤
[illegible] [illegible] نام [illegible] ہوا
روانہ [illegible] فلک [illegible] مرزا [illegible] ہوا
وہ روح [illegible] [illegible] نام [illegible] ہوا
[illegible] [illegible] [illegible] ہوا
[illegible] درود [illegible] [illegible] ہوا
عرب کا [illegible] [illegible] ہوا

١٥
[illegible] [illegible] بادشاہ ماں
[illegible] [illegible] [illegible] دوراں
[illegible] [illegible] قبلہ دو جہاں
[illegible] [illegible] [illegible] سجاں
[illegible] آسماں [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۶

نبیؐ نے حق کی بزرگی کا جب ذکر کیا
کہا بجا ہے کہ یکتا ہے خالق دوسرا
شہادت اپنی نبوت کی دی بحکم خدا
یہاں تک آپ جو پہونچے مسیحؑ نے یہ کہا
خدا کے فضل سے سردار انبیا بھی ہیں آپ
حبیبؐ حق بھی ہیں اور حجت خدا بھی ہیں آپ

۱۷

فلک پہ آپ ہیں ہادی و شاہ ارض و سما
زمیں پہ اپنی جگہ کس کو آپ نے چھوڑا
کہا نبیؐ نے علیؑ ولی وصی میرا
امامؑ کون و مکاں بوترابؑ شیر خدا
خدا کے فضل سے سردار مومنین بھی ہیں وہ
امام ہیں بلا فصل جانشیں بھی ہیں وہ

۱۸

اور ایک ساتھ نبیؐ نے پڑھی نماز حضور
فلک پہ ذکر علیؑ کے ہوئے ہیں خوب مشہور
ہے پانچ وقت اذاں میں یہی امر منظور
محمدؐ بعد ذکر پیمبرؐ علیؑ کا ذکر ضرور
جہاں میں جیسے محمدؐ نبی برحق ہیں
یونہیں علیؑ ولی بھی وصی برحق ہیں

۱۹

بجز اتنا قیامت میں کیوں ہو دیوانہ
یہ مانا شمع امامت کا تو ہے پروانہ
یہاں پہ چھوڑ دیا تو نے اپنا افسانہ
حضور جاتے ہیں سوئے بزم جانانہ
وہ دیکھ مرکب پیغمبرؐ تمام رہا
نگاہ و شوق کی صورت فلک خرام رہا

۲۰

جو آن جنت کو لے کے کبریا کا وہ نور
در بہشت پہ آیا نبیؐ کا ہم سردر
ہوئے نبیؐ متبسم بڑھا جو دل کا سرور
بنا تھا کعبہ مقصود نقش پائے حضور
بچھایا آنکھوں کو رضوان نے انکسار کے ساتھ
جبیں کو رکھ دیا قدموں پہ افتخار کے ساتھ

۴۱

حنا سے میں بیلے کی بیا سے آ بنی کلا بھی جل
درِ دیدۂ جہی کا بیلی بلبل مہکا ہے میں بہی سنبل
ہے بال بال گلہ و دل بیاسو سے پھول سا ہیں
ہے بیس نبیں شبنم رہی کی کہ بچے پر کہ تمل سا ہے
پھیلے ہے جو بیں بیا سو سے ہیں ادا ہے پر ہے تو نہیں

۴۲

حنا سے میں پنکھڑیوں کو زعفرانی پھول
تکلیف بلبل سے نیلے سے آسمانی پھول
وہ رنج ہیں جو دہ بلبل دانہ اکو ارانی پھول
بیا جو بجھے گلابی جو کہ ہر سے دھانی پھول
ہو سے ہیں ہر پھول پہ شمعی جو بنی کی حسرت ہیں
حسن جیسی بنا دو جو بنا سے ہے بہ رنج و تن ہیں

۴۳

وہ نیر بیٹے ہوئے سر سا غبار ترا ہیں مجھول
وہ عرق یاد و حسینہ ترا بہو تراب ہیں مجھول
وہ فاتحی جو ہیں بنی سر سے حجاب بنی مجھول
ز بیلے سنہرہ بسے لگا کہ بلے ہیں جو ابیں مجھول
نقش نامہ در بیکی ہے نکلف ہیں
حنا سے گل نعمت صبح جواب یوسف ہیں

۴۴

نہال ہے بہ بیا امین حنا میں بنا دو جانا
کرمہ بیا ضو صحن ہیں انتخاب گلشن دارا
ہے جو نعت زبان صبا لعجت و ناز
ہر پھول ایک جنت ہیں آرزو آواز
نسیم ہیں ایک بہ جھا ہے مہکنا غنچہ
صدا ادرو دو گالی ہے ہوا جا کا چلا غنچہ

۴۵

رسول پاک کے سوالات اسلف سے
ہم ان کا جو حید ہر داراز دونی کا سرا نا سے
یہ لطف خاص شہیدان سرکھن کے
یہ جا سے دارو ہو دانہ منشر کے حکمی کیے
بجا ہے حضرت و نفیس ہے محبا بلند بابا ہیں
سرا نشہ کہ حسرت ایک ابن بیابا ہیں

۳۶

جدھر دل [illegible] نقش بیاں [illegible]
بنجر وجہی [illegible] زبان [illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] قرآن [illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۷

[illegible] بادہ [illegible]
[illegible] جام [illegible]
[illegible]
[illegible] بھی جا رہا
[illegible] بھی جا رہا

۳۸

[illegible] دکھا دکھا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جام [illegible]

۳۹

[illegible] ساقی [illegible] بھی جا رہا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۰

[illegible] بھی جا رہا
[illegible] بھی جا رہا
[illegible] ساقی [illegible]
[illegible] دل [illegible]
[illegible]

۳۱

خدا کا نور تھا جبکہ جہاں میں
وہ سب کچھ جو نہیں تھا خیال میں
نہ کہہ پایا حال سے تو عرض حال سے میں
سمجھ گیا مرا مطلب سوال سے میں
ابھی جبکہ جہاں آزاد ہے تو بھی آ
مرے جز نہیں تو او بولا بھی آ

۳۲

پیو نگا مقدس میں ساقی یہ بادہ دو نگاہ
نبی کو معلوم کا اپنے بنا و تنکا میں گواہ
جبیں کی سیر میں ہیں بجو شاہ و غریب پناہ
ہر اوج سے بھی بلند ہو وہ ایک فرد کا ماہ
ہوا وداع ریاض علوم کا حافظ
یکا یک اہل جہاں بولے خدا حافظ

۳۳

وہ وقت آیا ہے رسول جن و بشر
بساط آدمی سلیمان کے واسطے ہوا مسخر
وہ سب اسد ہو وہ ہیں سو بھیجے نبی کی بنوت پر
امین حق نے رکھا ادب سے بالعرف پر بھی
فرشتہ الٹا ہے کہ ایک کی بی سر بھی
جہاں بھر میں رفیع [illegible] رونق ترے بھی

۳۴

وہ ہو بیچ پیالہ الا ہو سیم وقت ساتھ خضر
وہ راہ و قرب بھی وہ بھی ایک ہو کر آیا دو
خدا کا نور وہ آیا قرب میں کہ ذہن تو دل ہی معاصر تھا
ہر ایک چمن میں ٹکی کا طور بھی تھا
کہ لا مکاں میں بھی وہ جو بھی تھا نور دار تھا

۳۵

خدا کی یاد رہی عشق میں جو ہر دل و ساز
پیادہ و طرز ادب جھک کے بادشاہ جہاں نے کیا ناز
سکھا یہ عشق نے در سرنگوں وہ راز و نیاز
وہ شان مرا دل وہ کسی نظر ہے کہ وہ لوح قلم نہیں
عبادت ہوا جو
کہ لا مکان کی منزل میں جو نہیں

۳۶

ہوا تھا حضرتِ موسیٰؑ کو سرِ طور ندا
بڑھو اتار کے نعلین اطرِ میدان
یہاں نبیؐ سے یہ ہم راز خالقِ سبحاں
تم آؤ پاس ہمارے یونہی بشوکت و شاں
نشانِ پائے ہمایوں سراجِ عرشِ بریں
تمہارے پاؤں کی نعلین تاجِ عرشِ بریں

۳۷

جمالِ حور ہیں جنکی ضیا ہے وہ پاپوش
فروغِ مہر کو جسنے دیا ہے وہ پاپوش
جو زیبِ پائے شہِ انبیا ہے وہ پاپوش
خدا کے ہاتھ نے جسکو سیا ہے وہ پاپوش
علیؑ ہی سے کوئی پوچھے جو اسکی عزت ہے
نبیؐ کے پاؤں میں دستِ خدا کی صنعت ہے

۳۸

نبیؐ کی کفش ہے ایسا کسی کا تاج کہاں
یہی سبب ہے جو نعلین پہنے شاہِ زماں
حریمِ قدس میں داخل ہوئے بشوکت و شان
عیاں تھی چار طرف شانِ خالقِ سبحاں
وہ جنبش سی ہوئیں عرش کی طنابوں کو
نگاہِ شوق اٹھاتی رہی حجابوں کو

۳۹

بنا تھا راز کا پردہ نقابِ روئے خدا
حجاب تھا مگر اٹھا ہوا تھا کچھ نہ کچھ پردا
کہ دوشِ پاک پہ دستِ خدا نے ہاتھ رکھا
یہ رمز کیا تھا وہی سمجھے جسکا ہاتھ ہے تھا
علیؑ کے مرتبے کو اور کوئی کیا سمجھے
خدا کے بعد جو سمجھے تو مصطفےؐ سمجھے

۴۰

علیؑ کے بارے میں قولِ نبیؐ ہے صلِ علیٰ
کہ یہ نہ ہوتے تو زہراؑ کا کوئی کفو نہ تھا
ہے متّفق بنتِ رسولؐ ہر دو سرا
یہی تحفۂ شبِ معراج فاطمہ زہراؑ
بہارِ باغِ جناں گلشنِ رسولؐ میں ہے
کہ سیبِ خلد کی خوشبو انہیؐ کے پھول میں ہے

مطلع ٢١

ہے یہ وہ شب معراج انقلاب سخن
بنا ہے ربع جو ویرانیاں حجاب سخن
بنگاہ سر بلند خنجر بنی ہے سب پہ شباب سخن
نقش وہ مقطع عفت کا ہو کہ جو ہر کتاب سخن نمایاں ہے
جمال نظم ہے دامان لن ترانی ہے

مطلع ٢٢

خدا نے یہ معراج مصطفیٰ کو دیا
جو مصطفیٰ کو دیا تھا وہ مرتضیٰ کو دیا
علی نے بعد وصیت اشرف النسا کو دیا
یہ حق تخت شہنشاہ انبیا کو دیا
زنان جہاں کو عطا زوج علی کی ہمسری
یہی وہ ہے کہ جو رفعت نبی کی ہمسری

٢٣

نبوت آل پاک میں بس رہا حجاب نبی
میں کیا ہے یہ گیارہ امام سب کمال ہی ایسی
خدا نے عزو جلال وو ادا ان کو عزت دی
کہ جو رسول و عالم اور انکی عزت دی
جناب آل نبی بیت میں [illegible] عظیم
جہاں کے [illegible] افضل ہے

٢٤

رسول کو جو پیارا تھا وہ فرزند بتول
نبی سے سیدہ کی بیٹی کو تھا ثنائے جبرئیل رسول
سدھارے سب کے [illegible] منصب بتول
بہت پدر کی آمد آئی فاطمہ منصب بتول
رسول پاک کا خالق سے وصال ہوا
اور [illegible] کا انتقال ہوا

٢٥

بنا ہے [illegible] فاطمہ کا حال تھا رہ
نبی کے سر پر ہے خاک عزا جسم ہیں یا سیاہ
وہ دل کا داغ تھا [illegible] الامان بانگاہ
[illegible] جنگل نہیں
[illegible] سکون نہیں
[illegible] عمر [illegible] نہیں

۴۶م

تھا دل میں داغ [illegible]
غم زدہ [illegible]
جب [illegible] صبح [illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۷م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۸م

[illegible] اس طرح [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۹م

دنیا بدل گئی [illegible] کی خلعت اسلام [illegible] عام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۰م

مجبور ضعف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۱

نانا ہیں مرے کہ ہیں رسولِ قبلہ ، بابا ہیں وہ جن پہ داور کو ناز
دادا ہیں وہ ، شیرِ مرداں جو ہیں جانباز
کیا کیا کے ساتھ زینب ، پھولا ہوا تھا باغِ نیاز
خدا نے ایسی نصیب ، تھی جنت خداد و ساز
یہ خاطرِ زینب نصیب ، اس گل گلشنِ رسالت کی
سبھی تھی جگہ بی بی نبوت و باغِ جنت کی

۵۲

مولا کی جنون جو وہ ، تیغِ اجل صفدر مختار
حجاب بستر پر جنت عیاں ہو آکبار
نظم صرفِ عسل و لفظ آہ وحیدہ ابرار
زبان پاتمیم و دری پا حسین از روئے وقار
فلک لرزے تھے تھم بکیسوی نکی زاری کی
حسن حسین کا رونا وہ بیقراری کی

۵۳

رکھا جو لاش کو تابوت میں با ہوا کفن
کہا علی نے کہ زہرا کو دیکھو کیسا ہے بن
معلوم نہیں زینب و کلثوم کہ سر بیابان
نصیب و دو وہ بیٹیاں تابوت سے لپٹ کے آئیں
یہی تھا نوحہ میں کہ آج ہوئیں بے وطن
یہی تھی جفا تقدیر کی اماں سے ملنا دور ہوئیں

۵۴

جواب دیجئے اے فاطمہ ، سنئیں تعمیر زمان
حسین عزیز و زینب بھی بچے یہاں
ایسا کلیجہ تھا بس کچھ سدا پکار رہا
کہو آب یا حاجت و کیسا اے ابا
نہ دو آلہ بن کیا جو صلہ تھا دل کا
نہ دو کیا آئیگا لیکن سوال سائل کا

۵۵

اودھر وہ لاش تھی اشکبوں کا تیبوں و شین
ادھر یہ بو و تربت بھائی کر حسنین
رفیق بھی سبا نبی پہ معصوم تھی تابوت کی العین
حال دیکھ کے مسیب بھی بھونکے کی آئے حسین
جو بیبیاں بالو کے گودا و بھو کے اٹھے
جگہ نہ رہا آہ کہ بھی تم کیا جائے

۵۶

سب پہ تھا کرم وہ سید بے ریا و ادا صد نہیں
نجف ہی جبہ پہ ہیں طول کی حد نہیں
زیارت پڑھ کے بیٹھے ان کا شوق کی حد نہیں
بچی کا ال نہیں خفیف وہ سب کچھ صد نہیں
جدا جدا جو ہیں وہ [illegible]
حسن حسین جو سب [illegible]

۵۷

زیارت پڑھو کی سرکار [illegible]
یہ دونوں لال لال [illegible]
کہا بچی نے [illegible]
تھا حسین باغ رسالت کا [illegible]
فرشتہ [illegible]
[illegible]

۵۸

[illegible]

۵۹

[illegible]

۶۰

[illegible]

٦١

بہار بزم میں ہیں مست [illegible] بالا غضب
شراب و جام و دف کا مجمع یہ عالم ہے غضب
وہ اٹھانا لذت میں [illegible] ہے غضب
کھوئی تھی غیرت [illegible] غضب
[illegible] ہے
[illegible] ہے

٦٢

چھپائے بالوں سے منھ [illegible] تھی
اشارہ کر کے یہ بلا رہا تھا [illegible]
یہ چلتی شالوں میں [illegible]
ہی ہے [illegible]
وہ چھوٹی بچی [illegible]
جو دلیر [illegible]

٦٣

یہ دوزخ کی [illegible]
ساز نغمہ [illegible]
اٹھا ہے [illegible]
[illegible]
کہاں بلا [illegible]
بچا لیں وہ شمع [illegible]

٦٤

تھا [illegible]
[illegible]
[illegible] رسول خدا [illegible]
[illegible]
[illegible] الٰہی [illegible]
کہا [illegible]

٦٥

ہماری قوم و قبیلے کی [illegible] عورت
ہمارے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۶۶

ڈرا نہ یزید کیا تیغ ستم کی یہ بیا
نبی کے گھر سے باز آیا وہ عدوئے خدا
پکاری زینب حسن سے بیکس پہ آ دو بچا
کہاں ہو آؤ حسن کی مدد کو لو بھیا
صفیں کی فوج نے لڑنے کو کالا حرم آ گیا
ہائے واسطے کیا سر نہ نظام گیا

۶۷

تماشے بعد بھی کی دربدر رسول کی آل
حسین دا میں سر دو کی کٹے یتیم و بیوہ بال
اسیر طوق و سلاسل یہیں ہم اب ہوا ہے حال
سنا ان کی ابو کی زینب کی لاکھ بیخ و غوبال
رسن گلے میں جناب ابرار کی صورت
کھڑی کی آل محمد فقیر کی صورت

۶۸

نجیب ناب بہا خفت نہیں جو حق پر آنسو
دعا کو کر سے رحم خالق آسمان
بہ تنقیعہ اشتر اب دنیا پابرہنہ
سے کر الہی ال کی بخیہ دویرہ شہ
بقا بابد دیکھا مصطفیٰ پیری
رب کے صاحب

ختم تضمین مرثیہ ہذا

۲۵- مارچ ۱۹۴۳ء

۴۱

مرثیہ

تیر خطا نہ ضرب ہو تیغ زباں مری

متذکرہ جنگ خیبر و شہادت امیرالمومنین علیہ السلام

نمبر (۱۲۲)

مصنفہ

سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِی الْاَئِمَّةِ وَخَلِیْلِ النُّبُوَّةِ وَالْمَخْصُوْصِ بِالْاُخُوَّةِ
اَلسَّلَامُ عَلٰی یَعْسُوْبِ الدِّیْنِ وَالْاِیْمَانِ وَکَلِمَةِ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مِیْزَانِ
الْاَعْمَالِ وَمُقَلِّبِ الْاَحْوَالِ وَسَیْفِ ذِی الْجَلَالِ وَسَاقِی السَّلْسَبِیْلِ الزُّلَالِ
اَلسَّلَامُ عَلٰی صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَارِثِ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ وَالْحَاکِمِ یَوْمَ الدِّیْنِ اَلسَّلَامُ
عَلٰی شَجَرَةِ التَّقْوٰی وَسَامِعِ السِّرِّ وَالنَّجْوٰی اَلسَّلَامُ عَلٰی حُجَّةِ
اللّٰہِ الْبَالِغَةِ وَنِعْمَةِ السَّابِغَةِ وَنِقْمَةِ الدَّامِغَةِ اَلسَّلَامُ
عَلَی الصِّرَاطِ الْوَاضِحِ وَالنَّجْمِ اللَّائِحِ وَالْاِمَامِ النَّاصِحِ وَالزِّنَادِ
الْقَادِحِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

تاریخ ولادت ۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل — تاریخ شہادت ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۴۰ھ

جائے دفن نجف اشرف

۵ھ

نظروں میں آج چڑھتی ہے خیبر کی رہ گزار
قلعے میں وہ یہودیوں کا اُسوارِ قرار
خیبر اُس طرح سے انصار جاں نثار
پیچیدہ وہ سو بچے او ستمگر وہیں ہزار
یک دل نشد کی راہ میں اہل شکوہ تھے
کفار بت بنے ہوئے بالائے کوہ تھے

۲ھ

دیکھے جمال روئے سخن ہر سخن پرست
تخییل کا یہ حسن یہ معنی کا بند و بست
یہ خوبی کلام یہ الفاظ کی نشست
بندش ہی سست ہے نہ مضامین ہی ہیں پست
مداح ہوں میں بادشہِ قلعہ گیر کا
خیبر کی سمت ذہن چلا ہے جمیر کا

۷ھ

اہل نظر ہی دیکھیں گے جاہ و حشم مرا
انصاف جنگ دیکھیں ہے طرزِ ستم مرا
جنت نما ہے جلوۂ حسن رقم مرا
طوبیٰ نہال جس کا ہو وہ ہے قلم مرا
نقشہ مری نگاہ میں ہے کارزار کا
سایہ ہے نظم پہ ذوالفقار کا

۳ھ

رہتا ہوں جام بادۂ حبِّ علی سے مست
اعدا کا حوصلہ ہوا میرے شرف سے پست
پروا نہیں خلاف رہیں مجھ سے خود پرست
دشمن اگر قوی ہیں تو اُن سے قوی تر ہے دست
سو جان سے غلام اسد کبریا کا ہوں
بندہ ہر ایک ذرہ کا میں بوتراب کا ہوں

۱۲۸۶ھ

خیبر کشا ہے نظم ہے تیغ زباں مری
رکتی نہیں ہے فکر دمِ امتحاں مری
دشمن کو آب تیغ ہے طبع رواں مری
حاسد ہو دم بخود وہ سنے داستاں مری
مارا جسے وہ مرحبِ جنگی کا زار ہے
ورنہ دلِ و دیدہ مرا ذوالفقار ہے

۶۶

اکثر سپاہ دیں سے گئے لشکری جواں
لیکن نہ جنگ سر ہوئی پائے مع نشاں
اک شخص نے حضور سے آ کر کیا بیاں
ناکامیوں سے اپنی یہ اعدا کو ہے گماں
بجز و غنا کا جیش بہادر کوئی نہیں
فوج محمدی میں بہادر کوئی نہیں

۶۷

بولے یہ سن کے ہادیٔ دیں سرورِ امم
کل دوں گا اُس کو لشکرِ اسلام کا علم
واقف نہیں فرار سے جس مرد کے قدم
بھرتا ہے دم خدا و نبی کا وہ دم بدم
کل قدسی و ولی و وصی اُس کے دوست ہیں
سب اک طرف خدا و نبی اُس کے دوست ہیں

۶۸

یہ مژدہ سُن کے خوش ہوئے اصحابِ نیک نام
سب چاہتے تھے ہم کو ملے کل یہ احتشام
دن انتظار و شوق میں گذرا ہوئی جو شام
بالائے آسماں ہوئی تاروں کی دھوم دھام
شوریٰ نے بڑھ کے فتح و ظفر کا نشاں دیا
گردوں نے چاند کو علمِ کہکشاں دیا

۶۹

وہ شب تھی یا سیاہی گیسوئے حورِ عین
یا تھی سوادِ مردمکِ چشمِ سرمگیں
یا خالِ وجہ زینتِ رخسارۂ حسیں
یا دودِ آہِ عاشقِ مہجور و غمگیں
والنجم و القمر تھا جو وردِ آسماں کا
ذرّے زمیں کے پڑھتے تھے سورۂ دخان کا

۷۰

وہ شام انتظار دلوں کا وہ اضطراب
دم بھر علم کے شوق میں سوئے نہ شیخ و شاب
بستر پہ کروٹیں وہ بدلنا وہ پیچ و تاب
آنکھوں میں پھر رہا تھا علم کو نہ آتا خواب
بھاری مجاہدوں پہ نہایت وہ رات تھی
گویا نقابِ شاہدِ رایت وہ رات تھی

۱۱

اسلام کا نصیب جگاتی ہوئی وہ رات
دینِ خدا کا رنگ جماتی ہوئی وہ رات
دنیا سے زنگِ کفر مٹاتی ہوئی وہ رات
شبنم کی بوندیوں سے نہاتی ہوئی وہ رات
پونچھے جو گیسوئے بال نئی آب مل گئی
لیلائے شب کو چادرِ مہتاب مل گئی

۱۲

وہ آسماں پہ انجمِ تاباں کی انجمن
وہ سبزے کے گیسوئے پر پیچ کی شکن
وہ کہکشاں کی تاروں بھری مانگ ضوفگن
ناہید کی ادا وہ ثریا کا بانکپن
مہتاب کا وہ رخ وہ تاروں کی چھاؤں میں
ذرے سے چمک رہے تھے تاروں کی چھاؤں میں

۱۳

بکھرے ہوئے نجوم کی جمتی ہوئی وہ صف
تیرِ ادا کے واسطے عاشق کا دل ہدف
چھٹکی ہوئی وہ چاندنی پیدا ہیں ہر طرف
حلقہ سفید اور سیہ چاند کا کلف
ضدین اک جگہ ہیں یہ منظر ہے دید کا
چاندی کی ہو انگوٹھی نگینہ حدید کا

۱۴

پھیلا جو چاندنی کا مصلا بہ آب و تاب
قصدِ نمازِ شب میں ہوا محو آفتاب
پایا وضو کو چشمۂ نیلوفری سے آب
پروین نے دی ستاروں کی تسبیح لاجواب
ممتاز تھا غروب عبادت گزاروں میں
لکھا دبیرِ چرخ نے شب زندہ داروں میں

۱۵

بہائے گھومتے ہوئے سجدہ میں لوگ گرے
جس طرح گردِ کعبہ کوئی باصفا پھرے
یاں لوگوں میں حصولِ علم کے تذکرے
دریائے فکر میں کبھی ڈوبے کبھی ترے
اونچے خیال کر کے رات کا دن حج نے
آنکھوں ہی میں گزار دی سب رات مونج نے

۱۶ مطلع

پردے میں نور کے جو اندھیرا نہاں ہوا
بادِ سحر سے گلشنِ انجم خزاں ہوا
باغِ جہاں نمونۂ صحنِ جناں ہوا
تختہ زمیں کا رشکِ ہزار آسماں ہوا
قدرت پکار اٹھی کہ نئی دید آج ہے
غنچوں نے مسکرا کے کہا عید آج ہے

۱۷

اڑتا ہوا فلک پہ وہ روئے قمر کا رنگ
ابھرا ہوا شفق میں وہ خونِ جگر کا رنگ
مہندی بنا ہوا وہ فضا میں سحر کا رنگ
وہ طائروں کے نغموں میں گلزار کا رنگ
انداز دلپذیر ادا دلپسند ہے
یہ صبح کی پری ابھی شیشے میں بند ہے

۱۸

بکھی بہار ایک ہے گلزار سیکڑوں
دھانی قبا میں بیٹھے ہیں اشجار سیکڑوں
آراستہ ہیں مصر کے بازار سیکڑوں
دستارِ گل میں ہیں دُرِ شہوار سیکڑوں
نیساں کسطرح رنگِ چمن میں سما گئی
شبنم بھی موتیوں کا خزانہ لٹا گئی

۱۹

بلبل چہک اٹھی جو کھلے بوستاں کے پھول
غائب ستارے ہو کے بنے باغِ جہاں کے پھول
مرجھا کے رہ گئے دمِ کہکشاں کے پھول
نظروں سے گر گئے سپہرِ آسماں کے پھول
بجلی جو تیغِ موج ہوا دشتِ صاف میں
مریخ نے چھپا لیا خنجر غلاف میں

۲۰

ہلکا جو سبزہ چھپ گیا چرخِ خضری
کلیاں کھلیں تو دب کے چلی فوجِ اختری
کی سنبلہ سے سنبلِ تر نے نہ ہمسری
وہ نام کی ہے زلف یہ زلفِ معنبری
سرخی گلِ شفق کی طرح سے جو چھا گئی
لالے کے دل میں شب کی سیاہی سما گئی

۲۱

وہ سبز کونپلوں سے نکلتی ہوئی بہار
وہ کیاریوں کی گود میں پلتی ہوئی بہار
نرگس کی انکھڑیوں سے ابلتی ہوئی بہار
چلتا ہوا ہے سحر کہ چلتی ہوئی بہار
بولی صبا اگر نہیں جادو تو کیا ہے یہ
بلبل دی صدا کہ نہیں معجزا ہے یہ

۲۲

گلزار میں بہار کے آنے کو ہی ملت
غنچے بھی دوڑتے ہیں روش پر گلوں کے ساتھ
سوسن کے لب پہ برقِ تبسم بنی ہے بات
شبنم شمیمِ گل سے بسی ہے تمام رات
بلبل کے رخ پہ رنگ چڑھا ہے شہاب کا
چھڑکاؤ ہو رہا ہے چمن میں گلاب کا

۲۳

کلیاں چٹک چٹک کے پکاریں سحر سحر
پھولوں نے بلبلوں کو صدا دی ادھر ادھر
بولی نسیمِ صبح چلوں میں کدھر کدھر
ڈوبے ہیں آب جو میں صنوبر کمر کمر
ہر موج چل رہی ہے اٹھلاتے پہ نہر کے
پریاں نہا رہی ہیں کنارے پہ نہر کے

۲۴

وہ ذکرِ کبریا میں ٹھٹکتی ہوئی نسیم
شاخیں جھکی ہوئی ہیں وہ پئے سجدۂ کریم
ہر سمت اس کے فضل کی وہ شہرتِ عمیم
ذرہ سے کرتوں کا وہ نعرہ ہوالرحیم
امیدوار ربِ کریم ذوالمنن کے ہیں
بھونرا وہیں اشتیاق سیادت چمن کے ہیں

۲۵

نازاں ہیں گل ملے ہوئے گلگونۂ نیاز
باقی ہوں وظیفۂ بلبل میں وہ گداز
سبزہ نے زرو نقشہ بچھائی ہے جانماز
باقی نہ خار و گل میں رہا کوئی امتیاز
جتنے بلند و پست ہیں محوِ سجود ہیں
سب یک زباں مسبحِ ربِ ودود ہیں

۲۶

عالم ہیں یہ سحر کا ہی عالم عجیب ہی ترنگ
باغ سیاہ چشم زلف میں ہو طرفہ رنگ
وہ اہل دیں کو طاعت معبود کی امنگ
گلزار دہر سے ہی جدا اس چمن کا رنگ
ہر پھول اس بہار کا رحمت سرشت ہے
کیا اس سے منزلت میں زیادہ بہشت ہے

۲۷

رحمت یہاں کے چشمۂ جاری کا نام ہے
دو خاص گل ہیں یک نبی اک امام ہے
بلبل یہاں کا طائر سدرہ مقام ہے
یاں باغبان قدرت رب انام ہے
تا تہ بوئے روح جنبش موج صبا ہے وہ
عنصر دم مسیح ہی جس کا ہوا ہے وہ

۲۸

پیشانی نبی ہی یہاں کی سحر کا نور
ہر کہکشاں سے بڑھ کے نشان ظفر کا نور
یاں ذرہ ذرہ سے ہی نمایاں قمر کا نور
وہ نور خاک میں ہی کہ چھپے نظر کا نور
فردوس اس چمن کو کہئے تو قصور ہے
ہر برگ جس کا آئینۂ روئے حور ہے

۲۹

گلشن میں بلبلوں کی نوا ہیں ادھر اذاں
نرگس ادھر ادھر ہمہ تن چشم آسماں
قمری وہاں یہاں ہیں ملائک دعا خواں
پھولوں کی صف وہاں انبیا کی صف یہاں
سوسن کے لب ادھر صفت حق بیاں نہیں
کی اس طرف نبی نے امامت نماز میں

۳۰

ہاں چشم شوق دین کے رستے دیکھنا
یاں کے عطر سے یہ چمن بستے دیکھنا
بلبل نور گل کرتے دیکھنا
شیشوں میں گلدستے دیکھنا
گلوں کی صفت پروردگار ہی
تمہارے نور پہ قرباں بہار ہی

٣١

جبریل نے پاؤں کے مصطفےٰ چھوئے ہیں
قربت کے جو شرف ہیں وہ اُن پہ کھلے ہیں
اصحاب لئے بمصحف اپنی سجے ہیں
کیا کیا مرے جہاں نے منظر دیکھے ہیں
پروانۂ جمال سراج منیر ہے
دیکھو صف انجمن میں حاضر خبیر ہے

٣٢

کیوں نہ اخیر تک جدا ہو یہ بول چال
دلچسپ استعارے یہ تشبیہیں بے مثال
میرا کمال مان گئے صاحب کمال
شامل اگر ہو فضل خداوند ذوالجلال
باغ سخن کو روکش خلد علا کروں
ہر فصل میں بہار کے مضموں ادا کروں

٣٣

اس راستے میں اور سے جایا نہ جائے گا
دو اک قدم بھی پاؤں بڑھایا نہ جائے گا
شرمندگی سے سر بھی اٹھایا نہ جائے گا
یہ رنگ پھول سے بھی اڑایا نہ جائے گا
کانٹوں سے تو سنبھلتی طبیعت کی خو نہیں
اب عطر بھی ہو تو نکہت کی بو نہیں

٣٤

شفاف شکل سینہ بے کینہ ہے یہ نظم
جوہر ہیں جس میں مجموعہ آئینہ ہے یہ نظم
عرفان اہلبیت کا گنجینہ ہے یہ نظم
افسانہ ہے نہ قصۂ پارینہ ہے یہ نظم
غل ہے چمن چمن یہ تخیل بے نظیر ہے
یہ اوج کی روش پہ یہ پاس دلیر ہے

٣٥

دیکھے رنگ سحر انداز ہے جدا
بلبل کے زمزموں کی یہ آواز ہے جدا
چنگ و رباب و بربط سے یہ ساز ہے جدا
جادو ہے سامری سے یہ اعجاز ہے جدا
یہ بوستاں بھی گلشن جنت سے کم نہیں
اس باغ میں کسی کے چمن کی قلم نہیں

۳۶

بنتے ہیں جو مصورِ فطرت سخن طراز
اُنکی مصوری کے کھلے ہیں عجیب راز
دعوے بڑے بڑے ہیں بصد افتخار و ناز
لیکن سخن ہے حُسنِ معانی سے بے نیاز
ہاں رنگِ نظمِ غیر کی تحریر خوب ہے
عکسی جہاں جہاں ہے وہ تصویر خوب ہے

۳۷

ناراض ہوں نہ میرے سخن سے سخن پناہ
میں خود بُرا ہوں سب سے نہیں جائے اشتباہ
اک عام بات تھی جو کہی ہے خدا گواہ
روئے سخن کسی کی طرف ہو تو رو سیاہ
رسوائے خلق ہونے کی حسرت نہیں مجھے
سودا نہیں جنون نہیں وحشت نہیں مجھے

۳۸

کانٹے نہیں ہیں میرے چمن میں ہیں گل ہی گل
سو جان سے ہوں عاشقِ آلِ شہِ رسُل
دل بادۂ ولائے علیؑ سے ہے جامِ مُل
آزاد رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل
ہوں بر سرِ وفا دیہ ہمت نہیں مجھے
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

۳۹

واقف ہیں سب میں واصفِ شاہِ انام ہوں
خاکِ درِ امامِ فلک احتشام ہوں
کیوں رات دن نہ محوِ درود و سلام ہوں
کیا کم ہے یہ شرف کہ علیؑ کا غلام ہوں
قانع ہے دل مرا کوئی حاجت نہیں مجھے
مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے

۴۰

دل ہے بلند پست کا ہوں رہا حزیں
اس آئینہ میں گردِ کدورت نہیں کہیں
گردوں کا ہے گلہ نہ کبھی شکوۂ زمیں
قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں
محسود ہوں حسد کی ضرورت نہیں مجھے
ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے

۱۲۱

عاشق ہوں اُس کا جس کا بنایا ہے جس کو خود اِلٰہ
خادم ہوں اُس کا جو کہ شہنشاہوں کا ہے شاہ
دل ہے پر بحر صادق کا خیر خواہ
صادق ہوں اپنے قول میں غار خدا گواہ
خواہش بجز حصول سعادت نہیں مجھے
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

۱۲۲

اے عندلیب طبع فصاحت شیم خموش
بس ہے صفیر بلبل باغ ارم خموش
ہاں اے زبان کلک جواہر رقم خموش
کیونکہ یہ گرم جوش ہیں اے برق دم خموش
ہاں بہترین دیں کے تصور میں جھوم لے
پائے نبی و دست ید اللہ چوم لے

۱۲۳

ہے دیکھ وہ نماز سے فارغ ہوئے جناب
تیار ہو رہا ہے وہ دربار لاجواب
زینت فروز صدر ہے وہ مالک الرقاب
گردن جھکائے سامنے حاضر ہیں شیخ و شاب
ساکت ہیں سب کہ رعب بھی ہے اور ادب بھی ہے
اس پر یہ ہیں نشان کا حسن طلب بھی ہے

۱۲۴

ساعت سے منتظر تھے یہاں شاہ زمن جہاں
فرمایا ناگہاں کہ ہے میرا وصی کہاں
پشت و پناہ ہاشمی میرا عزیز جاں
دست خدا و نفس نبی فخر خانداں
آرام قلب و زینت پہلو کہاں ہے آج
دیکھو تو میرا قوت بازو کہاں ہے آج

۱۲۵

جاؤ گل ریاض شرافت کو جلد لاؤ
اس میوۂ بہشت ولایت کو جلد لاؤ
ماہ منیر منزل عصمت کو جلد لاؤ
خورشید آسمان امامت کو جلد لاؤ
خالق نے جس کو زور بھی بخشا ہے شان بھی
دوں گا اسی کو فوج خدا کا نشان بھی

٤٦

[illegible] نام
[illegible]
[illegible] نام
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٧

[illegible] صفات
[illegible] ذات
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٨

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٩

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٥٠

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۵۱

اب تم اٹھاؤ لشکر اسلام کا نشاں
تا ہو دوچند فوج خدا کی شکوہ شاں
لہرایا پرچم اڑ کے سنا جبکہ یہ بیاں
اور اس طرف پھڑک گئیں بازو کی مچھلیاں
بیتاب تھا جو شاہ ولایت کے واسطے
سیدھا ہوا نشان زیارت کے واسطے

۵۵۲

بخشا نشان خسرو ایماں نے مرحبا
چوب علم کے اوج سے چرخ بریں دبا
دھانی پھریرا خضر کی خاطر بنا تھا
ٹکڑے ہیں اس کے دامن گل دامن صبا
کہتا ہے اس نشاں کا جو پنجتن سر ہے
طوبیٰ کی شاخ نخل امامت کا بر ہے

۵۵۳

کاندھے پہ رکھا لشکر اسلام کا علم
سج کر سلاح رخش پہ بیٹھا وہ ذی کرم
ہالوں میں چاند تھے کہ رکابوں میں تھے قدم
وہ رحل زین کا تھی وہ اسوار کا حشم
رونق بڑھائی مصحف ناطق کی شان نے
قرآں لیا تمام خدا کی زبان میں

۵۵۴ مطلع

موسائیوں میں آتا ہے بہار تن مصطفےٰ
ہے سرور خاطر محزون مصطفےٰ
رگ رگ میں حق کا زور ہے اور خون مصطفےٰ
رفتار میں فرس بھی ہے گلگون مصطفےٰ
اک گام دو جہاں کا اسے عرض و طول ہے
بے شک یہ ہم عنان براق رسول ہے

۵۵۵

زین فرس پہ کعبۂ دیں کا وہ اقتدار
عرش آسماں پہ عرش پہ ہے نام کردگار
خاتم پہ نگ ہے نگ پہ ہے بسم اللہ آشکار
کرسی پہ لوح لوح پہ قرآن کی بہار
موسائیوں میں علم ہے یہ نشان غفور ہے
ایمن میں طور طور پہ خالق کا نور ہے

۵۶ھ

بجلی لرز گئی جو اڑا اسپ برق فر
پیچھے سموں سے پیچھے ہوا دھن رہی سر
بادل چلے جو ساتھ تو آب آب ہو گیا
پہلے ہی سے وہ خود ہی پسینے میں تر بتر
پیچھے ہیں سب یہ رشک نسیم آگے آگے ہے
ہاں یاں مثال بو کی شمیم آگے آگے ہے

۵۷ھ

آنکھوں میں باغیوں کی سماتا ہوا فرس
کانٹوں کو چھو کے گل ہنساتا ہوا فرس
ہر گام پر وہ پھول کھلاتا ہوا فرس
آتی ہوئی بہار ہے جاتا ہوا فرس
رہوار قطرہ زن ہے کہ لکہ سحاب کا
جو نقش سم ہے پھول بنا ہے گلاب کا

۵۸ھ

گھوڑا رکا جو دشت میں اس سوار کا
جنگل میں سے کے بن گیا ڈیرا بہار کا
اللہ رے دبدبہ اسد کردگار کا
دب دب گئے شیر بیشے میں سب کچھار کا
ہیبت تھا وہ کون سی جگر سب کے پھٹ گئے
جو شیر بنتے تھے وہی روباہ بن گئے

۵۹ھ

تھا ساتھ ساتھ شاہ کے کچھ پیل اور سوار
فرمایا ... ایک کا بھی نہیں کام زینہار
تنہا ہی سر کروں گا میں یہ رزم کارزار
تم دیکھے جاؤ دور سے اس جنگ کی بہار
دیکھو تو کتنا حوصلہ اہل دعا کا ہے
بندے کو دو جہان میں سہارا خدا کا ہے

۶۰ھ

قلعہ کے دیدبان ہیں گھبرا کے ہمکلام
یہ کون دشمنی کو آیا ہے دھوم دھام
ہر چند آ رہا ہے اکیلا یہ نیک نام
اقبال ساتھ ساتھ ہے ہمت ہے ہم لجام
سب سے جدا یہ شان بھی ہے اور شکوہ بھی
بار وقار وہ ہے کہ دبتا ہے کوہ بھی

۶۱

تنہا چلا ہے لڑنے کو ہمت غضب کی ہے
لرزاں ہیں پہلوان بھی دہشت غضب کی ہے
گردوں جھکا ہے پاؤں پہ شوکت غضب کی ہے
قہر خدا عیاں ہے جلالت غضب کی ہے
چھائی ہے دشت و کوہ میں ہیبت دلیر کی
مرکب کے نقش سم میں ہیں آنکھیں بھی شیر کی

۶۲

تھی داستان رنج بھی رنگت بدل ادھر
ناگاہ دل دیا ہوا پھاٹک کا جگر
ظاہر ہوا یہ معجزۂ شاہ بحر و بر
در آیا سنگ میں علم سید البشر
چلائے دیدبان کہ نشان خدا ہے یہ
توریت کی قسم شہ خیبر کشا ہے یہ

۶۳

مرحب نے فوج سے یہ سنی جبکہ گفتگو
ہنس کر پکارا حارث بد بیں کو کینہ جو
آیا وہ سامنے تو یہ کہنے لگا عدو
فوج یہود کی ہے ترے ہاتھ آبرو
خنجر بکف ہو تیغ شرر دم سنبھال لے
کون آیا ہے یہ اسکو ذرا دیکھ بھال لے

۶۴

ناری نے یہ سنا تو چڑھا جنگ کا بخار
نکلا شریر قلعے سے گرما کے راہوار
خیبر کے اژدہے نے کیا قصد کارزار
بولی اجل کہ شیر کے منہ پر چلا شکار
اُسکی نظر میں کیا ہیں پیچ حملے شیر کے
بچپن میں جس نے دو کیا اژدر کو چیر کے

۶۵

آیا مقابلے کو علیؑ کے عدوئے رب
بولا کہ میرے نام سے ہل جاتا ہے عرب
شان اسد پکار اٹھی چپ بے ادب
کھل جائے گی حقیقت لاف و گزاف سب
بھالا سنبھال خنجر خونخوار کھینچ لے
دعویٰ یہی ہے تو ذرا تلوار کھینچ لے

۶۶

لی تیغ تیز غصے سے کافر پتا ستم پرست
آگے بڑھا وہ پیڑ دہن مثل فیل مست
اٹھا علی کا ہاتھ کیا جو صف کو پست
ایسی لگائی تیغ ہوئے استخواں شکست
شمشیر شیر خیبر نے فتنہ فرو کیا
شیر خدا نے حارث خود سر کو دو کیا

۶۷

شیر خدا تو اے مرے ساقی ہے تیرا نام
تو سالک طریق ہے تو ہادی انام
برحق حدیث مصطفوی ہے تیرا کلام
تو جانشین نبی کا بلا فصل ہے امام
دو ایک میں بنے گا نہ اب کام ساقیا
بے فاصلہ عطا ہو مجھے جام ساقیا

۶۸

ساقی تری عطا سے ہیں شاد ابحر و بر
کثرا ہے تیرے ابر کرم کا سحاب تر
کب تک میں خاک چھان کے آخر کروں بسر
اب تو ادھر بھی ہو نظر کیمیا اثر
ہر گرچہ بیکد مژہ ہائے دراز تو
آخر بگو چہ شد نگہ دلنواز تو

۶۹

ہے سب پہ تیرے فیض کی برسات ساقیا
مست مئے ولا ہوں میں دن رات ساقیا
دامن ہے تیرا اور مرا ہات ساقیا
کوثر پہ یاد آئے یہ جرأت ساقیا
نظروں میں رکھنا اپنی گلی کے فقیر کو
ساغر کی خبر چھوڑ نہ جانا حقیر کو

۷۰

شہرہ ہیں زمانے میں یہ بادہ خواریاں
تو آپ جانتا ہے میری جاں نثاریاں
آنکھیں بنی ہیں گلشن ہستی کی کیاریاں
اک روز کام آئیں گی یہ اشکباریاں
الفت کا داغ پھول ہے گا گلاب کا
جنت میں گل کھلائیگا آب و تراب کا

۱

تیری عطا ہے میری طبیعت بھی ساتھا
کوئی نہیں کہیں یہ افضال کبریا
حارث کو قتل کرکے بھی دم بھر نہ دم لیا
مرحب کے آتے آتے پھر اک جام سے پیا
کم تھی نہ اپنے رنگ میں یہ داستان بھی
اب تیغ ہی کے ساتھ چلے گی زبان بھی

۲

مرحب نے پائی حارث خود سر کی جب خبر
چہرہ قلق سے زرد ہوا ہل گیا جگر
جلنے لگا جو دل تو ہوا آگ ہر شرر
کھولے لب غرور کی جنگ پر کمر
دم پیچتا ہوا جھک مارتا ہوا
بل کھا کے نکلا تیغ سے پھنکارتا ہوا

۳

کہتا تھا بار بار یہی ہو کے خشمناک
حارث کو اس جواں نے کیا ہے اگر ہلاک
مجھ کو بھی اس کے قتل میں اصلا نہیں ہے باک
ہلتی ہوئی زمیں نے کہا منہ میں تیرے خاک
توریت دیکھ لے یہ خدا کی کتاب ہے
تو ریگ دشت کفر ہے وہ بوتراب ہے

۴

مشتاق جنگ ساتھ ہوئی فوج بد شعور
ترچھا فرس پہ بیٹھا تھا کج فہم اہل زور
خود پیش پیش و در پس سپاہ شر پہ دور
آیا قریب سیف الٰہی وہ پر غرور
انگڑائی لے کے روک لیا راہوار کو
آئی ادھر ہنسی شہ دلدل سوار کو

۵

نام و نسب پہ کر چکا جب فخر وہ شریر
رطب اللساں رجز میں ہوئے حضرت امیرؑ
فرمایا بادشاہ رسلؐ کا ہوں میں وزیر
اللہ نے کیا مجھے عالم کا دستگیر
عمرانؑ کی جان لخت دل بنت اسدؑ ہوں میں
حیدرؑ ہے جس کا نام وہ شیر صمد ہوں میں

۵۸

تلوار اٹھا کے جو ہوا تازہ لعیں
قربان جوہر سپر شاہ مومنیں
قبضہ تو ہاتھ ہی میں رہا پھل گرا کہیں
الٹی خدا کے ہاتھ سے کبھی ٹلا نہیں
سیف خدا سے جنگ کے میدان میں گیا
شیرانہ ہمت سے بیابان میں گیا

۵۹

لرزاں تھا گرچہ خوف سے ناری کا بند بند
لیکن اٹھا کے گرز بڑھا وہ جفا پسند
بھر پور اپنا وار کیا پھیر کر سمند
یاں فضل حق تھا شامل مولائے ارجمند
کانپا نہ دل جلال شہ خوش صفات سے
جی چھٹ گیا کہ چھوٹ پڑا گرز ہات سے

۶۰

دل میں خیال جنگ جو ٹھہرا چکا تھا
کانپے قدم رکاب میں لیکن رکا تھا
پیڑی جمائی باگ اٹھائی جھکا تھا
بچنے کو تو چلا وہ مگر بے نکا تھا
ایمان و کفر ہوئے یہ ہنگام ہیبت
شیر حرم کے سامنے روباہ دربہ ہیبت

۶۱

گھبرا کے بھاگنے کو تھا میدان سے مگر
چلائی موت بن کے ہیبت چلا کدھر
بولی شجاعت شہ مرداں بہ کر و فر
تشویش کس لیے ہے اٹھا گرز گاؤ سر
دست خدا کا زور بھی بد ذات دیکھ لے
کچھ اپنے وار کر مرے کچھ ہات دیکھ لے

۶۲

حیدر کا نام سنتے ہی گھبرا گیا شقی
پھر دیکھا غور سے طرف شاہ متقی
سمجھا کہ نذر موت ہوئی عمر باقی
نیرنگیاں دکھاتا ہے یہ چرخ ابلقی
کیسی ہر ایک خاک میں تدبیر مل گئی
جو شب کو خواب دیکھا تھا تعبیر مل گئی

۵۸۱

ہم نامِ ذوالجلال نے تلوار کی علم
اُس غیظ کی ہوا میں وہ زلزلہ کا پیچ و خم
میکال و جبرئیل و سرافیل سے بہم
وقفہ فلک پہ رکنے کا پایا نہ ایک دم
قدرت کے جلوے آئے دکھانے زمین پر
حکمِ خدا کے ساتھ اُتر آئے زمین پر

۵۸۲

مرحب کے ساتھ تھے جو تن آور وہ ہٹ گئے
جو پہلوان بھیڑ کئے تھے وہ چھٹ گئے
دعوے کئے تھے جنھوں نے وہیں کٹ گئے
بازوئے شہ سے دو ملک آ کر لپٹ گئے
طرفہ جہادِ شاہ نے منظر دکھا دیئے
روح الامین نے زیرِ زمیں پر بچھا دیئے

۵۸۳

حجت تمام کرنے کو شہ کر رہے ہیں پند
اُس اہرمن کو دینِ الٰہی ہے ناپسند
مولا قریب اُس کے گئے پھیر کر سمند
دشمن کا قد تو قامتِ اقدس سے تھا بلند
طوفاں میں آ کے بحرِ شجاعت چڑھا رہا
دو ہاتھ دستِ بازوئے خیبر اُتار رہا

۵۸۴

لہرا کے جب بلند ہوئی غیرتِ نہنگ
دریائے غم میں ڈوب گیا اُس کے دل کا رنگ
مرحب نے لی سر پہ سپر وقت پائے تنگ
یہ دم کے دم میں ڈھال پہ جا پہنچی بے درنگ
آئی جبین تک کلہِ سنگ کاٹ کے
پانی زیادہ ہو گیا پتھر کو چاٹ کے

۵۸۵

آوازِ تیغ قلعہ کے در تک پہنچ گئی
یہ سر سے اُتری اور جگر تک پہنچ گئی
زینِ فرس پہ تھی جو کمر تک پہنچ گئی
کہتے ہیں جبرئیل کے پر تک پہنچ گئی
حاصل ہوئی پناہ نہ اس بے دریغ سے
بازو ملک کا جھول گیا بارِ تیغ سے

٥٨٦

نکلی زمین سے پر جبرئیل چوم کر
شیر الٰہ نے کی تکبیر جھوم کر
شوہر بزن نے کر دیئے آتش ظلوم کر
بھاگی سپاہ ڈھالیوں سے ہجوم گھوم کر
آئی ندا کہ امن کی ان کو نہ راہ دو
مومن ہو جس کی پشت میں اس کو پناہ دو

٥٨٧

خندق کے پار اتر گئے جو فوج اہل کیں
پھینکا ہر اک نے تختۂ پل توڑ کر وہیں
پہونچے کنارے پر جو شہنشاہ مومنیں
پشت فرس سے کود پڑے کبریا معیں
آئی صدا یہ دشت در و کوہ و فرش سے
قرآن بولتا ہوا اترا ہے عرش سے

٥٨٨

کی جست اسطرف سے جو دم میں یکبار
خندق کے اُسطرف سے تا آسماں قطار
واں جا کے پھر چمکنے لگی تیغ برق بار
ڈر کر سپاہیوں نے لیا جادۂ فرار
ساماں امان پا نہ سکا وہ جو چند کیا
قلعہ میں جا کے چھپ کے در بند کر لیا

٥٨٩

چھپتے بسان شیر امام فلک پناہ
قلعہ کے پاس ڈھال کو پھینکا بعز و جاہ
لوہے کے در میں انگلیوں نے یوں بنائی راہ
داؤد کا کمال ہوا دست شاہ
جنبش جو دی تو کام ہر اک سر بسر بنا
دست خدا کے ہاتھ میں وہ در سپر بنا

٥٩٠

چلنے لگی حصار میں پھر تیغ شعلہ ور
بولے ملک کہ شان الٰہی ہے جلوہ گر
یہی تھی یہ خزانۂ قدرت میں پیشتر
محبوب حق خدا کو یہ شمشیر کس قدر
جو ہر کرامتوں کے جھڑے اس کی ذات میں
حیدر کو دے کے قبضہ رکھا اپنے ہاتھ میں

٩١

پایا کسی نے خنجرِ برش کا نہ اور چھور
برباد ہو رہے تھے جب ہی پر سکھی ہو
رو کے کا نہ بازو سے حیدر کا زور نہ
آخر کو ہر طرف سے اٹھا الاماں کا شور
اسلام کا نصیب جو جھنڈوں پہ چھا گیا
قہرِ خدا کو دشمنوں پر رحم آ گیا

٩٢

خندق کی سمت چلے تو دیکھا یہ شکلِ حال
آستیں میں مصطفیٰؐ مع اصحابؓ خستہ حال
سب فوج کو عبور کی تشویش ہے کمال
قربان زور و ہمت حیدرؑ نام ذوالجلال
پتے کو پھول پھول کو گلشن بنا دیا
در کو پسر کیا پل آہن بنا دیا

٩٣

خندق کے عرض سے تھا بہت دور کا طول کم
تھے بیچ میں ہوا پہ معلق شہِ امم
آجاتے تھے جو تیغ پر ارباب بے الم
اُس سمت اُتار دیتے تھے مولا ذی حشم
غل تھا شرف یہ خاص ہیں حیدرؑ کے واسطے
ایسے قدم ہوں دوشِ پیمبرؐ کے واسطے

٩٤

آئی تمام فوج جو اُس سمت سے ادھر
دستِ خدا نے پھینک دیا ہاتھ سے وہ در
فرمایا مصطفیٰؐ نے مبارک ہو یہ ظفر
رکھا علیؑ نے پائے پیمبرؐ پہ جھک کے سر
شہ نے خطاب فاتحِ خیبر عطا کیا
حیدرؑ نے جھک کے شکر کا سجدہ ادا کیا

٩٥

کی یہ شکر دوست تھے آقائے نیک نام
واقف ہوئے نہ شکوے سے جانِ انامؑ
ہو صلح یا کہ جنگ حزیں ہوں کہ شادکام
ہر امر کا رضائے خدا پر تھا اختتام
کفار سے جہاد کیا جب بھی کیا
جس وقت حکمِ صبر ہوا صبر بھی کیا

۹۶ھ

کیا کیا نہ بعد ختم رسالتؐ ہوئے ستم
ڈگے نہ پائے راہ رضا سے مگر قدم
فاقوں میں بھی عیاں تھا نہ چہرے سے کوئی غم
رسی بندھی گلے میں تو دل کو نہ تھا الم
پابند صبر کرتا رہا کبریا کا شکر
گردن میں ریسمان زباں پہ خدا کا شکر

۹۷ھ

تھا بس کہ صابر و متحمل وہ دیں پناہ
معصوم کے خلاف تھے ازبس کہ کینہ خواہ
آخر کو ابن ملجم ملعون و روسیاہ
راضی ہوا کہ قتل کرے شہ کو بیگناہ
دل میں غبار امامؑ کی جانب سے بھر گیا
تاریخ و وقت ہو گیا طے دن ٹھہر گیا

۹۸ھ

کیا سال تھا یہ جس میں مصیبت عیاں ہوئی
ماہ صیام تھا کہ قیامت عیاں ہوئی
اٹھارھویں گذر گئے یہ آفت عیاں ہوئی
تیرہ ہوا جہاں شب شہادت عیاں ہوئی
ظاہر جلال و رعب خدا کے نشاں ہوئے
شمع حرم کی آنکھ سے آنسو رواں ہوئے

۹۹ھ

مولا پہ رعب بارگہ کبریا بھی تھا
اور شوق بہر گلشن صبر و رضا بھی تھا
پیش نگاہ منظر خوف و رجا بھی تھا
دل کی طرح زبان پہ شکر خدا بھی تھا
تھی اس طرف عطا و عنایت بھی ناز بھی
تھا اس طرف خلوص و وفا بھی نیاز بھی

۱۰۰ھ

کہتے تھے بار بار امامؑ حجاز شکر
دنیا سے کام کیا ہو مجھے کارساز شکر
سب کھل گئے محبت خالق کے راز شکر
بندے کو تو نے یاد کیا بے نیاز شکر
حالت ہے مضطرب دل پریشان کی
عاشق پہ تیرے شاق ہیں گھڑیاں فراق کی

۱۰۱

اُس رات تھی یہ حالتِ سلطانِ انس و جاں
گہ خوفِ حق میں اٹھتے کبھی آتے سوئے دالاں
دیکھا نکل کے گھر سے کبھی سوئے آسماں
اولاد سے کبھی یہ کہا ہو کے مہرباں
ہر چند اپنی موت سے واقف بشر نہیں
لیکن اجل سے دارِ فنا میں مفر نہیں

۱۰۲

کلثومؑ رو کے کہتی ہیں اے قبلۂ انام
کیوں آج ہیں زبان پہ یہ یاس کے کلام
سمجھا کے تحت دل کو یہ فرماتے ہیں امامؑ
آئے تھے میرے خواب میں پیغمبرِ انام
ارشاد تھا کہ حقِ وصیت ادا کیا
اللہ نے صلہ تمھیں اُس کا عطا کیا

۱۰۳

اب میرے پاس خلدِ بریں آؤ یا علیؑ
اہلِ جناں ہیں رستے تمھارے ہوں ملتجی
یہ خواب شب جو کہہ چکا اللہ کا ولی
سب کے سوا ہوئی دلِ پُر شر کو بیکلی
اک تیر تھا کلیجے کے جو پار ہو گئی
بیتاب روتے روتے وہ دلدار ہو گئی

۱۰۴

کہتے تھے بار بار شہنشاہِ روزگار
حق کہہ گئے ہیں مجھ سے رسولِ فلک وقار
مانع ہو میرے قتل سے کس کو یہ اختیار
تا آنکہ وہ صبح آئی کہ تھا جس کا انتظار
گھر سے وضو کے بعد امامِ مبیں چلے
مسجد کی سمت قبلۂ دنیا و دیں چلے

۱۰۵

مسجد میں آئے کعبۂ دیں قبلۂ زماں
پہلا امام کہنے لگا آخری اذاں
بولے یہ دشمنانِ علیؑ ہو کے شادماں
اب ہوتے ہیں شہید شہِ آسماں مکاں
بیدار ابنِ ملجمِ بدکار ہو گیا
قتلِ علیؑ کے واسطے تیار ہو گیا

۱۰۶

کہرام اذاں نماز میں مصروف تھے امام
پہلا ابھی تھا سجدہ میں تھے خاص و عام
جو ابن ملجم آ گیا تو لئے ہوئے حسام
ایسا ستم کیا کہ گرے رکن دیں تمام
شمشیر ظلم سر سے جبیں تک اتر گئی
ریش مبارک شہ دیں خوں میں بھر گئی

۱۰۷

آواز جبرئیل نے دی وا مصیبتاہ
سجدے میں قتل ہو گئے سلطان دین پناہ
زینب پکاری صدائے غم آ گئیں سبھی ہوا آہ
رو کر کہا حسنؑ نے کہ گھر ہوا تباہ
مالک بچائے جان امام جلیل کی
میں کیا کہوں جو آئی صدا جبرئیل کی

۱۰۸

روتے حسنؑ حسینؑ روانہ ہوئے شتاب
مسجد میں آئے تو نظر آیا یہ انقلاب
غلطاں ہیں سر کے خون میں شاہ آسماں جناب
کہتے ہیں خاک زخم میں بھر بھر کے بوتراب
واقف بنا دل سے خداوند پاک ہے
آغاز سب کا خاک تھا انجام خاک ہے

۱۰۹

ناگہ نمازی آئے تو بولے شہ زمن
ان لوگوں کو نماز پڑھا دو تم اے حسنؑ
پوچھا جو حاضرین نے رو کر بصد محن
کس نے لگائی تیغ یہ اے شاہ صف شکن
فرمایا جس نے ناقۂ صالح کو مارا ہے
اس سے سوا شقی یہ جو قاتل ہمارا ہے

۱۱۰

کیا فائدہ بتا دیں جو قاتل کا اپنے نام
ظاہر کرے گا آپ اسے خالق انام
فارغ ہوئے عبادت حق سے جو خاص و عام
مجبوس کر کے لایا گیا قاتل امام
گردن میں ریسماں کے تھے پھندے پڑے ہوئے
دہشت سے دونوں آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے

۱۱۱

قاتل سے اپنے کہنے لگے شاہِ دوسرا
مجھ کو شہید کرتے نہ آئی تجھے حیا
کیا میں نہ تھا وصیِ شہنشاہِ انبیا
کیا میں نے تیرے ساتھ کچھ احساں نہیں کیا
دعوت کا یہ صلہ کہ عداوت ہے یہ عوض
آخر یہ میری دوستی و خدمت کا ہے عوض

۱۱۲

ساکت رہا جھکائے ہوئے سر وہ بدشعار
کہنے لگے حسنؑ سے شہنشاہِ نامدار
خیر اس نے جو کیا سو کیا کیا تھا اختیار
بیشک نہیں ہے رحم کے قابل یہ زینہار
اس کی جفا کے بدلے میں کیا چاہیے ہمیں
جاں بر رہا تو لطف و عطا چاہیے ہمیں

۱۱۳

کس زور سے بندھی ہوئی ہیں اس کی مشکیں آہ
قیدی پہ اپنے چاہیے ہے مہر کی نگاہ
ہر چند میرا دشمنِ جاں ہے یہ کینہ خواہ
حال اس کا دیکھ سکتا نہیں میں خدا گواہ
شرم آتی ہے علیؑ کو اب اس بد صفات سے
تم اس کے ہاتھ کھول دو خود اپنے ہات سے

۱۱۴

ہے اس کا حال دیکھ کے دل پر مرے تعب
دیکھو تو خشک ہو رہے ہیں کیسے اس کے لب
بھوکا رہا ہے یہ مرا مہماں تو ہے غضب
حاصل اگر شفا ہوئی مجھ کو بفضلِ رب
احساں کی جزا میں رضا حق کی لونگا میں
توبہ کریگا یہ تو اسے بخش دوں گا میں

۱۱۵

رہتا تھا اس کے حال پریشاں بے خبر
کھانا نہ جس میں کھلاتا تم اس کو پیشتر
کس حد پہ رحم دل تھے شہنشاہِ نامور
قاتل کی دعوت آہ ہوئی ہے کہیں مگر
جس نے یہ تیغ دلبرِ شاہِ حنین تھا
فاقہ تھا تین روز سے پیاسا حسینؑ تھا

۱۱۶

حالت ہوئی نبی کی جو گڑگڑ کے جو ایک بار
لائی گئی گلیم پئے شاہ ذوالفقار
مولا کو گھر میں لے چلے سبطین نامدار
آنکھیں جھپکیں چھپا دل ان کے تھے بیقرار
شور بکا سے حشر تھا سارے جہان میں
اک زلزلہ عیاں تھا زمین آسمان میں

۱۱۷

گھر میں جو آئے سرور دیں ہادی امم
کھولے سروں کے بال ہوئے نوحہ گر حرم
مسند پہ شاہ دیں کو لٹایا بدرد و غم
سیدانیوں نے خاک ملی چہروں پر بہم
ماتم کدے میں طرفہ قیامت تھی کربلا
زینب نے منھ پہ خون شہ بحر و بر ملا

۱۱۸

بکھرائے زلف آئی جو اکیسویں کی رات
بستر پہ اٹھ کے بیٹھے شہنشاہ کائنات
بلوایا اپنے سامنے سب کو ایک سات
حاضر ہوئے جو پیش علی وہ نکو صفات
کاغذ وصیتوں کا رقم کر کے دیدیا
ایک اک کا ہاتھ ہاتھ میں شبر کے دیدیا

۱۱۹

بعد اس کے پھر نہ کہہ سکے مولائے بحر و بر
آیا پسینہ موت کا زخمی جبین پر
اک ربع رات ہو گئی جب اطلاع بر
پہونچے جناں میں منزل ہستی کو چھوڑ کر
اس حادثہ سے خلق میں آفت گذر گئی
آل رسول میں تو قیامت گذر گئی

۱۲۰

ہر گھر میں تھی عزائے شہنشاہ بحر و بر
ارکان دیں لرزنے لگے گرد و دشت و در
کہتا تھا کعبہ میرا مطہر گیا کدھر
تھے سرنگوں فرش بیت مقدس لہو میں تر
مسجد تڑپ رہی تھی نمازی کے واسطے
اسلام آپ روتا تھا غازی کے واسطے

۱۲۱

[illegible]

۱۲۲

[illegible]

بتاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء

رباعی

کب ہم نے جہان میں اغنیا سے مانگا ۔ مانگا تو فقط رب علا سے مانگا

عادت جو خدا سے مانگنے کی تھی نصیر ۔ بندوں میں نصیری کے خدا سے مانگا

دیگر

سو جان سے غلام نفس پیغمبر ہوں ۔ خاک در بادشاہ بحر و بر ہوں

کیوں قلعہ مضموں پہ نہ قبضہ ہو نصیر ۔ میں مدح سرائے فاتح خیبر ہوں

اشتہار

بدر کامل حصہ دوم بھی زیر طبع ہے

ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ سے

طلب فرمائیگا

تیسرا

جناب حضرت سیدہ بنت زادۂ حسن

در حال امام حسن علیہ السلام

مصنفہ
سید فراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ
نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارتِ امام حسن علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَقِیَّةَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَابْنَ اَوَّلِ
الْمُسْلِمِیْنَ وَکَیْفَ لَا تَكُوْنُ کَذٰلِكَ وَاَنْتَ سَلِیْلُ الْهُدٰی
وَ حَلِیْفُ التُّقٰی وَ رَابِعُ اَصْحَابِ الْكِسَآءِ
غَذَتْكَ یَدُ الرَّحْمَةِ وَ رُبِّیْتَ فِیْ حِجْرِ
الْاِسْلَامِ وَ رَضَعْتَ مِنْ ثَدْیِ الْاِیْمَانِ
فَطِبْتَ حَیًّا وَ طِبْتَ مَیِّتًا غَیْرَ اَنَّ
الْاَنْفُسَ غَیْرُ طَیِّبَةٍ بِفِرَاقِكَ وَلَا
شَاكَّةٍ فِی الْحَیٰوةِ لَكَ
یَرْحَمُكَ اللّٰهُ

ولادت امام حسن علیہ السلام ۱۵ ماہ رمضان سنہ ۳ھ	شہادت امام حسن علیہ السلام ۲۸ ماہ صفر سنہ ۵۰ھ

جائے دفن :: جنت البقیع

۱

جناب خضر کریں سیر سبزہ زار سخن
بلند گنبد خضرا سے ہے وقار سخن
نگاہ طوطیٔ سدرہ میں ہے بہار سخن
ہرا بھرا ہے یہ باریہ شاخسار سخن
ریاض نظم کے سب پھول آسمانی ہیں
ہر ایک شاخ ہے سرسبز نعت خوانی میں

۲

یہاں پہ مدح میں کرتا نہیں ہوں کوئی لب پہ ان کی ثنا
یہ ہے عطا مرے ممدوح کی قبول ہے نہال
مرے کلام پہ ہو معترض یہ کس کی مجال
جو کچھ کہے بھی تو کیا وقت کی زبان کمال
کہاں دماغ جو سے حسن تخیلات سے
کرے غرض ہے جمادات کی جو بات سے

۳

پسند اپنی طبیعت کو ہے خلوص کا رنگ
جو یہ نہیں ہے تو آئینے کو چھپا ہے زنگ
جدا تمام زمانے سے ہے مری آہنگ
اسی لئے تو ہے مرغوب اہل فن کو ڈھنگ
اساتذہ کی نگاہوں میں میری عزت ہے
یہ فیض نظم زمانوں کا فیض حضرت ہے

۴

شفیقوں کا ہے مقولہ یہ ہے مجدد فن
یہ کام فن کا نہیں قدرتی ہے صاف سخن
جو نکلا دل سے وہی لکھ دیا ہو جو حسن
یہ اتفاق کہ ہو جائیں کوئی نئی روشن
سمجھنے والے کہیں اس کو استعارہ ہے
میں کہوں تو لگا چمکتا ہوا ستارہ ہے

۵

پسند خاطر احباب ہے جو میرا کلام
بہت سے مرثیوں کا اس طرح ہے یہیں نظام
نہ پہلوان ہے فرضی نہ ہے جنت صمصام
نہ گفتگو ہے نہ رخصت کے بین جدید مقام
نہ رزمیہ سے خیالی کہیں روانہ ہے
نہ گل کی رگ نہ رگ سنگ تازیانہ ہے

۴۶

جو ہے پہلے تھے مثل حضرت شبیر
مثال کے لئے جیسے انیس اور دبیر
جو کچھ وہ کہہ گئے انکا کہا نہیں نظیر
اسی لکیر کے ہم بھی بنے رہیں جو فقیر
تو مبتدی ہی رہیں گے نہ منتہی ہوں گے
گذشتہ بندش الفاظ تک ہی محو ہوں گے

۴۷

دکھائی جائیگی جس طرح بھی مشاقی
ہمیشہ آئے گا ڈھالوں کی ابر میں ساقی
کہیں پہ تیروں کا مینھ اور سے کی مشاقی
کہیں پہ چھپ پڑے کے بادل میں بادہ باقی
کہیں پہ بجھ کے سے دشمن کو چور کرتے ہیں
منگایا جائیگا جام جو چھوڑ کرتے ہیں

۴۸

میں اس طریقے پہ جاؤں تو بس یہی ہوگا
رہے اساتذہ عصر انکا کیا کہنا
قدیم طرز میں بھی نکتہ تازہ ہو پیدا
پھر انکی راہ پہ چلنے کا ہم کو حق کیا
وہ زینت چمنستان مدح خوانی ہیں
ہے مستند سخن انکا زمانہ ثانی ہیں

۴۹

سخن کی اس نے بزرگوں نے راہ بتلائی
وہ اس طرف کو چلا جسکو جو روش بھائی
میں طرز اوج کا ہوں کسی نے پذیرائی
مورخی میں دکھاتا ہوں شان گویائی
جو واقعات ہیں تاریخ میں وہ لکھتا ہوں
سر افسانہ تو رنگینی سے دور رہتا ہوں

۵۰

یہ رنگ وہ ہے جو آساں بھی ہے کٹھن بھی
نظر وسیع ہو۔ مائل نہ فکر ہو کوئی
ریاض طبع میں بو باس ہو سلیقے کی
بیان جو حال ہو واقف ہے خالق ازلی
حریص زر نہیں زر کی مگر تلاش بھی ہے
حصول مال کی کوشش پئے معاش بھی ہے

۱۱

جہاں میں قابلِ عبرت ہے ایسی بھی داد
کہ صلح خواہ رہا جب کیا کسی نے فساد
زباں کاٹنا تو نکلا کرے جب اہلِ عناد
زبانہ بر سرِ بیداد، یا علیؑ فریاد
ہوں عذر سے بری رب ذوالمنن کی قسم
میں صلح کے لئے تیار ہوں حسنؑ کی قسم

۱۲

کرے نہ صلح یہ بھی گر زمانہ مجھ سے وفا
حسنؑ کی طرح پھرونگا نہ عہد سے بخدا
جو پھر بھی اہلِ عداوت ہوں دینے ایذا
یہ جان لیں مرے آقا ہیں سید الشہدا
نیامِ قلب سے بے اشتباہ نکلے گی
دفاع کے لئے شمشیرِ آہ نکلے گی

۱۳

نخوش لے دل غمِ دوست بس قدر کے لیے
نہ باز رہنا مروت سے مصطفٰیؐ کے لیے
رسن بندھے تو نہ اُف کرنا مرتضٰیؑ کیلئے
سمجھنا سم کو عسلِ عشقِ مجتبٰیؑ کے لیے
نجات قید بلا سے اگر نہ ہو کیا ہے
مطیع رہنا اسی کا جو تیرا آقا ہے

۱۴

بڑا کرے جو زمانہ، نہ کر ملالِ محن
خدا کا نام لے آغازِ کر ثنائے حسنؑ
اگر ہے غم کا اثر لے طبیعتِ حسن
ہو پہلے ذکرِ ولادت کہ خوش ہو دلِ محسن
ریاضِ فاطمہؑ کا نونہال ہے شبّرؑ
علیؑ کی جان پیمبرؐ کا لال ہے شبّرؑ

۱۵ مطلع

نبیؐ کے باغ میں معانی بہار آئی ہے
گلوں کے جام زبر جد آبِ پانی ہے
لبِ شب کی تحتیاں بیتے ہیں وہ صفائی ہے
فدا ہوں خضرؑ وہ سبزہ میں دربانی ہے
چمن کے حسن پہ موتی نثار رہتے ہیں
یہاں لعابِ مرصّع کو اوس کہتے ہیں

۱۶ھ

ریاضِ دہر میں ہے آمدِ حسنؑ کی جو دھوم
گلوں پہ سورۂ یوسف ہے جا بجا مرقوم
کسی کو نغمۂ بلبل کا رنگ کیا معلوم
ہر اک ترانۂ رنگیں کا ہے یہی مفہوم
رواقِ منظرِ چشمِ من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

۱۷ھ

مہِ صیام کی پندرھویں تھی بہار آگیں
وہ رحمتِ صمدی کا نزول سوئے زمیں
وہ زیبِ شانۂ زہراؑ نہالِ گلشنِ دیں
بنا تھا باغِ جہاں غیرتِ بہشتِ بریں
زمیں پہ سجدے ادا کرنے کو فلک آئے
درود پڑھتے ہوئے عرش سے ملک آئے

۱۸ھ

پیامِ فضل کی تعبیر خوابِ پیچیداں
نبیؐ کے دل کا ہے ٹکڑا یہ پارۂ قرآں
رسولؐ بیٹھے ہیں مسجد میں خرم و شاداں
جلیس ہیں بتجسس نگاہ ہوں حیراں
خوشی بھی آپ کو ہے اور انتشار بھی ہے
کسی نوید کے سننے کا انتظار بھی ہے

۱۹ھ

اسی خیال میں بیٹھے تھے سرورِ اکرمؐ
فلک سے آکے ملک نے یہ عرض کی اُس دم
مبارک آپ کو فرزند اے رسولِ امم
ہے گھر میں سیدہؑ کے سیدِ والا مقام
حضور آپ کو یہ لعلِ انتخاب ملا
نگینۂ مہرِ نبوت کا لاجواب ملا

۲۰ھ

رسولؐ شکر کے سجدے میں جھک گئے فوراً
رواں ہوئے سوئے بیتِ اشرف بوجہِ حسن
سلام کرنے کو حاضر تھے جن و ملک و پری
زمردیں تھا لباسِ ملائکہ روشن
گئے جو گھر میں تو اسما بافتخار بڑھی
ادب سے حافظِ اسلام کو لے کے بڑھی

۲۱

چراغ دین پہ داماں نظر پڑا ایماں
رسولؐ پاک نے بڑھ کر کہا کہ آ مری جاں
نبیؐ کے ہاتھ پہ آیا عطیۂ سبحاں
ہوا یہ شور ہے قرآں کی گود میں قرآں
یہ ماہتاب ہے اک دن وہ آفتاب بھی تھا
یہ نہیں کتاب زعیم میں بو تراب بھی تھا

۲۲

بلا اذان و اقامت سے جب نبیؐ کو فراغ
کہا علیؑ سے کہ لے خانۂ خدا کے چراغ
یہ ایک پھول ہے گویا مرے پدرؐ کا باغ
معطر اسکی مہک سے ہیں سب کے قلب و دماغ
تمہارے گھر میں یہ پیدا ہوا ہے شانِ خدا
رکھا اسکا نام بھی رکھا کہ ہو زبانِ خدا

۲۳

علیؑ نے دست ادب جوڑ کر کہا کہ حضور
رسولؐ پہ سبقت کرنے میں ہیں معذور
ہیں آپ مصحفِ ناطق خدائے پاک کے نور
دہن سے آپ کے نکلے تو ہو دو چند سرور
لقب بھی اسکا بصد اہتمام نکلے گا
وہ خوب ہو گا جو قرآں سے نام نکلے گا

۲۴

کہا نبیؐ نے مرا پھول ہے یہ غنچہ دہن
خدائے پاک نے رکھا ہے اسکا نام حسنؑ
علیؑ نے عرض کی یہ فخرِ زمین و زمن
مبارک آپ کو یہ لال ہو بوجہ حسنؑ
خدا رکھے یہ ہے کتنا اشرف جدّ سے
کہا رسولؐ نے کنیت ابو محمدؐ ہے

۲۵

یہ کہنا تھا کہ صدا درود آنے لگی
زمیں پہ رحمتِ حق رنگ اپنا جمانے لگی
فلک سے بار صدا تہنیت کی جانے لگی
تمام جان کہ تبسم حسنؑ بہانے لگی
نگاہیں کیسی نہلاتے جب دو چار ہوئیں
بھی سجائی ہوئی جنتیں نثار ہوئیں

۲۶

خوشی کا دور ہے چھایا ہوا ہے ابر بہار
ہوائیں چل رہی ہیں پڑ رہی ہے پھوار
ہر اک برگِ شجر ہے جوابِ دستِ نگار
کہاں ہے ساقیٔ رنگین مزاج و گل رخسار
بیا و کشتیٔ مے در شطِ شراب انداز
غریو و ولولہ در جانِ شیخ و شاب انداز

۲۷

ترا لقب ہے مسیحا نفس میں ہوں رنجور
کہ دل کو سوزشِ غم نے بنا دیا ہے تنور
جگر کا آبلہ ہے رشکِ دانۂ انگور
میں توبہ توڑ چکا کر دے مجھکو نشے میں چور
تو سب کا عقدہ کشا ہے اگر یہ ہو نہیں
حسنؑ کے نام کی خیرات دے فقیر ہوں میں

۲۸

پسر ملا وہ تجھے جو رسولؐ کی ہے جان
ہمیشہ جان کو اس کی ہے خدا کی امان
خدا کرے ترے سائے میں یہ چڑھے پروان
تری طرح ہی یہ اسلام ہے یہی ایمان
نہ کیوں خلاصۂ دیں ہو یہ جانشیں تیرا
چراغ میکدہ بیشک ہے مہ جبیں تیرا

۲۹

قلم ہو موئے پری کا تو صفحہ برگِ گل کا جواب
مداد میں ہو عوض آب قطرہ ہائے شراب
ہر اک دائرے میں ہو شمیمِ جامِ گلاب
تو مدحِ دلبرِ ساقی کروں بہ راہِ صواب
ہری ہو کشتِ دل ابرِ کرم برس جائے
نبیؐ کے پھول کی خوشبو سے بزم بس جائے

۳۰

فضائل ان کے بیاں ہوں جو لب پہ پڑھیں صلوات
حسنؑ کے ساتھ ہوں مدحِ حسینؑ کے برکات
جنابِ سیدہؑ بچوں کو لیکے ساتھ میں رات
حضورِ احمدِ مختارؐ آئیں جب اک رات
رسولؐ فرشِ مرض پر خموش لیٹے تھے
سرہانے آپ کے بیٹی تھی اور بیٹے تھے

۳۱

تھے غش میں شدتِ تپ سے نذیر و بشیر
لپٹ کے سوئے تھے نانا سے شبر و شبیر
سدھاریں سیدہؑ گھر کی طرف گرد دلگیر
قدم قدم یہ دعا تھی کہ اے خدائے قدیر
مرے پدر کو مرض سے نجات کامل دے
تو ہے طبیبِ حقیقی شفائے عاجل دے

۳۲

اسی طریقے سے گذری جو شب نصفِ ابرار
تو خواب سے ہوا ہر ایک مہ لقا بیدار
کہا کہ ہیں کہاں مادرِ بلند وقار
عیاں ہوا کہ مکاں کو گئی وہ نیک شعار
خیال آیا کہ اب رات ہے کدھر جائیں
پھر آپ ہی یہ کیا طے کہ اپنے گھر جائیں

۳۳

اکیلے جائیں کہیں تا ابھی نہ سن ایسا
وہ نصف شب وہ اندھیرا وہ ابر چھایا ہوا
وہ مینھ برستا ہوا اور وہ مینھ کے ساتھ ہوا
مگر خدا نے کیا خلق ایک نور ایسا
اندھیری رات میں جو رشکِ مہر و ماہ بنا
کہ فاطمہؑ کے چراغوں کو شمعِ راہ بنا

۳۴

دو نور تھا روشنی آنکھوں میں نہ سما سکے
ہوائے تند کا جھونکا جسے نہ بجھا سکے
ضیائے برق بھی جس سے نظر ملا نہ سکے
بشر تو کیا ہے فرشتہ بھی تاب لا نہ سکے
وہ روشنی تھی اسی بارگاہِ قدرت کی
نبوت یا وہ تھی لیکن ضیا امامت کی

۳۵

خیال تھا کہ چراغِ حریمِ طور تھا وہ
کہ ضو فشانِ سرِ میدانِ جمال حور تھا وہ
انہیں کی جلوہ فشانی کا اک ظہور تھا وہ
خدا کے نور تھے یہ بھی خدا کا نور تھا وہ
کوئی ملک تھا جو آنکھیں بچھاتا جاتا تھا
انہیں کا نور انہیں مشعل دکھاتا جاتا تھا

۳۶

جدھر وہ نور گیا اُس طرف گئے وہ ماہ
مگر نہ پائی کسی نے اپنے گھر کی راہ
کنارے شہر کے جا پہونچے وہ ذی عرش پناہ
تو ایک باغ نظر آیا سامنے ناگاہ
کہا چمن نے عجب مہ نے لئے پاس میں
ریاضِ خلد کے سردار مجھ میں آئے ہیں

۳۷

وہ باغ تھا کہ نمونہ تھا صحن جنت کا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ دلفریب فضا
وہ کوندتی ہوئی بجلی وہ بادلوں کی صدا
اندھیرا تھا تو یہ قدرت نے انتظام کیا
چمن کو خلق عینین بوتراب ملے
کہ ایک چاند کے بدلے دو ماہتاب ملے

۳۸

وہ نور پھیلا کہ سمجھے یہ طائران چمن
کہ صبح ہو گئی باغ جہاں ہوا روشن
نوائے فاختہ سے گونجتا ہے سب گلشن
سئے ہیں سوزن حیرت نے لب سوسن
جو کم ہو جذبہ حیرت زبان کھول بھی سکے
عجب نہیں حسرت سے غنچے تو بول اٹھے

۳۹

کہا یہ بلبلوں نے اے گل ریاض رسول
حضور ہوں یہیں شب باش گر نہ ہوں ملول
بچھایا سبزے نے بستر کہ بیٹھیں آکے یہ پھول
لگائے غنچوں نے گل کے تکیے تا شرف ہو حصول
عزیز باغ ہوئے دونوں صورت یوسف
سنائی قمری و بلبل نے سورت یوسف

۴۰

طیور باغ کو جس وقت یہ ہوا معلوم
کہ نیند آگئی آرام میں ہیں وہ معصوم
نسیم گل سے کہا بڑھ کے اے نہ جھوم
یہی تھا غنچۂ لب دو تشنہ کام کا مفہوم
چمن میں جان علی و بتول سوتے ہیں
خموش باش پیمبر کے پھول سوتے ہیں

۳۱

یہ گل ہیں خواب میں لیکن نصیب ہیں بیدار
ہیں سوتے جاگتے فخرِ مسیح ہر دلدار
نفس پہ حضرتِ عیسیٰ کا معجزہ ہے نثار
کہ تندرست ہے گلشن میں نرگسِ بیمار
جہاں چمن میں ہے کاشانۂ وفا اُلفت
جگر میں لالے کے حدت نہیں وہ تپ ہے

۳۲

مزے میں پھر ہے دلِ بیقرار اے ساقی
یہ رنگ روپ یہ دی بہار اے ساقی
تری عطا کا ہے بس انتظار اے ساقی
خمار اُترا ہے شیشہ اُتار اے ساقی
ترے کرم سے اگر جام لاجواب ملے
خدا کے ہاتھ سے بے واسطہ شراب ملے

۳۳

تجھے پکار رہا ہوں جو بار بار میں آج
کریم تو ہے نہ ہوگا ترے خلافِ مزاج
وفا سرشت ہوں تجھ کو بھی ہے وفا کی لاج
تو جانتا ہے مرے پاس ہے نہ تخت نہ تاج
گلِ خزان نہ دہ ام زندگی ملال منست
شکستہ رنگی من ترجمان حالِ منست

۳۴

میں دل کو ساغرِ صہبا بنا کے بیٹھا ہوں
تمام خلق سے آنکھیں پھرا کے بیٹھا ہوں
نجف کی خاک کا سرمہ لگا کے بیٹھا ہوں
کہ تیرے کوچے میں دھونی رما کے بیٹھا ہوں
زباں پہ ہے کہ میں رہرو ہوں آفتاب کدہ
خدا رکھے مرے ساقی کو بوتراب کدہ

۳۵

پسند خاطرِ میکش ہے گفتگوئے شراب
مری جبیں کی شکن بن گئی ہے موجِ شراب
نظر کا نور بڑھے دیکھ لوں جو سوئے شراب
بسی ہوئی ہے جو سینے میں میرے بوئے شراب
مرا زبادۂ عشق تو رنگ و بو کافیست
تہی قدح کنی مست رنگ و بو کافیست

۳۶

جدھر وہ نور گیا اُس طرف گئے وہ ماہ
مگر نہ پائی کسی راہ اپنے گھر کی راہ
کنارے شہر کے جا پہونچے دونوں عرش پناہ
تو ایک باغ نظر آیا سامنے ناگاہ
کہا چمن نے عجب ہم نے بخت پائے ہیں
ریاض خلد کے سردار مجھ میں آئے ہیں

۳۷

وہ باغ تھا کہ نمونہ تھا صحن جنت کا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ دلفریب فضا
وہ کوندتی ہوئی بجلی وہ بادلوں کی صدا
اندھیرا تھا تو یہ قدرت نے انتظام کیا
چمن کو حلقۂ عینین بوتراب ملے
کہ ایک چاند کے بدلے دو ماہتاب ملے

۳۸

وہ نور پھیلا کہ سمجھے یہ طائران چمن
کہ صبح ہو گئی باغ جہاں ہوا روشن
نوائے فاختہ سے گونجتا ہے سب گلشن
سیے ہیں سوزن حیرت نے لب سوسن
جو کم ہو جنبش حیرت زبان گل بھی سِلے
عجب نہیں حسرت سے ٹوٹ دل غنچے

۳۹

کہا یہ بلبلوں نے اے گل ریاض رسول
حضور ہوں یہیں شب باش کیجیے یہ طول
بچھایا سبزے نے بستر کہ بیٹھیں آکے یہ پھول
لگائے غنچوں نے گل تکیے تا شرف ہو حصول
عزیز باغ ہوئے دونوں صورت یوسف
سنائی قمری و بلبل نے سورۂ یوسف

۴۰

ظہور باغ کو جس وقت یہ ہوا معلوم
کہ نیند آگئی آرام میں ہیں وہ معصوم
نسیم گل سے کہا بڑھ کے ان کے تلوے چوم
یہی تھا غنچۂ لب دوختہ کا اک مقسوم
چمن میں جان علی و بتول سوتے ہیں
خموش باش یہ مرسل کے پھول سوتے ہیں

٣١

یہ گل ہیں خواب ہیں لیکن نصیب ہیں بیدار
ہیں سوتے جاگتے فخرِ مسیح ہر دلدار
نفس پہ حضرت عیسیٰ کا معجزہ ہے نثار
کہ تندرست ہے گلشن میں نرگسِ بیمار
جہاں چمن میں ہے کانٹا وہ خارِ الفت ہے
جگر میں لالے کے حدت نہیں وہ وحشت ہے

٣٢

مزے میں پھر ہے دل بیقرار اے ساقی
یہ رنگ روپ یہ دینی بہار اے ساقی
تری عطا کا ہے بس انتظار اے ساقی
خمار اُترا ہے شیشہ اُتار اے ساقی
ترے کرم سے اگر جام لاجواب ملے
خدا کے ہاتھ سے بے واسطہ شراب ملے

٣٣

تجھے پکار رہا ہوں میں بار بار آج
کریم تو ہے نہ ہوگا ترے خلاف مزاج
وفا سرشت ہوں تجھ کو بھی ہے وفا کی لاج
تو جانتا ہے مرے پاس ہے نہ تخت نہ تاج
گلِ خزاں زدہ ہوں زندگی ملال بخت
شکستہ رنگی من تہ جمال بخت

٣٤

میں دل کو ساغرِ صہبا بنائے بیٹھا ہوں
تمام خلق سے آنکھیں پھرائے بیٹھا ہوں
نجف کی خاک کا سرمہ لگائے بیٹھا ہوں
کرشمے کوچے میں دھونی رمائے بیٹھا ہوں
زباں پہ ہے کہ میں ذرہ ہوں آفتاب ہے وہ
خدا رکھے مرے ساقی کو بوتراب ہے وہ

٣٥

پسند خاطرِ نازک ہے گلفشانیٔ شراب
تری جبیں کی شکن بن گئی ہے موجِ شراب
نظر کا نور بڑھے دیکھ لوں جو سوئے شراب
بسی ہوئی ہے جو سینے میں میرے بوئے شراب
مزا زیادہ عشق تو رنگ و بو کا قیمت
تری قدر کمی بست و بو کا قیمت

۴۶

یہی ہے دھن کہ میں ساقی سے گفتگو بھی کروں
ملے گا جام مگر اُس کی جستجو بھی کروں
شراب ہی سے مصلّے کی شست و شو بھی کروں
ہوں بادہ نوش مگر اُس مے سے پھر وضو بھی کروں
بجز شراب نہ کچھ مجھ کو فکر ہو ساقی
شریکِ ذکرِ خدا تیرا ذکر ہو ساقی

۴۷

ہوئی نہ رنگ کے شیشے میں معانی بادۂ ناب
اور ایک سبز ہو مینا تو سُرخ ہو گلاب
ایک آفتاب کا ظرف ایک ساغرِ مہتاب
حسنؑ حسینؑ کے صدقے میں ہوں جام شراب
ترے چمن میں ہمیشہ یونہی بہار رہے
رسول زادوں کی جوڑی یہ برقرار رہے

۴۸

یہاں کے پھر میں مرے ممدوح ہیں تیرے دلدار
میں جا رہا ہوں سوئے باغِ احمدِ مختار
رسولِ پاک ہوئے جبکہ خواب سے بیدار
سُنا یہ واقعہ سب اک نہاں دل کو قرار
اندھیری رات میں شہ فاطمہؑ کے گھر آئے
پکارے تیرے دونوں مرے کدھر آئے

۴۹

بلا جواب نہیں آئے بشیر و شبیر
زیادہ طبع پریشاں ہوئی بحالِ دگر
دُعا خدا سے کی پئے بشیر و نذیر
خدا نے غیب سے بھیجی تھی اک نئی تنویر
حضور نور کے ہمراہ اُس چمن میں گئے
جہاں تو دونوں گئے تھے اسی بن میں گئے

۵۰

وہاں جو پہنچے نظر آئی قدرتِ داور
گھرا ہوا ابر ترشح ہے جس سے خاک ہے تر
ہیں محوِ خواب جہاں شاہِ دیں کے نورِ نظر
زمیں وہ خشک ہے بارش کا کچھ نہیں ہے اثر
اک اژدہا ہے جو بیٹھا ہوا ہے بالیں پر
کئے ہے سایہ وہ گلہائے گلشنِ دیں پر

۵۱

کہا صبیب خدا نے یہ اپنے لب سے سلام
امانت ایسی کی حاضر کی شاہ مرتضیٰ ...
رسول اللہ دولت کی ضد ہے کہ ایسے مقام
کرو جو [illegible] فدا جس جو [illegible] مرا کام
بہت [illegible] کہ اللہ [illegible]
[illegible]

۵۲

بتی نے [illegible] علی [illegible] دوات
ٹھہر گئی دم [illegible] کہ اللہ بعد [illegible]
پھر [illegible] صبح سے [illegible] حضرت
[illegible] الصلوٰۃ
جلوہ [illegible] زینت [illegible]
اور [illegible] القصار [illegible]

۵۳

کہا کسی [illegible] بادشاہ [illegible]
آل نبی [illegible] جو [illegible]
[illegible] مولا
بیٹی [illegible] [illegible]
صبر [illegible]
آل نبی [illegible]

۵۴

بتی [illegible] حسن [illegible] جان
فوج [illegible] جاں
کہا [illegible] نشان
بتی [illegible] شاہ [illegible] بیان
ایسے [illegible]
فوج [illegible]

۵۵

[illegible] فدا
[illegible] عمل
[illegible] حسن [illegible]
[illegible] حال [illegible]
[illegible] سے
[illegible]

۵۶م

حسن کا وصف مکمل لکھے یہ کس کی مجال
کہ سمجھی نہیں جب اعرابی آیا بہ سوال
نبی کا بیٹا بس یہ کہتا تھا بتا یگانہ امر الالٰہ
حسن نے سب کہا از روئے جب ابن عجب کمال
وہ بولا اور سوال و جواب سب کیا ہو گا
یہ نبی کی بیٹی ہیں یا بیٹا سب کیا ہو گا

۵۷م

پڑھا دیا سب قھقھے کو اعدا کو رسول اللہ
کہا حسن نے کہ پڑھ لا الٰہ الا اللہ
جو شاہ دوم سے یا تین سے بیتی بس آگاہ
جو کون بات کی اک کی سمجھو تم بھی طرف راہ
کس لئے اس میں ایمان انا لئے آ رہا تھا
کہا میں جا میں میں ملاقات میں جواب تھا

۵۸م

کس کا مال تو سا لو گے وفا رہے
جو جانے کھانے کو مج دکھا کے اگر تم ہی
اس نے رہنے اپنے آپ ایک وزارے
دیا اس نے بھی کجر بنی کا وصف جو ذکر کھلے
کہا خطا کا تم دم زن اپنے دھانے
وہ مال دیا اپنا بیٹا پڑھا دیا اپنے

۵۹م

کس کا درد سے وہ تھا اور علم کا جال
کہ جانا تھا حسن آگ بیٹی وہ بنا بال
ملا جو راہ میں اس شاہ کی ذات کا جلال
غال نے ڈال دیا ہاتھ اور کہا یہ انتقال
سن نقل کیا کر دو کیا اس نے بادہ ارکھا
خلاصہ یہ کہ حضرت کو جو نہیں کھا

۶۰م

پیا سے لے گئے در عشق دو بار دو افکار
کہ جو عشق اور ابن حیدر کرار
کہا تو یہ کہا اپنے تعصب کیسو ان کا بار
اک سے ملکہ محبت تو بھا کی اکرار الہار
پھر اس سے تو نہیں ان میں سب تر تاج
کلام حسن دیا ان کو جواب کر تاج

۶۱

ترے خیال میں بھی ہو اگر حسنؑ تو کیا
ہر ایک شخص کی منزل جدا ہے قبر جدا
عجب نہیں ہے میں ایسا نہ ہوں جو تو نے کہا
زباں سے کام لیا پھر یہ کیوں خلاف چلا
اگر ہو کوئی ضرورت بیان کر بھائی
جو تو قصد رہے مجھ سے ماں و بھائی

۶۲

تو ہو جو راہ دوں تجھ کو تو ہیں چالاک
لباس کہنہ اگر ہے تو دوں نئی پوشاک
مقابلے پہ ہو گر کوئی دشمن سفاک
وہ تیغ تجھ کو میں بخشوں کہ ہو جو قصد ہلاک
جو کفر ہو تو شرف ایمان کے دو بالا دوں
سقر کا ڈر ہو تو فردوس کا قبالا دوں

۶۳

یہ حلم دیکھ کے رونے لگا وہ اور کہا
خطا معاف کر اے قلزم سخا و عطا
تو ہی زمانے میں ہے رحمت خدا بخدا
نہ تھا میں قائل ولاد مصطفیٰؐ صلا
عدو تھا جتنا اب اُتنا ہی محب حسنؑ ہوں آپکا
مقر میں دل سے ہوا ہوں رسولؐ کا رب کا

۶۴

ہیں خلق و حلم سے کتنے ہی واقع مشہور
بیاں میں کب ہے یہ وسعت کہ ہوں وہ مذکور
انہیں کے نور کا شعلہ تھا ایک جلوۂ طور
انہیں کا حسن تھا یوسفؑ کے حسن میں مستور
خدا ہی جانے جو کچھ مرتبے ہیں شبیرؑ کے
یہ ہیں صفات مجسم نبیؐ و حیدرؑ کے

۶۵

نبیؐ نے جنگ کی کفار سے لڑے یہ بھی
انہوں نے صلح بھی کی تھی انہوں نے صلح بھی کی
نظر مشیت باری کی جس طرف کو بھی
کیا حسنؑ نے بھی خود اختیار جادہ وہی
مطیع امر خدا اس طرح سے حضرتؑ تھے
میں یوں کہوں یہی اللہ کی مشیت تھی

دم

ہو چکی جب میں رہا جس نے تری فرقت میں نہ پائی رسائی
کہ صبح کرے الٰہی مرے جسم سے ہو جان جدائی
خبر بھی نہیں ہمیں ہے اب یہ دماغ نے خالی
کہاں صبح کہاں صبر ہے ابتر ہوا حالی
بچی الاامت ہر روز شب و صبح نہ آئی برابر
صبح کی سی ہوئی بنت بی ان کا برابر

ںم

اب آ کیا ہے بیاں جنگل و صحرا کا تعب
کہ طبع کا نہی صبر کی قدرت کہ وہ ہوا بیاں
سیل بہا ہے میرے اشکوں سے نہ مبادا غم جناں
نہ کمر ہے طاقت نہ ہمیں ختم ہوتا ہے تماشا جہاں
بہار ہی کی ہوا سے اس اسے ہم دریغ ہی ہمہ
خاک کی ہے بے بس جس سے کہ تکا تھا شمع

حم

ہوا ہو برسبز بنبر و دوا رب نہ جا
سلام ہے مسجد و محراب کیا کچھ بکھر ہے
ہر ایک قصہ سلطنت سے نہایت عیاش کم
نظر ہوا مقام ہر عبادت جیسا
آگ دہ ہے کہ ہوا وہ سے ہر سحر
سب جہان بیچ ہمارا کوئی یاد

وم

وہ خطبہ تھا کہ تھا عجائبات صوت قرآن
سکتا ہے منتفق اللفظ بلکہ ہر تحریر جواں
بنی ہے لعل کے منتخب ہے بنایا ہے بیاں
یاد آیا ہوا قرآن کی صدا کی زبان
بنی ہے میں ہی صبح و قلم کی بنا ہو چکیں ہیں
صاحبِ گواہ کہ یا منطق ہی بولیں

بم

پیغمبر اور دنیا کی وقت ادا طلب ہیں عیب
اب شمائل تھا کہ تھا الآن آئی سبقت
اس نام ہے بیچ صفت ہے یہ بنی حالت
دلہ کی حل کیا باہمی وفا دار بنیت
نیا کے نصیب وہ صاحب ہے لقا آیا
بیتی کی دنیا جو عیب ہے جو اوا

۱

مع سپاہ تراق آیا جب وہ ظلم شعار
لکھا ہے دشمن دیں تھے پچاس ساٹھ ہزار
یہ سنکے ہو گئے تیار سید ابرار
سپاہ اپنی بھی ترتیب دی بشان وقار
فرشتے آ کے نثار شہ انام ہوئے
لباس جنگ سے آراستہ امامؑ ہوئے

۲

قدم رکاب میں رکھا جو کہہ کے بسم اللہ
امامؑ پاک کی تھی ہمزباں، تمام سپاہ
اٹھی جو باگ فرس کی بڑھا وہ مثل نگاہ
کہ جیسے تا بسر عرش بریں غریب کی آہ
نکیوں ہو نعلوں کی تابش سے شرمسار ہلال
کہ وہ ہے ایک ہلال اور یہاں ہیں چار ہلال

۳

فرس کی مدح کروں یا کہ مدحت شمشیر
نہ اسکا کوئی عدیل اور نہ اسکا کوئی نظیر
لباس وہ جو ہے زیبائے صاحب تطہیر
امامؑ دیں ہیں سراپا رسولؐ کی تصویر
جمال رخ سے رسالتمآبؐ یاد آئے
جلال دیکھتے ہی بوترابؑ یاد آئے

۴

مگر جو ساتھ تھے ان میں بہت سے تھے غدار
نہ طرفدار
کہ جیسے بعض صحابی احمد مختارؐ
بظاہر آپ کے دوست اور اصل میں بیزار
ریا سے پڑھتے ہیں جیسے نماز کچھ مکار
نہ تھے وہ قائل توحید یک قلم ان میں
خدا خدا تھا زباں پر صنم صنم دل میں

۵

ہزار حیف نہ کی قدر سید والا
کیا مدد کے عوض یہ سلوک وا اسفا
ملے وہ حاکم شامی سے کی حسنؑ سے دغا
احد میں چھوڑا تھا جیسے رسولؐ کو تنہا
فقط علیؑ ہی پیمبرؐ کے متصل ٹھہرے
کہ وہ رسولؐ دو عالم کے جان و دل ٹھہرے

۲ م

[illegible]

۲ م

[illegible]

۲ م

[illegible]

۲ م

[illegible]

۲ م

[illegible]

٨١

علاج کرکے ہوئی نہ جب شفا حاصل
ہوا مقیم مدینے میں وہ رسولؐ کا دل
زیارت آپ کی احباب کو ہوئی مشکل
کہ راہ میں بھی نہ نکلا وہ رہبر کامل
خدا کا شکر ادا کرتے تھے مصیبت میں
گزاری عمر تو رب ہی کی طاعت میں

٨٢ مطلع

حسنؑ نے آکے مدینے میں جب قیام کیا
تو صبر و شکر کا حضرت نے اہتمام کیا
کبھی نہ شکوۂ جور امیر شام کیا
مگر یہ حاکم ظالم نے انتظام کیا
خدا کے دین پہ ڈھاتا تھا روز قہر نیا
کہ بھیجتا رہا مروان کو وہ زہر نیا

٨٣

مدینے میں تھی اک ایسی لعینہ زن بدکار
دیا اُسی کی وساطت سے زہر دل افگار
یہ زہر وہ تھا جو گرتا میان بحر اک بار
نہ زندہ رہتا کوئی آبی جانور زنہار
نہ کیوں جگر پہ چلے خنجر ملال افسوس
یہ زہر اور پیمبرؐ کا نونہال افسوس

٨٤

ملایا پینے کے پانی میں جعدہ نے وہ سم
اجل نصیب کو کچھ تشنگی ہوئی جس دم
رکھا ہوا تھا سرہانے وہ کوزہ ہائے ستم
خود اپنے ہاتھ سے پانی پیا کہ پیاس تھی کم
اثر نے سم کے کیا دل کو مرے ٹکڑے
بس ایک گھونٹ پیا تھا ہوا جگر ٹکڑے

٨٥

خزاں نصیب ہوا وہ نہال بستر پر
کہ خشک ہو گیا وہ خوش نہال بستر پر
علیؑ کا چاند بنا تھا ہلال بستر پر
تڑپ رہا تھا پیمبرؐ کا لال بستر پر
بہن تھی نالہ کناں گرد بھائی کے پھر کر
جگر کے ٹکڑے پھڑکتے تھے طشت میں گر کر

۸۶

وصیت آپ نے یہ کی عیاں تھا جس سے قلق
نبی کے بعد ہیں بارہ خلیفہ بر حق
بہائے گا کوئی اپنے لہو میں مثل شفق
کسی کے قلب و جگر ہوں گے زہر ظلم سے شق
اسیر ظلم رہیں گے وہ سب زمانے میں
کسی کی موت ہی آئے گی قید خانے میں

۸۷

گزشتنی یہ زمانہ ہے اور گزشتنی
جو دیکھے دوسروں کو اپنا مال وہ ہے غنی
جو لے لے اور کا حق ہے وہ بہتا کافی
بگاڑ پر یہی دنیا نہ اہل دیں سے بنی
اسی لئے کہ سب حق پرست مانتے ہیں
جو زندہ دل ہیں وہ حیوان مردہ جانتے ہیں

۸۸

اگر بلا بھی ہو نازل کوئی رہو بشاش
کسی کے آگے مصیبت کا ہو نہ پردہ فاش
زیادہ دولت دنیا کی ہے فضول تلاش
بس اتنا لو جو کفایت کرے برائے معاش
جو دیکھو ہے خلاف ایسے کام میں ہے عذاب
حلال میں ہے حساب اور حرام میں ہے عذاب

۸۹

ہر ایک لفظ وصیت تھا دُرِّ حکمت
یہ کہتے کہتے ہوئی متغیر دفعتاً حالت
اثر سے زہر کے تھی سبز جسم کی رنگت
جبیں پہ آیا عرق بھائی پر ہے حسرت
نشان سجدہ کو حسین نے چوما
حسن کے ہاتھ کو جھک کر حسین نے چوما

۹۰

حسن نے کھول دیں آنکھیں حسین رونے لگے
لگے گلے سے وہ سب غم سے جان کھونے لگے
عزیز جتنے تھے اشکوں سے منہ کو دھونے لگے
حسن حسین میں راز و نیاز ہونے لگے
سپرد مسند امامت کی جو بھائی کو
ادب سکھائی اجل شہ کی پیشوائی کو

۹۱

جسد کہ روح ہوئی گلشن جناں کو رواں
ہوا مدینے میں اک تازہ حشر آہ عیاں
حسینؑ بھائی کی میت پہ اٹھے نالہ کناں
بہن پکار رہی تھی کہ ہے ہو بھائی کہاں
سہا ہے ہجر مصیبت سہے گا تا حشر کو
میں روئی نانا کو اماں کو باپ کو تم کو

۹۲

بچھا ہے اے مرے مالک اٹھا لے دنیا سے
کہا نصیب نے لیکن یہ بنت زہراؑ سے
حسینؑ قتل بھی ہونگے دشت میں پیاسے
صدا یہ آئے گی حسینؑا اٹھے گی صحرا سے
ہر ایک تو نہیں یاور کو رونا باقی ہے
اسی طرح سے بہتّر کو رونا باقی ہے

۹۳

کبھی شبیہ پیمبرؐ کو روئے گی زینبؑ
حسنؑ کے لال کو اصغرؑ کو روئے گی زینبؑ
علیؑ کے شیر دلاور کو روئے گی زینبؑ
تمام کنبے کو لشکر کو روئے گی زینبؑ
بہت سے حشر ابھی ہیں آئینگے زمانے میں
ابھی سکینہؑ کو رونا ہے قید خانے میں

۹۴

حسنؑ کے غم میں جو روتی ہو لو اے زینبؑ
بہت قریب ہے وہ بھی زمانہ ہائے غضب
شہید ظلم و جفا ہونگے ایک روز سب
جو کوئی روئے گا ہوگا ستم بغیر سبب
نہ دینگے ماتم شہ کی رضا کبھی تم کو
کہ ہاتھ باندھ کے لیجائینگے شقی تم کو

۹۵

کفن حسینؑ نہ پائیں گے تم رہوگی اسیر
گلے میں ہوگی رسن اور پاؤں میں زنجیر
یہاں حسنؑ کے ہے غسل و کفن کی سب تدبیر
نہ ہوگا دفن کئی روز لاشۂ شبیرؑ
حسینؑ اٹھاتے ہیں اپنے بھائی کا لاشہ
نہ دفن ہوگا شہ کربلاؑ کا لاشہ

عہ تعالیٰ ضرور دیتی ہوا اہل فن عفو فرمائیں شبیر ۱۲

۹۶

کفن پہنا کے جنازہ جو لے چلے شبیرؑ
رواں تھے ساتھ بنی ہاشم و امیر و فقیر
ہر ایک نوحہ کناں سب کا حال دل تغییر
ہزاروں اہل ولا نالہ کش حزیں دلگیر
سر اپنا پیٹتا ہر ایک نوحہ گر ہمراہ
جگر کے ٹکڑے لیے طشت میں لیے ہمراہ

۹۷

ارادہ تھا کہ ہو قبر نبیؐ کے پاس مزار
ہزار حیف نہ راضی ہوئے مگر اشرار
لگائے تیر حسنؑ کے جنازے پر اک بار
کئی خدنگ در آئے کفن میں آخر کار
بلا کے دشت میں کل روز آئے گا ناوک
وہاں حسینؑ کی میت اٹھائے گا ناوک

۹۸

کسی طرح سے نہ باز آئے جب جفا پرور
کیا بقیع میں مدفون لاشۂ شبّر
ہے ابتک عرض مسلمانو نہیں یکسر
ہے آرزو کہ شفاعت کریں گے پیغمبر
طرح طرح کا ستم آل پر کیا تم نے
یہی تھا اجر رسالت جو کچھ دیا تم نے

۹۹

نبیؐ کی بیٹی کو رکھا خفا یہ اجر دیا
علیؑ کو سجدے میں زخمی کیا یہ اجر دیا
حسنؑ کو زہر دیا کی دغا یہ اجر دیا
حسینؑ ذبح ہوئے بے خطا یہ اجر دیا
نبیؐ کا حشر کے دن جبکہ سامنا ہوگا
جھکاؤ سر کو گریباں میں دیکھو کیا ہوگا

۱۰۰

مرے عزیز کہاں تک یہ تذکرے ہیہات
کھلا ہے باب قبول اب اٹھاؤ دعا کو ہات
حسنؑ کے صدقے میں یا رب عطا ہو حق برکات
زباں کو صدق دلوں کو وفا قدم کو ثبات
میں کیا کروں جو معاند کا قلب صاف نہ ہو
زمانہ میرے مخالف ہے تو خلاف نہ ہو

زمانۂ تصنیف ۲۴ ماہ صفر ۱۳۰۵ھ

مرثیہ

مطلع

پھر آئی فصل بہاری کھلا ہے باغ سخن

بند ۱۲۰

حال امام حسین علیہ السلام،

مصنفہ

سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت امام حسین علیہ السّلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ وَعَلٰی جَدِّکَ وَ اَبِیْکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ
عَلٰی اُمِّکَ وَ اَخِیْکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلَی الْاَئِمَّۃِ مِنْ بَنِیْکَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الدَّمْعَۃِ السَّاکِنَۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا صَاحِبَ الْمُصِیْبَۃِ الرَّاتِبَۃِ لَقَدْ اَصْبَحَ کِتَابُ اللّٰہِ فِیْکَ
مَھْجُوْرًا وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْکَ مَوْتُوْرًا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ
اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ عَلٰی اَنْصَارِ اللّٰہِ وَخُلَفَائِہٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی اُمَنَآءِ اللّٰہِ وَاَحِبَّائِہٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَالِّ
مَعْرِفَۃِ اللّٰہِ وَمُعَاوِنِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ وَحَفَظَۃِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَۃِ
کِتَابِ اللّٰہِ وَ اَوْصِیَآءِ نَبِیِّ اللّٰہِ وَ ذُرِّیَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

تاریخ ولادت امام حسین علیہ السلام سوم شعبان سنہ ۴ھ	تاریخ شہادت دہم ماہ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ

جائے دفن ، کربلائے معلیٰ

۵۱

بہار آئی نصل صبا میں کھلا ہی باب سخن
کدھر ہیں اہل نظر دیکھیں شباب سخن
قلم کی طرح سے قبضہ میں ہو طناب سخن
چڑھا ہے عرش بلاغت پر آفتاب سخن
نہ کیوں ہوں قائل معراج رتبہ دان سخن
بنا ہے ذہن رسا میرا نردبان سخن

۵۲

میں کیا کہوں کہ کوئی دیکھے نظر ہو جس کی وسیع
مری بہار سخن پر فدا ہے فصل ربیع
اسے کلام کا پایہ ہے آسمان سے رفیع
وہ خوش نصیب ہوں کہ ہر سخن ہے جس کا نظم رفیع
تجھی کو خادم اوج و دبیر کہتے ہیں
عجب بحر صادق [illegible] کہتے ہیں

۵۳

ہوا میں اوج کے صدقے سے فارغ التحصیل
وگرنہ تجھ سا ذلیل اور یہ کلام جلیل
سخا میں صفحۂ قرطاس ہے پر جبریل
صریر کلک ہم آواز صور اسرافیل
دوبارہ مردہ معنا میں نے جان پائی ہے
جہان نظم و بیان میں قیامت آئی ہے

۵۴

جناب اوج سے تھے ارباب نظم میں حسن
وہ تھے خدائے سخن فخر ناز عرفان فن
مگر یہ فخر بجا ہے مجھے بوجہ حسن
کہ اس خدائے سخن نے کیا ہے نبی سخن
یہ شان شاد سے پایا عروج منبر پر
یہ ظل عرش ہے پایا ہے [illegible] سر پر

۵۵

یہ وہ چمن ہے نہیں جس میں باغ دہر کے خار
وہ خار جنکو سمجھتے ہیں لوگ جان بہار
نہیں ہے اور کسی کو یہ شاعری کا مدار
نہ شاعروں سے کوئی شیخ دنیوی درکار
عوض ستائش کے جو دام و درم فروخت کریں
نہ ہم کلام خریدیں نہ ہم فروخت کریں

۹۶

[illegible]

۹۷

[illegible]

۹۸

[illegible]

۹۹

حسین [illegible]

حسین [illegible]

حسین [illegible]

حسین [illegible]

حسین [illegible]

۱۰۰

حسین [illegible]

حسین [illegible]

حسین [illegible]

حسین [illegible]

حسین [illegible]

حسین [illegible]

۱۱۱

زمیں بن زمیں اور امیر ابن امیر
علی کی طرح مرد کامل امیر و فقیر
نگین مہر نبوت امام عرش سریر
چراغ محفل دین علم امر صبح منیر
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بچوں بیعت کرے دبلا امام حسینؑ

۱۱۲

وہ کربلا کہ جسے ماریہ بھی کہتے ہیں
جواب دشت نینوا بھی کہتے ہیں
کسی غریب کی ام قرا بھی کہتے ہیں
غبار دشت کو خاک شفا بھی کہتے ہیں
ملائکہ اسے جنت نظیر کہتے ہیں
مقام رحمت رب قدیر کہتے ہیں

۱۱۳

مدینے سے جو اسی کربلا میں آئے حسینؑ ن
زبان جادۂ صحرا پہ تھا کہ ہائے حسینؑ
کھینچ آئی قلب میں مٹی کے بھی ولائے حسینؑ
بھی اسے ہو گئی مشہور کربلائے حسینؑ
ضیائے کعبۂ ایمان سے زرنگار بنی
اسی وجہ سے خاک اس کی سجدہ گاہ بنی

۱۱۴

وہ ریگ دشت عرب کی نقاب کی وہ چمک
زمیں کے ذرۂ شیشہ پہ سالم ماتھا آگ فلک
جگر میں بچوں کے خار غم عطش کی کھٹک
ہر ایک نبض دلیل تھی دم کی تپک
رگوں سے شعلۂ غم کی لپک نکلتی تھی
جو سانس لیتے تھے تپ سے زبان جلتی تھی

۱۱۵

کہاں وہ دشت بلا اور کہاں وہ باغ بتول
کہ یہ بند خار بیاباں کجا رسول کے پھول
لپٹ سے غنچوں کے بلا بھی تھی گلشن میں دھول
چمن میں آگ لگی ہو گیا بلا کا نزول
یہ دھوپ تھی کہ درختوں کی شاخیں جلتی تھیں
ہوا سے گرم سے چنگاریاں نکلتی تھیں

ن مطلع۔ مدینہ چھوڑ کے جب کربلا میں آئے حسینؑ

١٦

مثالِ آبلہ دامانِ نہر پہ سے تھے حباب
ہزاروں چشمے ہوئے خشک ہو کے جیسے سراب
عرق زمیں کا نکلتا تھا جسکا نام تھا آب
طیور سخت شعاعی پہ ہوئے سے تھے کباب
پھڑکے تپش سے جو قلب و جگر زمیں پہ گرے
ہوائے گرم سے جل جل کے پر زمیں پہ گرے

١٧

وہ خاک اُڑتی ہوئی اور تودہ جلتی ہوئی
حدید سرخ کی رنگت زمین جلتی ہوئی
وہ کھولتی ہوئی نہریں بھڑک نکلتی ہوئی
مزاج دہر کی صورت ہوا بدلتی ہوئی
چلی حرارتِ شمسی سے تن میں آگ لگی
تھمی اُمس سے غش آیا بدن میں آگ لگی

١٨

تعب سے کٹتا تھا جب دن تو آتی تھی شبِ غم
بکھیرے بالوں کو مانندِ صاحبِ ماتم
جب آئی دسویں محرم کی شام رنج و الم
وہ شامِ غربت سرگرد تھی اندھیرے میں کم
بھیانک سی تھی وہ صورت کہ ڈر گئے بچے
گماں یہ ماؤں کو گزرا کہ گزر گئے بچے

١٩

نگاہ سوز وہ داغِ جگر ان کا نظارا
نہ چاندنی میں وہ ٹھنڈک کہ جس سے دل آرا
چراغ تربت کے مانند تھا ہر اک تارا
فلک پہ چاند تھا گھٹتا ہوا سا انگارا
وہ رونا چرخ کا وہ ٹوٹنا ستاروں کا
عیاں تھا جس سے نشان آنسوؤں کے تاروں کا

٢٠

فلک پہ ماہ تھا لیکن نہ روشنی تھی ذرا
زمیں پہ بادی تھا جلوہ نما
وہ دلبرِ مصطفیٰ جیبِ داورا
کہ جس طرح سے اطاعت میں خدا کی ادا
نماز شاہ کا مرانی ہے نہ ہوا
ادا بجائی عبادت کو آپ نا نہ ہوا

۵۲۱

نماز پڑھ کے اُٹھے قبلۂ زمین و زمان
سُنی صغریٰ کی فریاد و عورتوں کی فغان
کسی کو لُٹنے کا دھڑکا کسی کو وحشتِ جان
وہ العطش کی صدائیں کہ الحفیظ الامان
تڑپ تڑپ کے کٹی رات گھر کو ساری رات
کہ جس طرح کسی بیمار پر ہو بھاری رات

مطلع ۵۲۲

چراغِ شب جو ہوا گُل ریاضِ عالم میں
سحر سحر کا ہوا غل ریاضِ عالم میں
چلی نسیم کھلے گُل ریاضِ عالم میں
نہال ہو گئی بلبل ریاضِ عالم میں
جو عطر بیز ہوا دن کے جھونکے آنے لگے
طیور وجد میں شاخوں پہ چہچہانے لگے

۵۲۳

تمام رات ہوئی عارضِ سحر چمکا
ستارہ صبح کی صورت ہر اک گہر چمکا
اُدھر تو مہرِ مبین کا نشانِ زر چمکا
ادھر زمین کا تختہ اِدھر اُدھر چمکا
تھی اوس یا عرقِ روئے حور کا دریا
رواں تھا چار طرف ایک نور کا دریا

۵۲۴

کلی کلی کو اوس نے دھو کے دی پتے پتے کو آب
تجلی سے تھے قطرۂ شبنم سے گوہر نایاب
کھلا ہوا تھا اس انداز سے چمن میں گلاب
کسی حسین کا چہرہ ہو جیسے وقتِ عتاب
یہ رنگِ غیظ کا حسنِ قبول پا ہی گیا
گراں ادا تو نہ بلبل کو پیار آ ہی گیا

۵۲۵

لدے ہوئے تھے شگوفوں سے درخت سر تا سر
عروسِ باغ نے پہنا تھا پھولوں کا زیور
چمک گیا آئینہ تھا ایک ایک برگِ شجر
غضب تھے سینۂ بہار کی زلف کے گھونگھر
الجھ گئے دل عشاق اس تسلسل میں
شراعِ مہر کا شانہ تھا زلفِ سنبل میں

۱۶

مثال آبلہ داماں نہر پہ تھے حباب
ہزاروں چشمے تھے اور خشک تھے کہ جیسے سراب
عرق زمیں کا نکلتا تھا جس کا نام تھا آب
طیور سبز شعاعی پہ اوس سے تھے کباب
پھنکے تپش سے جو طائر جگر زمیں پہ گرے
ہوائے گرم سے جل جل کے پر زمیں پہ گرے

۱۷

وہ خاک اُڑتی ہوئی اور لو وہ چلتی ہوئی
حدید سرخ کی رنگت زمین جلتی ہوئی
وہ کھولتی ہوئی نہریں بھڑک نکلتی ہوئی
مزاج دہر کی صورت ہوا بدلتی ہوئی
چلی حرارت شمسی سے تن میں آگ لگی
تھمی جو حس تو غش آیا بدن میں آگ لگی

۱۸

تعب سے کٹتا تھا جب دن تو آتی تھی شب غم
بکھیرے بالوں کو مانند صاحب ماتم
جب آئی دسویں محرم کی شام رنج و الم
وہ شام قربت ہر گز نہ تھی اندھیرے میں کم
چھپا نہ منہ کسی صورت کہ ڈھل گئے بیچ
کمال یہ اون کو کہ نہ اگذرے گئے بیچ

۱۹

نگاہ سوز زدہ باغ جہان کا نقشہ تھا
نہ چاندنی میں وہ ٹھنڈک نہ حسن دل آرا
چراغ کشتہ کے مانند تھا ہر اک تارا
فلک پہ چاند تھا چھٹا ہوا سا انگارا
وہ رونا چرخ کا وہ ٹوٹنا ستاروں کا
عیاں تھا جن سے نشان آنسوؤں کے تاروں کا

۲۰

فلک پہ ماہ تھا لیکن نہ روشنی تھی ذرا
مگر زمیں پہ ماہ نبی تھا جلوہ نما
وہ رو بقبلہ مصلے پہ سید دوسرا
کچھ اس طرح سے اطاعت ہوئی خدا کی ادا
نماز شاہ کا ہر اک سجدہ بے نیاز ہوا
ادا یہ ایسی عبادت کو آپ ناز ہوا

٥٢١
نماز پڑھ کے اُٹھے قبلۂ زمین و زمان
سُنی صفوں کی فریاد و عورتوں کی فغان
کسی کو لُٹنے کا دھڑکا کسی کو دہشتِ جان
وہ العطش کی صدائیں کہ الحفیظ و الامان
تڑپ تڑپ کے کٹی رات گھر کو ساری کی رات
کہ جس طرح کسی بیمار پر ہو بھاری رات

مطلع ٥٢٢
چراغِ شب جو ہوا گُل ریاضِ عالم میں
سحر سحر کا ہوا غل ریاضِ عالم میں
چلی نسیم کھلے گُل ریاضِ عالم میں
نہال ہو گئی بلبل ریاضِ عالم میں
جو عطر بیز ہوا اُن کے جھونکے آنے لگے
طیور رو جہیں شاخ پہ چہچہانے لگے

٥٢٣
تمام رات ہوئی عارضِ سحر چمکا
ستارہ سحری صورتِ گہر چمکا
اُدھر تو مہرِ مبین کا نشانِ زر چمکا
ادھر زمین کا تختہ ادھر اُدھر چمکا
تھی اوس یا عرقِ رخ حور کا دریا
رواں تھا چار طرف ایک نور کا دریا

٥٢٤
کلی کلی اُوس سے بھگو کے پتے پتے کو آب
بنے تھے قطرۂ شبنم سے گوہرِ نایاب
کھلا ہوا تھا اس انداز سے چمن میں گلاب
کسی حسین کا چہرہ ہو جیسے وقتِ عتاب
یہ رنگِ غیظ کا حسنِ قبول پا ہی گیا
کہ ان اداؤں پہ بلبل کو پیار آ ہی گیا

٥٢٥
لدے اُٹھے تھے شگوفوں سے درخت سر تا سر
عروسِ باغ نے پہنا تھا پھولوں کا زیور
یہ جھلک آئینہ تھا ایک ایک برگِ شجر
غضب تھے سنبلِ بیمار کی زلف کے گھونگر
اُلجھ گئے دلِ عشاق اس تسلسل میں
شعاعِ مہر کا شانہ تھا زلفِ سنبل میں

۲۶

وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ سحر کی بہار
وہ گل وہ غنچہ وہ سبزہ وہ ابر و اشجار
وہ رود پیچ رو وہ چہچہوں کی ترنگ وہ قطار
وہ شور قمریوں کا اور وہ نغمے ہزار
وہ آکے وصل میں غنچوں کا جھومنا اُن کا
وہ مست ہو کے ہر اک گل کو چومنا اُن کا

۲۷

چمن میں نکلے تھے سیر صفا سے آب کو پھول
ہر ایک ہنر سمجھنے لگی حباب کو پھول
زمیں سے ذرے بنانے لگے آفتاب کو پھول
شرابیوں نے کہا ساغر شراب کو پھول
چمک اٹھی ہے شبنم سے شکل گلشن کی
جو چٹکے غنچے تو آئی صدا حنا کی

۲۸

بچھا اس طرح سے کھلے موسم بہار میں پھول
کرے ہیں چشم حقیقت نگر نے خار میں پھول
چمکتے ہیں گلستان روزگار میں پھول
کنار دشت میں دامن کو ہے بہار میں پھول
چمن میں پھول ہیں پھولوں میں تیرے پاس بلبل ہے
زبان شمع یہ کہتی ہے مجھ میں بھی گل ہے

۲۹

دہان ہے یہ گلستاں میں غنچہ افشانی پھول
بنا کے داغ دل کو زعفرانی پھول
جگر کو دل کو جلا کے ہیں حنائی پھول
ستم کے رنگ میں ڈوبے ہیں آسمانی پھول
تڑپ رہے ہیں گلو نکی ایک سی جفا
کر رہی ہے لالہ و قاتل گلو نکی ایک سی جفا

۳۰

فدا ہو تیرے زبان وہ آفتابی پھول
نثار تیری گلابی ہو وہ گلابی پھول
وہ اوس سے نکھرے ہوئے صاف صاف آبی پھول
پڑے شراب پیالوں میں شرابی پھول
بہار آئی ہے آفتاب کا جام
مجھے پلا دے ساقی شراب کا جام

۲۴۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۶

یہ کہہ کے قلب شہ بے وطن کو دیا اسفا
یہ دھوپ تیز کہ جلتی ہے جس سے موج ہوا
ہے گرچہ قبضۂ اہل نفاق میں دریا
مگر حسین کے بچے ہیں سب کا حال برا
دھواں کلیجے سے اٹھا یہ چیخ و غم کھا کر
کہ ابن سعد گرا آب جو میں گھبرا کر

۳۷

بتا کے نکل دیا حکم قتل مرتد کا
خیام پاک میں داخل ہوئے امام ہدا
عجیب یاس سے بانو کی گود کو دیکھا
کہا کہ لال تمہارا گیا ہے پیش خدا
یہ سن کے مادر اصغر نے حق کا شکر کیا
فلک پہ چلی ہوئی دھوم ایسا شکر کیا

۳۸

اگر محبت نظر کی سے ہو گئی مضطر
جگر کو تھام کے چلائی ہائے لخت جگر
جواب شہ کو سن آنکھیں کر کے ہوئیں تر
مرے حسین مرے مہ لقا مرے اصغر
اچھوتی گود تھی بانو کی آج تک کیسی
مگر پلٹ گئی تقدیر یک بیک کیسی

۳۹

جدائی مانگ کی اب تیر کھچو یا رب
بنوں میں سوگ نشین جناب شاہ عرب
کہا حسین نے غم کی بھی عمر ختم ہے اب
یہ درد خیز سخن سن کے بول اٹھی زینب
بھڑک رہی ہے مصیبت کی آگ سینے میں
کس طرح مجھے پہونچائیے مدینے میں

۴۰

مدینے جا کے میں جلاؤں مزار احمد پر
کروں شکایت امت پہ شاہ کی خو گر
کہوں یہ حشر آئی کی بعد آپ کے در در
حسین بولے انھیں سب خبر ہے آغا ہم
ذرا پہ سنتے اسے لحد میں تو آ رہے نانا
وطن سے نکلا نواسا مزار سے نانا

۱۴۱

نصیب میں جو لکھا ہے ہو کے رہے گا وہی
خدا کا شکر ہے عشرت نہیں ملال بھی
یہ سن کے آنکھ سے زینب کے بس اشک بہی
قدم پہ گر کے کہا شاہِ دیں سے بس بات یہی
بہن بھی دارِ مصیبت سے ہے گذرنے کو
میں ہاتھ جوڑتی ہوں تم نہ جاؤ مرنے کو

۱۴۲

گھر اپنا چھوڑ کے اماں کے گھر چلے بھیا
بہن غریب کو بے آس کر چلے بھیا
جہان سے پھر بہن تا اُدھر چلے بھیا
سمجھ تو ہم بھی نہیں تم اگر چلے بھیا
تمہاری ذات سے آباد گھر یہ سارا ہے
خدا کے بعد تمہارا فقط سہارا ہے

۱۴۳

کیا جو اکبر و عون کو میں نے تم پہ فدا
تھا اس سے بس یہی مطلب کہ دور ہو تم سے بلا
کنیز زادوں کو قرباں اسی غرض سے کیا
نہیں قبول اگر ہے کیا یہ فدیۂ پیشِ خدا
حسینؑ بولے کہ حق نے کیا وہ سب منظور
مگر خدا کو ہوئی ہے مری طلب منظور

۱۴۴

وہ میرے فدیئے میں فدیہ مرا اُمتِ جد
گناہگار بہت ہو گئے ہیں اُمتِ جد
میں اپنے سر جو یہ دوں تو بچے اُمتِ جد
عوض میں میرے کہ ہو فردوس جائے اُمتِ جد
نہ سر کٹاؤں تو پیش اللہ کچھ بھی نہ ہو
جو میں فدا نہ کروں جان آہ کچھ بھی نہ ہو

۱۴۵

علاوہ اسکے ذرا دل میں سوچو اے ہمشیر
ہوئے شہید جفا کر کے سب کبیر و صغیر
کوئی قتیلِ سناں اور کوئی نشانۂ تیر
تمہیں بتاؤ کہ اب حق سے کیا کہے شبیر
نہ جو بہشت عوض کام کر دیا نہ رہے
وہ عہد جینے کا جس کا وہ یاد فاطمہ ہے

٣٤٦

بکا جگ سارا نچ سیلاں کاؤن کھرا بنم
کہیں یہ کھیلے نسان سو ہرا آگو زنم
لگیں تیرے دل ادا سیں کہ ز در سر
ہے برہے آگے ہر ہیں تجھ کی عجب کم
لگم یہ کھیلے اچھے تر سے ابالاں پیم
عجب گل دیں سو اسے ہر بار یا ان تو

٣٤٧

بکیا پیا کرے سبھی غم ارا ارا دیں ل رب
بھلا ہند یہ کیاں ادا ھر کیاں زینب
یہ یہ سر تھیں جانا بے ساتا سر آ غضب
ابھی ادن پینا بھلے ھے کی گی کالاں ادب
جلا ہے بھی جمید بنا بلبلا یار اس تر سر کو
ایسے رکے جھڑا یہ انچا دیر یہ درا

٣٤٨

الکھ مٹا سکے دو سے ک پنکھ جھلا ایر
سکے ہو بند برا دادا پرا سے اسا سر
عجب دو نا کھڑے یہ آسکے اوا پاسے سیر
جانا با چھو پنیا را سکے ا نہ ایسے سیر
اسے تو آئے تو ادا دا نیا کالاں للا دا ایمن
لادا بار اداں ت سے کاں آدھا ابن

٣٤٩

دارا بھی جو بتیں سا بھی جو نا دنیا
مٹے ادا ست ہلال دو درا دنی
اسے کا دے سکے پیا بنا ام بھی سا دنیا
بنا زد ظلم بیو انا تیرا دیر دنیا
نکا ادا دیں سکے آیا سیر سبح جب جانا
ا اسلام سر سے دو ذیو دان کو بیجانا

٣٥٠

سلام کہہ سکے یہ یار رطوبتیں کہتا کلام
ذین ہو یہ الکیان شہر ہر سبزیں بلدم
ہکی کے تر ظرف دانا پینے آب ہیر دکا جام
یہ بوتیا آگوا سجھو کا یا باد نیچ ادم
بنکا ہو ا سلے یہ بستر حسین کی تنبیہ
یہ بھولتا یہ صیبت حسین کی شبیہ

۵۵۱

یہ کہتے کہتے کہا دفعتاً خدا حافظ
غریب خستہ تن بے وطن خدا حافظ
اسیر حلقۂ رنج و محن خدا حافظ
اجل پکار رہی ہے بہن خدا حافظ
دل حزیں کو وصال خدا کی جلدی ہے
یہ باتیں دیر طلب اور قضا کی جلدی ہے

۵۵۲

یہ ذکر سن کے ہوا بیبیوں میں حشر بپا
قدم پہ گر گئیں بانوؑ ادب سے عرض کیا
بتایئے کوئی صورت نباہ کی آقا
امامؑ آپ ہیں کہہ سکتی کچھ نہیں دکھیا
حضور کس لیے لونڈی پہ مہرباں نہیں
زباں جلے جو کہوں یہ وفا کی شاں نہیں

۵۵۳

کہا یہ شہ نے اسی میں ہے مرضی داور
کریں شہید ہمیں اور تم پھرو دربدر منہ سر
چلے حسینؑ یہ کہتے خیام سے باہر
کہ دیر سے ہے مرا حلق طالب خنجر
مرو خدا کی یقیں صدمہ جو ہو سکیں زینبؑ
سوائے صبر نہ کچھ منھ سے کہہ سکیں زینبؑ

۵۵۴

تھی اب اہل حرم میں بپا ہوا کہرام
فغان و آہ سے تھا آل مصطفیٰؐ کو کام
کوئی تھی غش میں کوئی کہہ رہی تھی ہائے امامؑ
سکینہؑ تھام کے دامن کو کرتی تھی یہ کلام
خدا کے واسطے کہیے کدھر چلے بابا
بتاؤ عالم غربت میں کر چلے بابا

۵۵۵

یہ کس کے سینہ پہ اب سوؤں گی بتاؤ مجھے
میں رو رہی ہوں ابھی دیکھو پھر مناؤ مجھے
جہاں پہ جاتے ہو ساتھ اپنے لیتے جاؤ مجھے
امامؑ بولے نہ رو رو کے اب رلاؤ مجھے
یہ ضد کا وقت نہیں ہے دعا کا وقت یہ ہے
کہ امتحان ہے صبر و رضا کا وقت یہ ہے

٢٥٦

دعا یہ مانگو کہ سو ار است ہو باپ کی محنت
جدا جو سر ہو تو ہو جائے بخشش امت
یہ درد و صبر کی دولت بھی ہے عجب نعمت
سنو پکار رہے ہیں وہ بانی بدعت
یہ ذکر تھا کہ اٹھا غلغلہ حسینؑ چلے
حرم کو چھوڑ کے روتا ہوا حسینؑ چلے

٢٥٧

جو نکلے خیمہ سے باہر امامؑ ہر دو سرا
نگاہ یاس سے بیکس نے ہر طرف دیکھا
قریب آ گیا گردن جھکائے خود گھوڑا
رکاب تھامنے کو آئیں نانی زہراؑ
صدائے فاطمہؑ آئی کہ آ گئیں زینبؑ
جو تو نہ آئی تو آتی یہ دل حزیں زینبؑ

٢٥٨

حسینؑ چڑھ کے فرس پر چلے سوئے میدان
کہ پیچھے چلنے لگا دفعتاً وہ برق عنان
اٹھا کے منھ یہ کہا شاہ سے بہ آہ و فغان
مرے قدم کی طرف دیکھو سید ذیشان
بچی کہ دختر شاہ مدینہ لپٹی ہے
میں کیا چلوں مرے سم سے سکینہؑ لپٹی ہے

٢٥٩

کہا امامؑ نے کہ صبر مری راحت جان
بلاتے نانا ہیں مجھ کو جلدی میں چلا ہوں بجان
سکینہ پیاسی ہوئی جانب خیام رواں
سوار دوش نبیؐ نے کہا فرس سے کہاں
ہوا چلی تھی پہ گرد قدم کو پا نہ سکی
وہ تیز رو تھا کہ بجلی بھی سر اٹھا نہ سکی

٢٦٠ مطلع

یہ رن میں غل ہے کہ شمشیر زن آتے ہیں
کہ فتح جنگ کو شاہ حسینؑ آتے ہیں
زمیں ہلاتے بصد زیب زین آتے ہیں
قیامت آئی ہے لڑنے حسینؑ آتے ہیں
نیاز و عجز سے تسلیم کو اٹھی ہے زمین
غبار اٹھا ہے کہ تعظیم کو اٹھی ہے زمین

۲۶۱ھ

ہیبت آبد سلطان انس و جن و ملک
یہ ہے کہ ابر میں پنہاں ہے برق کی چشمک
نہاں ہے سینے میں دل اور دل میں درد کی کسک
جگر میں زخم تو زخم جگر میں خوں کی جھلک
سخن زباں میں سخن میں نہاں روانی ہے
ہو کیا اثر کہ نہیں نوک پانی ہے

۲۶۲ھ

ہے زرد چہرۂ خورشید خوف کے مارے
بجھے بجھے سے ہیں ذرے زمیں پہ سارے
ہلا دے شاہ کا ترکش میں ہاتھ کیا لگے
جگر پہ چلتے ہیں خوف و ہراس کے آرے
گرے ہیں ہاتھ سے حربے کلائی جھول گئی
کو اٹھا چلنے کی نبض چال بھول گئی

۲۶۳ھ

کسی کی تیغ گری ہاتھ سے سناں گر گئی
زمیں پہ فوجِ ستم کا ہے نشان گر گئی
خدنگ ترکشوں سے دوش سے کماں گر گئی
نگاہ فوج سے خود اپنی آن بان گر گئی
نقاب شاہ نے الٹی تو ہوش جانے لگے
فروغِ چہرۂ پرنور سے غش آنے لگے

۲۶۴ھ

کہاں ہیں حضرت موسیٰ یہ نور دیکھ تو لیں
جمال پاک رخِ رشکِ طور دیکھ تو لیں
زمیں پہ جلوۂ حق کا وفور دیکھ لیں
خدا کی شان کا رن میں ظہور دیکھ لیں
ہوئی تجلی قدرت یہ اور نور نہیں
شعاعِ چہرۂ امامت ہے برقِ طور نہیں

۲۶۵ھ

ہے سر پہ سایۂ عمامۂ سحاب نبی
دہن وہ جس میں زبانِ رسول پاک رہی
وہ دل کہ جس میں عوض خون کے ہے زورِ علی
جگر وہ زرد کہ جس میں ہے جیسے دو عون کی
کمر کو باندھے ہوئے فاطمہ کی چادر سے
جھکی ہوئی ہے جو بارِ غمِ برادر سے

۵۰۶

زینب وہ جسے پیٹ پہ چڑھاتے تھے خدا کے پیغمبر
بچی کے لیے علی بعد حیدر نفسِ پیمبر
زہرا نے بہت لاڈ سے جس کو قمر رکھا تھا
کہتے تھے ہے زینت، زین فاطمہ و نورِ نظر
جواب بیٹی تھی حیدر کی، رسول کی ہے سبب
سواری پہ نہیں ہے جو تجھے آج سوار کیا

۵۰۷

زینب جلا وطن کی گلشن جہان کی بس
وہ جلتے بیٹے دیکھ کے رکاب کو طلوع سلیم
کربلا میں جو دن دیکھے زینب نے کبھی کوئی نسیم
صبا جو آئی تو آگ کی جگہ ہوا سی لگی لطیفہ
زینب کا طوق سے گلا اوڑھ کے آسمان کیا ہے
ہے آگ زنجیر میں اور دل جان کیا ہے

۵۰۸

کشادہ دہان و دہن سینہ کو اپنے پہ جھک
حیران کی حسب ردیف کو کیک کی بزم کالو
چو بلبل میں ساون کی جھک کی ساحل
اُبھرے کیا تھا، چار اور بی نعل
ہر ادشان سے دو ہزاروں درود دا رنھا
بر ادکا دو کا شوق پیدا رنھا

۵۰۹

و دیر بر دو کر ظالم بر ابو بابو کی ابی
وہ بنکی کا یہاں ولقریب دو دیری
وہ اب نکھین ان بابوں اور وہ قبر کی ہی
وہ بیا تھا گرمی بیرن زین سے کر دب
خدا کا قربی تھا فضل کر دو کا بچا تھا
کہ تھا نادوں کی بیتیان دو العطا بچا

۵۱۰

بتاں نہ سر بنتان بھی بھی جب جلا
در دانون کے ولی ماں بھی ابھر کے جلا
سینہ پر ہے بے نیند بھر کے جلا
دوان میں صورت بصورت بدر سے جلا
دم ادب علی سے دوان کا نظر ادا ہوا
کہ نیند ادا کا سایہ بھی بے ادا ہوا

۴۷۱

اس امتحان میں دلِ صبر آزما کہیے
نکلے نہیں دلِ عاشق کا حوصلا کہیے
کرشمہ ساز کو معشوقِ خوش ادا کہیے
پکارے فتح مری قسمت رسا کہیے
فلک نورد بھی ہے اور دلیر بھی ہے
سر زمیں بھی سر بلند اثر بھی ہے

۴۷۲

طلسم کہیے اسے اور نہ شعبدہ کہیے
خدا کی شان پیمبر کا معجزہ کہیے
نہ کہیے فتنۂ محشر نہ زلزلہ کہیے
طراوتِ چمن و خوبیٔ ہوا کہیے
خوشا نصیب وہ ہے شانِ فتحِ غالب
کہ مدح اپنے حسینؑ اور مصرعِ غالب

۴۷۳

ہے شعلہ خو بھی فرس اور برق دو بھی فرس
عقاب بھی فرس اور براق رو بھی فرس
مہِ تمام بھی ہے اور ماہِ نو بھی فرس
یہ پھاند جائے جو ہوں سیارہ سو بھی فرس
خیال خام ہے اسپِ جو وہم پائے سبق
غزالِ کعبہ کو برسوں ابھی پڑھائے سبق

۴۷۴

یونہیں فرس کو اڑاتے چلے جو آئے امام
بجام کھینچی نہ کا دشت میں وہ تیز خرام
کہا یہیں آ گئی ہشیار اے سپاہِ شام ظلام
یہیں وہ ہوں دوشِ حبیبِ خدا تھا جس کا مقام
نبیؐ کی جان دلِ فاطمہؑ حسینؑ ہوں میں
سمجھے میرے بھائی جنابِ حسنؑ حسینؑ ہوں میں

۴۷۵

ہے میرا جد بشر کوئی نہ خاصۂ داور
ہوا اشارۂ انگشت سے دو نیم قمر
مرا پدر ہے علیؑ جانشینِ پیغمبرؐ
پھرا ہے جس کے لیے شمس غرب میں جا کر
علیؑ کو حق نے کیا مہر و ماہ کا مختار
سحر کا شب کا سفید و سیاہ کا مختار

۵۳۶
ملک بھی کرتے ہیں تعظیم آستانِ علیؑ
جواب عرشِ معلیٰ کا ہے مکانِ علیؑ
بیانِ خالقِ اصوات ہے بیانِ علیؑ
کہے زبان زبانِ آفریں زبانِ علیؑ
نہ بات کی شبِ اسریٰ کسی کے لہجے میں
کیا کلام خدا نے علیؑ کے لہجے میں

۵۳۷
امامؑ کون جہان بادشاہِ خیبر گیر
شہنشہِ دو جہان شاہِ مرسلیںؐ کے وزیر
ملائکہ ہیں گدائے درِ جنابِ امیرؑ
ہے جا بجا پرِ جبریلؑ پر بھی یہ تحریر
علیؑ امامِ منست و منم غلامِ علیؑ
ہزار جانِ گرامی فدائے نامِ علیؑ

۵۳۸
ہر اک پہ روشن ہے سلطانِ لافتیٰ و لا
انھیں کی مدح ہے نعتِ رسولؐ خدا
ہدایت ان کے قدم چومتی ہے صبح و مسا
نہ کیوں ہو ہادیٔ دینِ مبیں امامِ ہدیٰ
کلامِ حق تو یہی ہے علیؑ کی ذات ہے حق
کہ حق کے ساتھ علیؑ اور علیؑ کے ساتھ ہے حق

۵۳۹
علیؑ نے دوشِ پیمبرؐ پہ چڑھ کے توڑے صنم
نگینِ مہرِ نبوت بنے علیؑ کے قدم
یہ شان دیکھ کے معلوم ہو گیا اس دم
سرِ رسولؐ کی جا ہے یہ سرورِ اکرم
جو اس کو بے ادبی جانتا ہے خود سر ہے
کہ دوش ہی پہ تو سر کی جگہ مقرر ہے

۵۴۰
[illegible] بخشے ہیں کوثر و تسنیم
علیؑ کے دوستوں کے واسطے ہے باغِ نعیم
علیؑ کے دشمنوں کے واسطے ہے نارِ جحیم
علیؑ کو حق نے کیا جنت و سقر کا قسیم
ہے دو جہان کی خلافت ہی ان کے لئے
خدا نہیں ہیں مگر ہے خدائی ان کے لئے

٥٨١

کھلے ہیں جوہر شمشیر مرتضیٰؑ ہر سو
انھیں میں کھل گیا عمران عبد ود کا لہو
پہاڑ غم وہ خیبر تھا دل سے بے قابو
علیؑ نے جا کے نکالا ہے فتح کا پہلو
اکھاڑا قلعہ کے در کو تو ہل گئیں چولین
دہان زخم کے مانند کھل گئیں چولین

٥٨٢

محک ہے فاسق و مومن کی قرأت عقیدہ کشا
یہیں تو ملتا ہے کھوٹے کھرے کا اثبات
فلک پہ جا کے ملائک کا طے کیا جھگڑا
مطیع حکم خدا قاضئ مکان قضا
کسی نے کہہ کے اقیلونی اپنا کام کیا
علیؑ نے کہہ کے سلونی جہان میں نام کیا

٥٨٣

کلام حق شب اسرا جو نکے لہجے میں تھا
خدا سمجھتا ہے وہ رمز یا رسولؐ خدا
کبھی نبیؐ کو ملی چادر ولی خدا
کبھی تھی جسم علیؑ پر رسولؐ حق کی ردا
نبیؐ کے فرش پہ وہ جان بیچ کر سونا
ادھر خدا کی مباہات تھی ادھر سونا

٥٨٤

ہے ان کی شان کہ ارباب معرفت پہ جلی
ہوا جو کعبے میں پیدا وہ کبریا کا ولی
بیان کر دیئے احکام خالق ازلی
کلام جس کا خبر ہے وہ مبتدا ہے علیؑ
ہوا سے کعبہ کی بدلی جو رت زمیں پہ گرے
بلند طاقوں سے ڈر ڈر کے بت زمیں پہ گرے

٥٨٥

زمین شمس و قمر آسمان مطیع مرے
گہر صدف حجر آب رواں مطیع مرے
ملک مطیع مرے انس و جان مطیع مرے
ہیں ام سے نفس ... جہاں مطیع مرے
شرف ... نے سلیمان پہ دیا مجھکو
نبیؐ کے تخت کا مختار کر دیا مجھکو

۵۰۶

عطا کیں صبر و قناعت کی دولتیں مجھکو
بلا کے دشت میں گھر سے ہیں جمعیتیں مجھکو
ملا کئے یہ ہیں حاصل فضیلتیں مجھکو
ملیں نہ اوروں کو بخشیں جو عزتیں مجھکو
حبیب حق کے سوا شاہ بت شکن کے سوا
جناب فاطمہ و حضرت حسن کے سوا

۵۰۷

تمام خلق سے رتبہ ہے میرا بالا تر
ہے میرے فیض کا اک چشمہ چشمۂ کوثر
مرے قدم کے نشانات ہیں یہ شمس و قمر
امیں وحی نے کیں میری خدمتیں آکر
عطا سے جام تمنا کو بھر دیا میں نے
فرشتہ قید تھا آزاد کر دیا میں نے

۵۰۸

اب آخری یہ سخن سن لو ختم حجت کا
مسافرت پہ مری رحم چاہیئے ہے ذرا
مرا قصور نہیں کچھ کہ جس کی پاؤں سزا
حسین قتل کے قابل نہیں قسم بخدا
تمام قصد بے رحمی و فساد کرو
عذاب میں قتل مومنا کو یاد کرو

۵۰۹

عمر نے دی یہ صدا سن کے شاہ کی تقریر
کرو جو بیعت حاکم رہا ہو اے شبیر
یہ سن کے رنگ رخ شاہ دیں ہوا تغیر
کہا یہ غیظ میں کیا بک رہا ہے بے پیر
ازل سے میں نے شہادت کا رتبہ پایا ہے
کہ میری شان میں ذبح عظیم آیا ہے

۵۱۰

میں جان دینے کو کیا ڈر ہوا ہوں مشتاق
بقا ہو دین کی بس زندگی کیا ہستی
مگر یہ جان سے بے بس نہیں ہے سبط نبی
یہ کہہ کے قبضے پہ غصہ بھری نگاہ جو کی
تو دوڑا ڈھال کیا خود و تیغ و شعل آئی
اجل نے دور سے صدا دی مری اجل آئی

۹۹۱

کہاں ہے ساقی گلگوں ادھر بھی ایک نظر
لگا دے منھ سے مرے جام بادۂ احمر
بجھے گی ہونٹ لگی یوں جو آتش تر
یہی وہ رنگ ہے جس کو برف کا ہے اثر
تو پیر چشم ہے چھلکا کے جام دے ساقی
ہر ایک گھونٹ پہ مجھ سے دعا لے ساقی

۹۹۲

عطائے خاص کی شہرت ہے فیض عام کی خیر
خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خیر
گھڑی گھڑی کی بلا دور ہو صبح و شام کی خیر
سبو کی خیر صراحی کی خیر جام کی خیر
قدیم تیری گلی کے غلام ہم ہی ہیں
حریص بادۂ خم غدیر ہم ہی ہیں

۹۹۳

وہ دے عطا ہو نہیں جس کا دو جہاں میں جواب
وہ آفتاب ہے جس کا جام ہے مہتاب
وہ پھول دے کہ ہو شرمندہ جس سے برگ گلاب
تری کلائی ہے نازک بہک چلا جام شراب
میں بیخودی میں یہ کیا بات کہہ گیا ساقی
اٹھا لیا در خیبر ہے جام کیا ساقی

۹۹۴

رہا ازل میں ترے سر رواں دوراں ساقی
یہ بدنصیب کہاں اور تو کہاں ساقی
رہے نجف تو میں سمجھوں کہ جان جاں ساقی
مری جبیں ہو ترا سنگ آستاں ساقی
کلاہ فخر کی ہو اس حقیر کے سر پر
جو میں خدا کی عبادت کروں تمھے دیکھ

۹۹۵

اب ہم تجھے عقدہ کشا سب سمجھتے ہیں
خدا پرست شہنشاہ انما سب سمجھتے ہیں
خلیلؑ آدمؑ و حوا ابی سب سمجھتے ہیں
نصیریوں کو کہیں کیا وہ کیا سمجھتے ہیں
تجھے ہمیشہ سے ہم شان کبریا سمجھے
جو بادہ خوار نیلے تھے وہ خدا سمجھے

۹۹۶
زور و فضلِ الٰہی سے ہے جب درد و درماں سر میں نہیں
[illegible] کچھ [illegible] برابر نہیں
خدا کا [illegible] در پیش [illegible] نہیں
دنیا [illegible] لغت [illegible] نہیں
سو [illegible] صد [illegible] نہیں
[illegible] ادل [illegible] نہیں

۹۹۷
[illegible] بلا [illegible] ساتی
حسین [illegible] ساتی
[illegible] ساتی
[illegible] ساتی
[illegible] دنیا ہے
زبان [illegible] دنیا ہے

۹۹۸
خدا کا [illegible] نہیں
[illegible] جب [illegible]
[illegible] سب
[illegible] [illegible]
[illegible] فنا [illegible]
[illegible] لا [illegible]

۹۹۹
ضیا [illegible] ہوا
[illegible] ہوتا
[illegible] فضا
[illegible] حرف
[illegible] الف
[illegible] الف

۱۰۰۰
[illegible]
[illegible] ہے
[illegible] زبان
[illegible] طرح
[illegible] طرح

[illegible]

بگڑ بگڑ کے ادا میں بنا بنا کے چلی
چمک چمک کے صفائی دکھا دکھا کے چلی
قدم قدم پہ قیامت اٹھا اٹھا کے چلی
پھڑک پھڑک کے ابھی دل بڑھا بڑھا کے چلی
چلی جو تو فلک پیر کا بھی دل ہلا کے چلی
پڑا جو سایہ تو خورشید تلملا کے اٹھی

[illegible]

چراغ تیغ جو روشن میان دہر ہوا
تو شعلہ جلوہ فشانی کا شہر شہر ہوا
عدو کو عمر کا ساغر بھی جام زہر ہوا
جو آب تیغ سے اچھو ہوا تو قہر ہوا
عناصر اربعہ مخالف جو تھے بگڑ ہی گئے
نفس کے تار زمیں سے بندھے اکھڑ ہی گئے

[illegible]

شکن جبیں کی نظر آگئی جبیں جبیں
وہ جوہر ابھر کے ہوئے شکل وہ چین جبین
نگاہ ناز کی صورت وہ خط حسین حسین
فلک فلک کبھی چمکے کبھی زمیں زمیں
شرار سے تیغ کے اڑ کر جدھر جدھر چمکے
ہزاروں طور کے شعلے ادھر ادھر چمکے

[illegible]

دم جدال جو ہیں چالیں ادا نشان کتنی
زمیں پہ دھوپ میں لاشیں بچھ گئیں بے جان کتنی
پیادہ شر سے ہوئی بر دلی عیان کتنی
ستم کے کر دیے ٹکڑے کہ کشتے ٹکڑیاں کتنی
کمانیں پھینک کے ناوک گزار رہتے تھے
پیادے پیچھے تھے آگے سوار بھاگتے تھے

[illegible]

چھپاتے تھے جو سپر در پہ منہ نشان کے دلیر
سپاہ چھوڑ کے بھاگے بڑے بڑے سالار
وہ صاد سے کا دستہ یہ صف کی صف مسمار
فلک پہ بیٹھے تھے جبریل تیغ کی جھنکار
لرز لرز کے حسام دو سر کو دیکھتے تھے
کبھی زمیں کو کبھی اپنے پر کو دیکھتے تھے

مثلہ ۶

سرِ دشت غیب کی گردوں سے آ رہی تھی صدا
کہ جوکِ پیاس میں ایسا جہاد کیا کہنا
علیؑ بھی ہوتے تو کرتے اسی طرح سے وفا
تمہارے زور کے قائل ہیں شیر ارض و سما
پر آب حسام کو روکو قضا کا وقت ہے یہ
وفائے وعدۂ عہد صبا کا وقت ہے یہ

صبا یعنی طفلی ۱۲

مثلہ ۷

سنی جو ہاتف غیبی کی شاہِ دیں نے صدا
سرِ نیاز جھکا کر کہا جو حکم ترا
جہادِ نفس سے اپنے جہاد کو بدلا
رکھی نیام میں تلوار کھائے تیر جفا
ہوا جو ضعف سوا زین پہ تھرتھرائے حسین
برائے سجدۂ آخر زمیں پہ آئے حسین

مطلع

مثلہ ۸

بسانِ خور پشتِ فرس سے زمیں پہ آئے حسین
نہیں ہیں ضعف سے قابو میں ہائے ہائے حسین
بڑھی ہے چرخ کے دست ادب سے قضا حسین
بتولؑ قبر سے نکلی ہے کہتی ہائے حسین
فرشتے عرش سے روتے زمیں پہ آئے
نبیؐ و حیدرؑ و شبرؑ برہنہ سر آئے

مثلہ ۹

زمیں پہ بیٹھ گئے قبلۂ امامؑ ہدا
یہ بارگاہ خداوند میں کی عرض رسا
حیات و موت ہے اختیار میں تیرے خدا
مجھے عطا ہو شہادت کا مرتبہ مولا
وہ جس کو چاہے اسے عزتِ ذبیح ملے
رفیقوں کو شرف حضرت مسیحؑ ملے

مثلہ

ذبیح کے لیے بھیجا تھا تو نے فدیہ اگر
قبول ہو تری سرکار میں فقیر کا سر
قضا سے بولے مجھے اذن کر شہِ داور
فلک کو حکم کہ مجھوں عمل سے تیز نہ تر
بلک گئی کی یہ حرکت کہ تیغ پائی بلند
ہوئی دعا سے یہی شکر کی صدا بلند

۱۱۱

مظلوم تھا امام ہو، نہ حلیم ہو نہ پا زینب
کیا یہ شمر سے ہے نہ چھوڑا رہ ادب
تڑپ کے تصور سے باز آ ستم رسول عرب
یہ کیا سلوک ہے مہمان کے ساتھ اے غضب
یہ تیغ ظلم کا یا سامنے رحم کر ظالم
ترے نبی کا نواسا ہے رحم کر ظالم

۱۱۲

سمجھ سے پاس نہ تھا بیکسی میں کوئی خلیل
نہ جان نثار نہ ہمدم نہ دوست اور نہ خلیل
زبان پاک پہ تھا ذکر یا کا ذکر جمیل
نماز عصر میں مصروف تھے امام جلیل
ابھی تھا سجدہ میں خنجر کہ مخنر تک پہونچ
سر حلق شمر لعین کا خنجر تک پہونچ

۱۱۳

تھے جو پر جراحت جسم یوں امام ہُدا
جو باد تند سے ہوتا ہے پھول کا نقشا
ہوا چلی تو گری تن پہ خاک دشت بلا
ہر ایک زخم میں دونی ہوئی گھٹا پیدا
یہ حال دیکھ کے اعدا کے بھی بہے آنسو
رواں تھے چشم جراحت سے خون کے آنسو

۱۱۴

دیکھی ان خطاؤں نے جو حالت شبیر
نشانہ بازوں نے کھینچ کر اسے تیر پہ تیر
نبی کے لال کو پتھر لگا رہے تھے شریر
ہر ایک ضرب پہ کرتے تھے شاہ شکر قدیر
برائے امت جد یہ دعا روانہ ہوئی
زبان فکر شکایت سے آشنا نہ ہوئی

۱۱۵

بوقت نزع سر خاک جب یہ بسمل ہو
ہو خاص فضل ترا اور لطف شامل ہو
پھر اتمام زمانے کی سمت سے دل ہو
تری ہی سمت یہ عبد نحیف مائل ہو
نہ خوف نار نہ خلد علا کی خواہش ہے
ترے حسین کو تیری رضا کی خواہش ہے

ولہ

خدا کو اور رسول خدا کو ان سے ہیں بھی
ہے سینہ صدر دل امت کا بوجھ لے اودی
وہ دیکھو حضرت مصطفیٰ کا لال ہے ہاں نبی
وہ صورت کے ہیں جو ہیں کی شکل ان کی ہے بھی
فرزند پایا ہے کہ اب یہ وہ حال کا نہیں
سنو یہ کہ جنت میں آنا کو نہ کی کہ نہیں

ولہ

کی نہ تمہیں حسب ان سعادت ہیں
سینہ کہ ہر کیف رسول کا ہے حق کا
کی حیثیت اسلام کیا ہے وہ الصف
کہ جنت میں آتا ہے رسول کا جہاں
زین تو نبی کا سطح ہے عرش نور
ذرا کیا نہ سب جہاں کے پہنچ تو

والہ

وہ بیکل ہی جو وارث ہیں جے دوزخ
وہ حال سے کا کیا جو بیت سپاہ ہوا
زین آہ دو ہی ماتم ہوا ہے دوبالا
فلک نے الفت نبی کا کیا ہے نبی کا ہوا
علی و فاطمہ کا نور حسن حسین ہوا
زین کربلا دیکھا بہ حسین علی ہوا

والہ

خاطمہ نے عرض کی کیا زمانہ
جو حسین کا سر بیاں سے ہیں
سر اہل بیت کے ساتھ رسول اللہ
حسن بھی اور علی بھی سب نور ہیں
زمین اس لئے آسمانی ہیں سب کہ
لے کر آیا ہی ہو ہوا دے کہ

ولہ

سرخ جلال یہ زنگ کے رب
لب ہیں فلک تیری بخش کی زین
سی کو اثر کس کس کو ہیں کہ نہیں
نالہ غم ہے اپنی جمی نکلا نہیں
یہ نسل رسول خدا کا پیغام نہیں
ریخ دل اٹھاؤ دل اپنی ہے بیض
زادہ الضعیف ۱۳۲۲ھ

۱۱۶

مرثیہ

(مطلع)

ظلمت کدۂ دنیائے دنی فانی ہے

بند ۱۱۹

حال امام زین العابدین علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت سید الساجدین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ السَّاجِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا حَلِیْفَ الْحَسَرَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ذَا الثَّفِنَاتِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْعَبَرَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا اَسِیْرَ الْکُرُبَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اٰدَمَ اٰلِ الْعَبَاءِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ خَامِسِ اَهْلِ الْکِسَاءِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا ابْنَ سَیِّدِ الشُّهَدَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِمَادَ
الْاَتْقِیَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

ولادت امام زین العابدینؑ ۱۵ جمادی الاول ۳۶ھ	شہادت امام زین العابدینؑ ۱۲ ذی الحجہ ۹۵ھ

جائے دفن :- جنت البقیع ۲۵ محرم

ــہ ۱

ظلمتِ دولتِ دنیائے دنی فانی ہے
کچھ نہیں ہے یہ دھواں دھار گھٹا چھائی ہے
کثرتِ زر سببِ خطرۂ ایمانی ہے
فتنہ بفحوائے آیۂ قرآنی ہے
آبِ شور اس سے پیاسی یہ جگر خون کی ہے
ارثِ شداد کی میراث یہ قارون کی ہے

ــہ ۲

اہلِ دنیا کو جو قدرت نے بھی دی ہے ڈھیل
کم مگس سے ہیں مگر طنطنہ میں صورتِ فیل
اشرفِ خلق ہیں کب علّا ہیں جو رذیل
[illegible] گر یہ حاتم کو سمجھتے ہیں بخیل
دم بخود صاحبِ ایماں ہیں کہ کیا ان کو کہیں
زر کے بندوں کو ہوس ہے کہ خدا ان کو کہیں

ــہ ۳

صدر میں بیٹھے ہیں خود گرد خوشامد خورے
گنجِ قاروں میں زر و سیم کے جیسے بورے
مست دنیائے دنی دین سے بالکل کورے
خون کی دھاریں وہ آنکھوں کے گلابی ڈورے
کہہ نہیں سکتے خرابی کی یہ ہر طور ہے بات
رام رنگیؔ کا رہا دور کہ چھا امد سب بات

ــہ ۴

کروٹیں لے کے کئی بار زمانا پلٹا
رہ گئیں حکمتیں یونان کا طبقا پلٹا
صاحبِ بخل کا لیکن نہ طریقا پلٹا
مستحق کوئی کسی در سے یہ کہتا پلٹا
خجلتِ ردِ سوالم ز لئیم در کرد
بے زری کرد بمن آنچہ نگاراں نہ کرد

ــہ ۵

اے غافل تو نہ رہ سکتے یہی دن یہ سن
چھپ کے حجرے میں فقط درہم و دینار نہ گن
ایک ہفتے پہ ہی تقسیم زمانہ لیکن
قابلِ غور قیامت بھی ہے آٹھواں دن
ایک روز آہِ غریباں پہ اثر بھی ہوگی
شبِ تاریکِ مصیبت کی سحر بھی ہوگی

ؔ یعنی شراب

٦

ندر اسراف جو کرتے ہیں دولت کو سدا
منتظم قومی اداروں کے بنے والا سفا
نئی سرکار جو پائی تو نصیبا چمکا
اپنا جب مال لٹایا تو ملا مال خدا
بات کہنے کی نہ تھی چیز جو تھی بہنے لگی
مصرف خیر کے پیسے سے شراب آنے لگی

٧

ہاں یہ شغل اُن کا جو ہیں اہل دیانت محتاط
بٹے بیجا دبکے بچھی ہوئی رہتی ہے بساط
چال چلتے ہیں نئی چھوڑ کے ایمان کی صراط
ہے عزا خانوں میں مجلس کے عوض بزم نشاط
جیسے ان کے لئے اللہ کے احکام نہیں
ہیں مسلمان مگر اسلام سے کچھ کام نہیں

٨

کفش بردار جو ہونگے بنے افسر قوم
نہ چلی جب کہ وکالت وہ بنا رہبر قوم
مکر سے جنکے پراگندہ رہا دفتر قوم
وہ ہوئے حامی تنظیم ستم پرور قوم
دخل ہمدردوں کو حاصل نہیں مطلق جس میں
کر شکار ان کا ہے یہ اور کوئی حق ہی نہیں

٩

مضحکہ شرع کی باتوں کا اڑا کر مکار
دین و مذہب کی ہیں خدمت کو ہمیشہ تیار
غاصبوں سے ہے تنفر تو تشیع ہے شعار
جائے غصبی پہ سکونت سے نہیں کچھ انکار
ہے نفاق انکا چلن صاحب ایمان بنکر
کام ہے دولت کشی سے ہی مسلمان بنکر

١٠

ان مسلمانوں سے ہیں گبر و نصارا بہتر
آتش بغض و حسد سے ہے شرارا بہتر
[illegible] دم وارستا را بہتر
آدمیت [illegible] ان سے کنارا بہتر
شرف انسان [illegible] جان بھی نہیں
کچھ وفا ہوتی تو سمجھیں یہ حیوان بھی نہیں

۱۱

درس گاہوں کی ہوئی تو بس اتنا حاصل
جن پڑھے لکھوں سے اچھے ہیں جاہل
علم سے فائدہ کیا ہو، نہ اگر خود عامل
حکمِ پیغمبرِ اسلام سے بالکل غافل
قوم کے بن کے بہی خواہ برا چاہتے ہیں
دین کو بیچ کے دنیا میں بھلا چاہتے ہیں

۱۲

نقلِ انگریزی بلا کی ہے دلکش تدبیر
دل کا وہ حال کہ لعنت کرے خود انکا ضمیر
حسبِ مطلب کہیں قرآن خدا کی تفسیر
یہی کوشش ہے کہ باطل کی ہو حق سے تغیر
اسکی پروا نہیں ایمان ہی یا کھو جائے
غیر جائز کیسے کہ ہی کر جائز ہو جائے

۱۳

حیف ہے قوم کے افراد کے یہ ہیں کردار
زندگی جن کی ہے خیرات سے لیکن بیزار
قبرِ ملت کے مجاور وہ بنے ناہنجار
جو سمجھتے ہی نہیں ہوتا ہے کیا حقِ جوار
کاوشِ ناخنِ غم سے رگِ دل چھلتی ہے
شیر تو بھوکے ہیں کتوں کو غذا ملتی ہے

۱۴

چبھتی ہیں دل میں رگِ گل کی جو نوکِ خار کی طرح
خون بھی اڑتا ہے پانی سے پھواروں کی طرح
کینہ و بغض جلاتے ہیں شراروں کی طرح
ذرّے بھی آنکھیں دکھاتے ہیں ستاروں کی طرح
ایں چہ شور است کہ در دورِ قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم

مربع ۱۵

غور سے دیکھ تو آئینۂ عبرت ہے جہاں
سنگ کی قدر ہے اور پستے ہیں درِ غلطاں
پھول پامال لحد کانٹوں کا مسکن ہے جہاں
اسپِ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالاں
گردشِ چرخ بہر شام و سحر می بینم
طوقِ زرّیں ہمہ در گردنِ خر می بینم

سنہ ۱۶

ابلق چرخ کی ہے دست تطاول میں لگام
کسی کروٹ کسی پہلو نہیں ممکن آرام
ہے سحر صبح قیامت تو شب قبر ہے شام
ہر کسے روز بہی می طلبد از ایام
سہل آزردگی اہل ہنر می بینم
مشکل اینست کہ ہر روز بتر می بینم

سنہ ۱۷

سرفرازی جنھیں مد نظر تھی ہیں پست
آج ہیں تربت کا وہ نقش جو کل تک تھے بہت
اہل دل فاقہ کش اور سیر شکم نفس پرست
ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
کام نا اہل تر از شیر و شکر می بینم
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم

سنہ ۱۸

کیا آزادوں نے اس تازہ زمانے پہ اثر
شوق بے پردہ ہوا آج ہے عریانی چادر
شرم رخصت ہوئی بیباک ہوئی اپنی نظر
دختراں را ہمہ جنگ است و جدل با مادر
سرکشی طرہ دستار پسر می بینم
پسراں را ہمہ بدخواہ پدر می بینم

سنہ ۱۹

اللہ اللہ یہ بے باکیوں کی تھی کبھی حد
دیتے ہیں چھوٹوں کو ترغیب بڑے آپ ہی خود
نہ فقیروں کی اعانت نہ غریبوں کی مدد
ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ عزت نہ پسر را بہ پدر می بینم
ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم

سنہ ۲۰

اے خضر آ تو ہی ہے مجھے سودا یہی دھن
نہ رہے کوئی کہیں گر نہ ہو جاوے لگن
آج اک آگ لگی رہتی ہے تو کل سے لگن
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
صد افادات پئے اہل نظر می بینم
زانکہ این پند بہ از در و گہر می بینم

مطلع ۲۲۵

بلا منزلِ ایماں کے ستارے ہیں حسینؓ
کشتیٔ دینِ محمدؐ کے سہارے ہیں حسینؓ
گرچہ محبوبِ الٰہی کے بھی پیارے ہیں حسینؓ
مگر اللہ یہ کہتا ہے ہمارے ہیں حسینؓ
مسلکِ حق کی خبر اُس کو کہاں ہی ہوگی
جو ہوا اللہ کا راہ اُسکی آہی ہوگی

۲۲۴

آج ہیں جیسے نہیں ایسے ہی مسلمان کبھی
جن کے ہاتھوں ہوئی توہینِ رسولِ عربیؐ
کلمہ پڑھتے تھے۔ قرآن کے حافظ تھے شقی
اور نہیں قتل کیا جگر بندِ نبیؐ اپنی کی
دشمنوں میں پیر صاحبِ معراج نہیں
کہ یزیدی آج بھی لاکھوں ہیں حسینؓ آج نہیں

۲۲۳

جان لیں خوب کہ مسلم کی یہ صفت نام نہیں
دشمنِ آلؑ فقط قابلِ الزام نہیں
پیروی دشمنوں کی دوستوں کا کام نہیں
منکرِ دینِ خدا صاحبِ اسلام نہیں
کیوں کہیں ہم یہ رسولِ عربیؐ کی امت
مل گئی امتِ موسیٰؑ سے نبیؐ کی امت

۲۲۲

کیا قیامت ہے کہ ان اوصاف کے حامل ہیں ہم
جن کی اصلاح کو آئے تھے رسولِ اکرمؐ
سچ ہے واقف نہیں مارحبِ شاں کیا ہیں قسم
ان مسلمانوں سے اسلام نہ کیوں ہو برہم
یا تو ہر مکتبِ دینی کے معلم نہ رہیں
یا پھر اب رحم کریں قوم پہ ظالم نہ رہیں

۲۲۱

مکتبِ قوم میں ہیں ایسے مدرس اکثر
دیتے ہیں بچوں کو تعلیمِ زبوں آٹھ پہر
بے خبر حکمِ الٰہی سے مگر اہلِ خبر
ایسے نا اہل معلم سے معلم بہتر
خواہشِ نفس کا پہلو میں پیا دی بحث
اُنکی ہر بات بجز نفع نہیں لاہی بحث

۵

۲۲م

بعض از اوصاف بود وجہ شمس ضحیٰ
بازرش نام قدرت قدرت تمر فلک لم یفنی
سعد ان جود و سخا کہ خزان ازل اطاف عطا
فیاض صدق و صفا کہ ازل تا بہ ابد و رضا
ارادہ سے جہاں بنا دوجہ نظام فلک افلاک کیا
کہ وطن بنے نقش ہم ہر ایک دیا

۲۳م

ہادی دین ضیا رحمن سے نگاہ بادو دین حسین
حسب نسب کہ فضائل ہدایت کا اللہ دین حسین
کمال دولت کرم وفیض کی دریا و دین حسین
جب سے اسلام کا سلام بنا دادو دین حسین
باتیں کہ شان سے کرم کا دو دیا دوا
اس کا حال کا کہ خود ہو دیا دوا

۲۴م

وردنا ہے جو ہر بات ضم کا نام
کہ ہر ایک نقش دار ای دین و دانا
دو بات اجلا سے بیاں تقاضا
ہر ایک ہے سو جہاں کا جانا
بخشی ہم سو رسول عمر کیا جانا
سارا دو سے قوی دیکھی دنیا

۲۵م

ہمہ بہ جمیع نصوص ظالم انسان کا ہے
ذریعہ دین و سچ جو بات ہے
نصیحت دین میں ہیں ادا ہوا ہو دیا ہے
ہیہ اسو ہزار اور حقیقت دین کے
نوین تھا حال دو دل دقیق اللہ ہو جاہے
دوستی کا اور ہیں جا نماز ہو جاہے

۲۶م

جنت عرش میں ہو جیات ابدی
لاالہ شب ہے کے جہاں ہر نبی
دو سے سا ایمان جہاں کا سب عزی
نماز صوم زکوٰۃ کا جو دل ابدی
حج و صوم کا جیب نہ جاہے ہو
سکھ سے ایمان کا وفا ہے ہو

۳۱

ہوچکا نذرِ شہادت جو وہ معصوم پسر
مطمئن قلب سے میدان میں آئے سرور
گردن و تیغ کا بھی مرحلہ طے ہو چکا سر
ننگے سر المحرم[ع] نکلے جلایا گیا گھر
شکل شہ سلطنتِ صبر کے مختار ہوئے
مالکِ ملکِ بقا عابدِ بیمار ہوئے

۳۲

گرچہ اے طبعِ حزیں شرحِ مصیبت ہے محال
حسنِ ایجاز ہی آئینۂ اعجازِ کمال
سرمۂ چشمِ بصیرت ہی جمالِ اجمال
مگر اب چاہتا ہوں لکھوں مفصل احوال
صدرِ دیں بن جو ہوئے گوہرِ مقصود ملے
مدحِ عابدؑ کی رقم ہو درِ معبود ملے

۳۳

وصفِ سجادؑ پہ مائل جو ہوئی طبعِ رسا
پنجۂ خامہ پہ گری نیرِ مضموں کی ضیا
دی مسیحاؑ نے ندا یہ ہے مسیحا میرا
اسی ممدوح کی ہے چاروں صحیفوں میں ثنا
جو شرف چار عناصر کا ہے انسان پہ ہے
جسکی ہر بات ہے قرآن وہ قرآن یہ ہے

۳۴

آدمِ آلِ نبیؐ ذو شرفِ استقلال
زیبِ قرطاس حسب اور نسب کا جو ہو حال
واں سے چاند نہیں نقطۂ تاروں کی مثال
عرب ان کی ہے ددھیال عجم میں ننھیال
بنتِ کسریٰ کی جو قسمت کا ستارا چمکا
دامنِ شوق میں ایمان کا تارا چمکا

۳۵

بادۂ سبطِ پیمبرؐ کا ہوا نخلِ مراد
خلفِ [illegible] ہوا عرش نہاد
[illegible] ہوا ہے عباد
بس [illegible] پایا سجادؑ
[illegible] خالق کے ولی نے رکھا
نام [illegible] علیؑ نے رکھا

ع "المحرم" اساتذہ قدیم کی پیروی ہے ۱۲

۳۶

دادا کے ماتم میں دو سال کا ماہ تھا
رہے پھر صدقے بھتیجے پہ حسنؑ صبح و مسا
دامن حضرت شبیرؑ میں پروان چڑھا
نہ رہا سایۂ معصوم بھی سر سے جدا
حق سے پہلے ہی عفت و عصمت پائی
رفتہ رفتہ یہ بڑھا اوج امامت پائی

۳۷ مطلع سوم

بعد شبیرؑ جو عابدؑ نے امامت پائی
اور اسیری کی بھی آفت سے فراغت پائی
شہر یثرب نے پھر کھوئی ہوئی نعمت پائی
اہل حق خوش ہوئے پھر دین کی دولت پائی
ایک ہی حال پہ آغاز و انجام رہا
آپ کو مرضی معبود سے بس کام رہا

۳۸

رہا اوراد و وظائف کا ہمیشہ دستور
گھر میں کرتا تھا تلاوت جو وہ اللہ کا نور
سنتے تھے بیٹھ کے دیواروں پہ قرآن طیور
زیر دیوار کھڑے رہتے تھے ارباب شعور
سامنے در کے قدم شوق میں جم جاتے تھے
سقے مشکیں جو بھرے لاتے تھے تھم جاتے تھے

۳۹

طاعت حق میں یہی شام و سحر لیل و نہار
گھر سفر شہر و بیابان و بحار و کہسار
ہر جگہ تھی چمنستان عبادت کی بہار
رہتا تھا سجدۂ خالق سے جبیں کو سروکار
سر جھکا لیتے ہیں سب سن کے بیان سجدہ
باغ لاہوت کا تھا پھول نشان سجدہ

۴۰

نیت طاعت کا فقط عالم امکاں شاہد
وہ مسبح کہ ہے خود خالق سبحاں شاہد
کربلا یثرب و بطحا کا گلستاں شاہد
کوفہ و مملکت شام کا زنداں شاہد
زہد کی شل جوانی ہے پیری بھی گواہ
ہے رہائی بھی گواہ اور اسیری بھی گواہ

۴۱

تھا یہ سنا کے لئے قافلہ اک جاتا تھا
ناگہاں راہ کربلا سے گذر اُسکا ہوا
ختم پر دن تھا کہ ظاہر ہوا طوفان بلا
کالی آندھی ہر اک سمت اندھیرا چھایا
آسماں چھپ گیا تارہ بھی کوئی نہ رہی
دشت پر ہول کے ذرے بھی چمکتے نہ رہی

۴۲

ظلمت شب سے ہوا اور بیاباں اندھیر
راہیں بھٹکی تھیں قسمت برگشتہ کا پھیر
وہ کہیں سیل کے آثار کہیں خاک کے ڈھیر
وہ درندوں کی صدائیں وہ ہوا کے تھپیڑ
حسرت و غم میں امیدوں کی تباہی ٹھہری
دود آہ دل مظلوم سیاہی ٹھہری

۴۳

قافلہ کا تھا ہر اک شخص اِدھر اور اُدھر
نہ اُسے اِسکی خبر اور نہ اِسے اُسکی خبر
اک مسافر کو عجب واقعہ پیش نظر
سر کو ٹکراتا ہوا پھرتا تھا وہ گھبرا کر
آرزو دل سے نکلتے ہوئے ٹھہری تھی
یاس ہی یاس ہر اک سمت نظر آتی تھی

۴۴

پیہم جب نام خدا آیا تو پھر دل زار
اک شجر سامنے اُسکو نظر آیا اک بار
بیٹھا اُس نخل پہ ناچار کہ حاصل ہو قرار
ناگہاں ہو گیا جنگل وہ جنان کا گلزار
لب پہ ساحل دل بیتاب کی تسکین ہوئی
بس گیا دشت وہ سب بوئے بہشتی آئی

۴۵

اک جواں آ گیا پہنے ہوئے ملبوس سپید
مشرق دیں کا نمایاں ہوا گویا خورشید
ہوا شاداب مسافر کا نہال اُمید
حلقۂ گیسوئے پیچاں میں نگاہیں ہیں قید
لوٹی جاتی تھیں جو قدموں پہ تمنا رکھ کر
دل کو سمجھا تھا یہ سورۂ یوسف پڑھ کر

۴۶

خاک کے تودے بنے گنبد اخضر کی طرح
ریگ کے ذرے چمکنے لگے اختر کی طرح
سنگ ریزوں میں چمک آ گئی گوہر کی طرح
خار خشکیدہ مہک اٹھے گل تر کی طرح
نظر آیا سر میداں جو نظارہ تازہ
آ گئی دوڑ کے جنگل میں بہار تازہ

۴۷

عطر میں ڈوب کے اشجار بھی لہرانے لگے
بے ثمر نخل جو تھے تازہ ثمر لانے لگے
اسطرف باغ تخیل میں بھی پھل آنے لگے
چپکے بیٹھے تھے جو طائر وہ ہوا کھانے لگے
مسکراتے ہوئے غنچوں پہ نہ کیوں ولولے آئے
چہچہاتے ہوئے شاخوں پہ عنادل آئے

۴۸

کہیں پتوں میں ہوا غنچہ تر خون کا سنگار
بار آور وہ پھلتی ہوئی شاخوں کا نکھار
بلبلیں چہچہیں کھلے گل بوٹوں کا پہ نثار
لگے رنگنے بھی پھولوں کے گریبان کے تار
باغ ذات کے دشت کی زیبائی نے
باندھی دستار نئی لالۂ صحرائی نے

۴۹

اسطرف بہر نماز آتا تھا وہ شہزادہ
خضر بھی آگے سبزے کا لئے سجادہ
سرو قد طاعت حق میں تھے کھڑے استادہ
دست بوسی کے لئے شاخیں بھی تھیں آمادہ
دو تکبیر سے سجدہ جو ادا ہونے لگا
بلبل سدرہ قرائت پہ فدا ہونے لگا

۵۰

جسم لاغر میں جو رعشہ تھا تو تھی میں گداز
سنگ خارا بھی ہوا موم سنی جب آواز
جب وہ فرض عبادت کا یہ دیکھا انداز
آ گیا پیڑ شجر وہ کے پڑھے ساتھ نماز
ایک چشمہ نظر آیا وہ وضو کر کے پڑھا
چشم رحمت نے دکھایا وہ وضو کر کے پڑھا

۵۵۱

عقب شاہ دارا کرنے لگا وہ ممتاز
نغمۂ راز حقیقت ہے دل کا ہوا ساز
کون سا پانی تھا وہ جس سے ہوا وہ ممتاز
چشمۂ فیض امامت تھا کہ بحر اعجاز
تھا یہ سامان گل گلشن حیدرؑ سے لئے
کوثر آیا پسر ساقی کوثر کے لئے

۵۵۲

ساقیا ہو نہیں تاب و تحمل بخدا
پایا تھا باغ ازل میں فقط اک جام ولا
نشہ اب تک نہیں اُترا یہ اثر تھا اُس کا
آج صہبا میں پیوں ہے یہ ارادہ میرا
دیکھو نور آنکھوں میں ایماں کی ضیا آجائے
ساغر آل ور عطا ہو تو مزا آجائے

۵۵۳

حج کے بعد آتے تھے کعبہ سے جو تیرے مختار
راستے ہی میں تھی رہ شیشۂ وحی کے افکار
منزل خم غدیر آ ہی گئی آخر کار
کھا کے جنگل کی ہوا ہو گیا اچھا دل زار
دامن شوق دریدہ جو ہے سی کے اُٹھے
راہ میں پیتے رہے بیٹھ گئے پی کے اُٹھے

۵۵۴

ہے شکل منھ سے جو لگ جائے وہ چھوٹے کیونکر
مجھ کو تصویر شراب آتی ہے ہر شئے میں نظر
تیری آنکھوں کے پینے کو ہیں بھا کوثر
موج مے ہیں ترے ہاتھوں کی لکیریں یکسر
ہو کے جاری ترے فیض کا دریا ٹھہرا
تیرا نقش قدم شیشۂ صہبا ٹھہرا

۵۵۵

شب معراج وہ اعجاز و کرامات کی بات
صبح کو تو نے پیمبر سے کہی رات کی بات
تیری ہر بات بنی خالق سموات کی بات
وحی ہی وحی ہے کہنے کو ہے بات کی بات
دم میں تقریر یہ عنوان نظر آتا ہے
باتیں کرتا ہوا قرآن نظر آتا ہے

۵۶

ساقیا کچھ تو دوائے دل ناکام ملے
مژدۂ زیست مجھے نزع کے ہنگام ملے
پاک کر دے جو گناہوں سے وہی جام ملے
غسل توبہ کیلئے بھی مے گلفام ملے
دیر مقصود اگر اشک ندامت بنجائے
میرے ماتھے کا عرق بارش رحمت بنجائے

۵۷

کس نے مخلوق میں ساقی ترا رتبا سمجھا
حق سمجھنے کا جو تھا خالق یکتا سمجھا
پھر تجھے احمد مرسل نے تیرا سمجھا
نصیری تجھے سمجھے نہ یہ بندا سمجھا
کیا کہوں پھر کہ وہ کیا کیا کہا کہتے ہیں
کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو خدا کہتے ہیں

۵۸

سب نصیری کیطرح کرتے عبادت تیری
بنگئی حافظ اسلام اطاعت تیری
جنگ خندق میں عیاں ہو گئی قوت تیری
بڑھ گئی طاعت کونین سے ضربت تیری
کل ایماں کی رسالت سے ندا آئی ہوئی
ہاتھ میں عمرو کا سر جان کا ہلالی ہوتی

۵۹

تو ید اللہ ہے ساقی ترے بازو بھی حسین
تیرے پیغمبر کے دل و جان ترے پہلو بھی حسین
تو ہے تیری صمدی چشم ترے آہو بھی حسین
طاق کعبہ کیطرح ہیں ترے ابرو بھی حسین
لب لا سیف پہ نغمہ ہو دل آرائی کا
لا فتیٰ بن گیا نغمہ تری رعنائی کا

۶۰

تیرے صدقے میں مجھے دین کی دولت بھی ملی
یعنی احسان رسالت کی مودت بھی ملی
جام صحت ترا پی کر مجھے راحت بھی ملی
دل کمزور کو ایمان کی قوت بھی ملی
چشم پر کیف دکھا دے تو قرار آئے مجھے
لب پہ یا شیر خدا ہو جو ڈکار آئے مجھے

ت

۶۱

زندگی بھر نہ قدم راہِ ضلالت میں دھروں
بس خدا سے ہی ڈروں اور کسی سے نہ ڈروں
مدح خواں تیرا رہوں غیر کی مدحت نہ کروں
یہ تمنا ہے کہ پورا کلمہ پڑھ کے مروں
آمدِ شب ہے نفس کی سے گلفام ملے
میں پہنچ جاؤں بلا فصل مرا جام ملے

۶۲

میرے ساقی ہوئی کعبے میں لا دینی تری
جھک کے بچپن میں جبیں بارگہِ عزت تیری
شاہدِ بندگیٔ حق ہے شہادت تری
ہے پسندیدۂ معبود عبادت تیری
انتہا کا تری طاعت سے پتہ آگاہ ہوا
تیرا ہم نام پسر تیرا بجا دہوا

۶۳

ہر صحرائی شہزادہ تھا مصروفِ نماز
پر جبرئیل میں سے تھا مصلے ممتاز
وہ مسافر بھی عقب میں تھا با اخلاصِ نیاز
ناگہاں قطع ہوا رات کا گیسوئے دراز
پردۂ ذہن میں ظلمت جو نہاں ہونے لگی
شرق سے صبحِ زرِ خورشید عیاں ہونے لگی

۶۴

ہو سکے ادا وہ وفا الفت کے خلافت ہوا
کشتی کی راہ کے مسافر نے کہا اے رہنما
قافلے سے میں بچھڑا ہوں نہیں رستہ ملتا
میری امداد کریں آپ یہیں راہ نما
کہا آقا نے خضر ہے جو توکل ہے ترا
دشت میں بھی تو شگفتہ صفتِ گل ہے ترا

۶۵

دے کے توبہ خضر دین سے وہ ہمراہ ہوا
پہنچا جب زیرِ شجر تجلیٔ مراد نہ سرا
دستگیری کو مسافر کی بڑھا دستِ خدا
نظر آنے لگی اب قدرتِ یہ دوسرا
شاخِ اعجاز کرامات ہو نہیں پھلتی ہے
ہوا ثابت یہ مسافر کو زمیں چلتی ہے

۶۶

پھیلتا جا رہا تھا چار طرف نورِ سحر
اور سمٹتا ہی چلا جا رہا تھا طولِ سفر
دم بہ دم بڑھتے ہوئے رستہ ہوا کم میں گزر
جس نے بولا یہ مسافر سے وہ دیں کا رہبر
نقشِ محمل پہ اٹھو پھر اللہ کا ہے
دیکھ اے بندۂ حق تو وہ حرم اللہ کا ہے

۶۷

گر پڑا قدموں پہ وہ فرطِ خوشی سے اک بار
چوم کر پائے مبارک کو یہ بولا دیندار
تجھ کو دیتا ہوں قسم حق کی میں اے خوش رفتار
نام کیا ہے ترا کیا ہے دل و جاں تجھ پہ نثار
خضر ہو یا کہ ہو اپنا جو حق آگاہ دیتا
تو فرشتہ ہے کہ انسان ہے بتلا دیتا

۶۸

پہلے تو چپ رہا وہ بادشہ ارض و سما
کیا اصرار مسافر نے تو چپکے سے کہا
میں بھی اس پانے والے کا ہوں ادنیٰ بندہ
اس کی رحمت ہے کہ رحمت سے سرفراز کیا
باپ پیغمبر ہیں میرے یہ نسب ہے میرا
رہنما نام ہے پیارا لقب ہے میرا

۶۹

سن کے خبر اہلِ سخن کو یہ طریقہ ہے عیاں
ہر روایت میں ہیں قاری و نہ شرف کا گماں
سب کو تھی یہ فراست کی عیاں پہچاں
نظمِ غیبی سے کیا یہ واقعہ با حسنِ بیاں
گیسوئے شاہدِ مضموں کو سنوارا میں نے
اسی تصویر کا اک عکس اتارا میں نے

[illegible]

شیشۂ طبع میں باقی ہے جو مدحت کی شراب
چاہتا ہوں کہ چھلک دوں ابھی دورِ شتاب
میرے ممدوح کو حاصل ہے یہی کیا القاب
عابدِ خاص ہے معبود شرف [illegible]
مرجعِ صاحبِ حاجت رہا دربارِ امام
کرم اک خادمِ دیرینۂ سرکارِ امام

۱

ایک مرد سخی آتا تھا خدمت میں سدا
لاتا تھا تحفے پئے نذر امام دوسرا
شاہ کے پاس سے اک مرتبہ واپس جو گیا
باتوں باتوں میں یہ اُس شخص کی زوجہ نے کہا
تحفے جن کیلئے ہر سال تو لے جاتا ہے
وہ تجھے کچھ نہیں دیتے تو تو کیوں لاتا ہے

۲

وہ سخی ابن سخی ہیں نہیں شک ہے ذرا
اُنکی نظروں میں ہے شاید تو حقیر و ادنیٰ
بولا مومن ارے خاموش یہ کیا تو نے کہا
دیتا ہے خلق کو رزق اُنکے تصدق میں خدا
حاکم دل ہیں ہر اک دل کی خبر ہے اُن کو
اہل حاجت کی مدد مد نظر اُن کو

۳

جب وہ پھر حضرت سلطان زمن میں آیا
اُسی اخلاص سے پھر تحفے تحائف لایا
نوش فرماتا تھا کھانا وہ علیؑ کا جایا
دیکھ مہماں کو جو مولاؑ نے تو یہ فرمایا
شکر رزاق حقیقی میں زباں قاصر ہے
بیٹھ جا پاس مرے نان و نمک حاضر ہے

۴

کر کے تسلیم قریں بیٹھ گیا عاشق شاہ
فرط الطاف سے مولاؑ نے کہا بسم اللہ
کھانا کھا کر ہوا فارغ جو شہ عرش پناہ
ہاتھ مولا کے دھلانے کو اٹھا وہ ذی جاہ
کہا آقا نے بہ فضل خدا ساتھ ترے
تو ہے مہمان دھلاؤنگا میں خود ہاتھ ترے

۵

پائے معصوم پہ سر رکھ دیا اُس نے جھک کر
منتیں کر کے یہ کہنے لگا وہ نیک سیر
مجھ کو شرمندہ نہ فرمائیں شہ جن و بشر
ہاتھ آقا کے دھلائے گا یہ عبد احقر
بولے مولا تری مرضی جو یہی ہے اچھا
مجھ کو منظور ہے دل کی خوشی ہے اچھا

۲۶

جب دھلانے لگا وہ دست شہ ارض و سما
ہو کے مس ہاتھ سے اس طشت میں پانی جو گرا
ہوئی قدرت کے اشارے سے عیاں شان خدا
ہو گیا ہاتھ کا دھوون شرف آب بقا
گر زمرد گے یاقوت قرتاب بنے
صدف طشت میں قطرے در نایاب بنے

۲۷

بولا مہماں سے وہ مخزن الطاف و عطا
اپنے ہمراہ یہ یاقوت و گہر لیتا جا
تیری زوجہ نے دیا تھا مجھے اک دن تحفا
کہا محجوب بہت مجھ سے ہی عابد تھا
اب وہ پوچھیں گی تو وہ فرزند محمد کے
ہدیہ محتاج نے بھیجا ہے یہ دلبند کے

۲۸

پھر سے مومن نے قدم اور چلا سوئے وطن
پہونچا گھر پر تو یہ زوجہ سے کہے اس نے سخن
دیکھ الطاف و عنایات شہنشاہ زمن
میں یہ کہتا تھا وہ ہیں واقف سر و علن
جو کہ وہ چاہتے ہیں رب علا دیتا ہے
بندوں کو ان کے ذریعہ سے خدا دیتا ہے

۲۹

مومنہ شکر کے سجدے سے جو اٹھی تو کہا
شہ کی خدمت میں مجھے اب کے لے کر چلنا
جب دوبارہ وہ چلا سوئے امام دوسرا
زوجہ بھی ساتھ ہوئی دل میں یہ شوق لگا
خدمت شاہ میں پہونچی بھی نہیں ہوتی تھی
جب ہوئی منزل مقصد کے قریب موت آئی

۳۰

چھوڑ کر زوجہ کی میت کو چلا خوش ایماں
اور ہوا حاضر دربار امام ذیشاں
کہا مولا نے مری زائرہ ابھی ہے کہاں
با ادب بولا کہ مولا یہ ہوئی وہ قرباں
شہ نے فرمایا کہ ایماں کی فدائی زندہ
اور ابھی تیس برس تک وہ رہے گی زندہ

۵۸۱

ہوئے حضرت سے وہ جس دم وہ بیدار آیا
دیکھا زوجہ کو کہ زندہ ہے بافضال خدا
پوچھا جب واقعہ کہنے لگی وہ اہل وفا
آنکھ میں جان تھی پہچان نہ سکی یار اعضا
اسطرف حوروں نے جنت میں بلایا مجھکو
اسطرف غیرت یوسف نظر آیا مجھکو

۵۸۲

نقش سجدہ سے تھی پیشانی زیبا روشن
اک نشان طوق اطاعت کا تھا زیر گردن
ناتوانی کے سبب کانپتا تھا سارا بدن
ہاتھ پہونچے ملک الموت نے نازک وزن
گوہر اشک ہر اک دیدۂ نمناک میں تھا
پنڈلیاں سوجی تھیں عشق قدم پاک میں تھا

۵۸۳

جب فقط ضعف تھا اجلال کا اتنا تھا وفور
ملک الموت سے کہنے لگا خالق کا وہ نور
واللہ جان تن پیا میں ہے حکم غفور
سر جھکا کر وہ ملک بولا بہت خوب حضور
روح پھونکی تن مردہ میں دوبارا اسنے
پھر ہری عمر کے گلشن کو سنوارا اسنے

۵۸۴

ملک الموت نے کہا لگا پھر وہ مولا
تیس ۳۰ سال وہ بھی جیتا رہا سو برس کا
سنا دیندار نے یہ واقعہ روح افزا
زوجہ کو ساتھ لیے خدمت سرور میں گیا
مومنہ نے کہا اس شاہ کے قربان گئی
ہیں یہی تو مرے سرکار میں پہچان گئی

۵۸۵

۲۶ فی ملائکہ ہے سب سے شرف اور درجات
کرتے تا رب یہ فرمان ہیں حیات اور ممات
نوح تن ہیں تو ہیں اور تو ہی کشتی نجات
چشمۂ فیض کی لہریں ہیں جو تم ہو فرات
اے تقی ابن تقی ہاشمی و مطلبی
لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

۵۸۶

ساغرِ بادۂ اعجاز سے ہوں مست مگر
سیراب گلشن اخلاق کی ہے مدِ نظر
بے ریا تیری سخاوت سے جہاں ہے مسرور
پہنچے ہوتی ہیں ترے فیض کے معدن گہر
رات کے پردے میں جاری تھا عطا کا دریا
موج میں لیتا تھا تری جود و سخا کا دریا

۵۸۷

تجھ کو آتا تھا غریبوں کی جو صورت سے حجاب
پشت پر روٹیاں رکھے ہوئے چہرہ پہ نقاب
شب کو جن کے در سے تو جاتا تھا از راہ صواب
منتظر رہتا تھا ہر صاحبِ حاجت ہر باب
سب تجھے دیکھ کے کہتے تھے سخی آتا ہے
کھانا ہر روز جو دیتا ہے وہی آتا ہے

۵۸۸

اک شب ایسا ہوا جس در پہ گیا وہ مولا
کھانا لیکر کسی محتاج نے دی یہ بھی صدا
سب جہاں سے عمل خیر تجھے رب علا
کہ مصیبت میں خبرگیر غریبوں کا ہوا
تجھ سا فیاض جہاں میں ہو ذرا مشکل ہے
ہاں مگر سید سجادؑ بہت غافل ہے

۵۸۹

سختی پر وہ توجہ نہیں کرتا ہے کبھی
سے عوض اس کے صدا او نوا کے اجلی
آپ سب سنتے تھے خاموش زباں رہتی تھی
نہ کہا میں ہوں علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ
ہوتے کم جو زباں تا کسی کا کہنا
قوت نفس کا اعجاز تھا یہ کیا کہنا

۵۹۰

صبر کا تجھ سے ظالم کی جفائیں کانپیں
چل رہی تھیں جو مخالف وہ ہوائیں کانپیں
چھا رہی تھیں جو تندی کی گھٹائیں کانپیں
آ رہی تھیں جو بلاؤں پہ بلائیں کانپیں
ہنس کے کاٹا جو ستم جور و جفا کا جنگل
زعفران زار بنایا ہم و غم کا جنگل

۹۱

صبر اور شکر کی تصویر مجسم تھے حضور
بلکہ ایمان سراپا تھے امامِ جمہور
کام تھا مرضیٔ معبود سے خم ہو کر سرور
کربلا میں ہوئے جب قتل شہنشاہِ غیور
آلِ احمدؐ کے لئے قید کی تدبیر ہوئی
حلقہ صبر و رضا پاؤں کی زنجیر ہوئی

۹۲

ظالموں نے جو لٹے قافلے کو قید کیا
ساربان ناقوں کا وہ سیدِ بیمار بنا
پاؤں کے چھالوں میں کانٹوں نے کیا گھر اپنا
تازیانوں کی اذیت کے علی اسکو دوا
شہر کوفہ تک اسی طرح وہ غم کش آیا
کرکئی بار عیادت کے لئے غش آیا

۹۳

پھر بٹھایا اُسے اک ایسے شتر بے پالان
پشت سے جس کی کئی بار گرا وہ ذیجاہ
پاؤں آخر شکمِ ناقہ سے باندھے گئے آہ
رانیں زخمی ہوئیں اور خون سے رنگین ہوئی راہ
خونِ مظلوم سے تر شہر کی گلیاں نکلیں
چمنستانِ ہدایت کی وہ کلیاں نکلیں

۹۴

ہوسکے کیا بیاں جاتا تھا وہ قافلہ جب
ذلتِ آلِ پیمبرؐ ہو یہی تھا مطلب
یوں نہیں تا بہ شام گئی عترتِ سلطانِ عرب
شہر آئینوں کی کثرت سے تھا مانندِ حلب
جسقدر قید ہوئے سب کی تعداد بڑھی
اُس قدر ظالموں کی بدعتِ بیداد بڑھی

۹۵

حق و باطل میں جو تھا فرق ہوا آئینہ
کس کا دل گوہرِ عرفاں کا بنا گنجینہ
کس کے سینے میں تھا ایمان کی طرف سے کینہ
کس کی طاعت سے شرف و شبِ آدینہ
ہے نمازوں کی اقامت پہ اذاں کو نازش
جس کے روزوں پہ ہے ماہِ رمضاں کو نازش

۹۹۶

آزاں در بار ز روی میں جوالاں طرحا
سکھا تھا طاقت ستے طلا ہمیں شاہ دادا ہے
جھپٹ تا کھا لے بتیر آگ وو دہ بہ سے کر دار
دست کا مہیں جھوکی کا شپ پانی تھی ما ہے
شمر وجود کا بندا ہے آل بات میں تھا
ست تھا تھا تنفی باغ ع باغ تنہا

۹۹۷

سر فرد بہشیر سے کر تا تھا تو خطاب
بات کے تھے تھا سے ایس جا ہے تیر اب
سو جھی جس کی تیرا تا ہے بیدل ہو فتاب
بیٹھ سے جو ہر کر دے وہ لعیں جا نا جواب
بہیک ودنیا تھا سے سرکشی کی طرف
بھا گئے ہی تو حق سے دل اجرت کی طرف

۹۹۸

عطمت اپنے نطیمے کی طاہر جو شتاب
آل کو اپنا کر جس سے جو اپنا جگا
جو قرآں کی تلاوت میں شاہ سے لب
بہ جو تیشی بھی کا وہ سے تا سلطاں عرب
بیٹھ بھی آگشتی تھی جہاں تک کا بہ بہار
خبر ہے جو جان تھی ودا ان جو ایار

۹۹۹

جو لا ایا جہاں سے کو بہ جو ودم
کو نفس ہے واقعہ جو فتح و ظفر
اس بیچ بعون سے تیلیک کو ادا ہو تھا
سو اوپان سے الفاظ اس سے جیب
قصر جو لت سے پیلاں ایسا دہ ہے
اہل در بار سے الفاظ امانت دار ہے

۱۰۰۰

جو ایا جو کہ جب دید جو بہمن دو ہب
کا تمہ شام سے بو انا ہے بہمہیب
کر اتھا ہے جو جو سو اسی جبکا جو ہب
مکتب جس تھی داری کا زمین
ابیا بیچ کی بیدر بس ہر ابکا دہ سے
ہو در باری اتنے سے اپنا بمرا سے ماہ

۱۰۱

آل ہاشم کی فصاحت ہے شہرۂ آفاق
خطبۂ سید سجادؑ کے دل میں مشتاق
گرچہ حاکم کی طبیعت پہ بغایت تھی یہ شاق
ہو کے مجبور یہ کہنے لگا وہ اہل نفاق
طعن و تشنیع سے محفوظ مری ذات رہے
میری عزت کے منافی نہ کوئی بات رہے

۱۰۲

سن کے یہ عابدؑ بیمار گئے منبر پہ
بیڑیاں پاؤں میں تھیں اور کمر میں رسّا
نہ ردا تھی نہ عمامہ تھا نہیں ننگے سر
جسم پر بدلے عبا کے تھی فقط خاک سفر
موعظے کے لیے جس طرح وہ سرور پہونچا
کہ خطیب اور کوئی یوں سر منبر پہونچا

۱۰۳

حمد اور نعت کے بعد آپ نے یہ فرمایا
شکر اس رب کا دیا جس نے ہمیں علم اپنا
حلم و انصاف و کرم بخشش و الطاف و عطا
اپنے گنجینۂ رحمت سے ہمیں کچھ بخشا
نخلِ چشمِ رسولِ عربی ہوں یارو
میں علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ ہوں یارو

۱۰۴

جد امجد تھے ابوطالبؑ عالی مقدار
ہیں جو مشہور مربیٔ رسول مختار
میرے دادا ہوئے جب دوش پیمبرؐ پہ سوار
طاق کعبہ سے گرے سب کے سب بت زار و نزار
سبھی تعظیم کو محتاج و غنی اٹھتے تھے
میری دادی اگر آتی تھیں نبیؐ اٹھتے تھے

۱۰۵

تھے چچا میرے حسنؑ صاحب اخلاق حسن
وہ بھی تھے مہر نبوت کا نگینہ احسن
میرے بابا ہوئے مقتول سر دشت محن
میں مرا کنبہ ہے سب آج گرفتار رسن
یہ نہ سمجھے کوئی اوصاف و کمال ان میں تھے
جو شرف میرے بزرگوں میں تھے سب مجھ میں ہیں

سنہ ٦

آبِ زمزم کو صفا ساقیٔ کوثر سے ملی
شانِ سجدہ کو بزرگی بھی اسی در سے ملی
قبلۂ کعبہ کی سمت الفتِ حیدرؑ سے ملی
شبِ معراج کو معراج پیمبرؐ سے ملی
محفلِ قرب میں پردے کے ادھر بھی ہم تھے
دستِ قدرت نے بتایا کہ ادھر بھی ہم تھے

سنہ ٧

یہیں اسلام بھی ہیں اور یہیں ایمان بھی ہیں
یہیں تفسیر بھی ہیں اور یہیں قرآن بھی ہیں
ہیں گدائے درِ معبود بھی سلطان بھی ہیں
خواجۂ بوذرؓ و سلمانؓ ہیں سلمانؓ بھی ہیں
انّما حق کی عبادت میں سخا پر شاہد ہے
ہل اتیٰ سورے کا سورہ ہے عطا پر شاہد ہے

سنہ ٨

جب منشائے خدا آلِ عباؑ نے چاہا
ہم نے جو چاہا وہی ربِّ علا نے چاہا
کیا نہیں ہم کو کسی اہلِ وفا نے چاہا
یہ ولا اجرِ رسالت ہو خدا نے چاہا
ہنس کے صحرائے مصیبت سے گزر جاتے ہیں
ہم گلستانِ مشیت کی ہوا کھاتے ہیں

سنہ ٩

ابھی تمہیدِ سخن تھی کہ ہوا حشر بپا
کوئی کہتا تھا یہ کیا قہر ہوا واویلا
جب کلام اللہ پڑھنے لگا یہ کعبے کا بیٹا
کوئی کہتا تھا کہ ناطق ہے یہ قرآن بخدا
جب ید اللہ کی قدرت کے سب اسرار کھلیں
کیوں نہ پھر اس کی ثنا میں لبِ گفتار کھلیں

سنہ ١٠

کوئی کہتا تھا وہ مفتی تھے ستم کے بانی
جن کی ہر بات پہ شرعِ دیں کی ہوئی قربانی
ہاں فصول اور کتابوں کی ورق گردانی
بچے تو تیرے سبب آیتیں ہیں قرآنی
مجمع لفظوں میں رحمت کا صحیفہ دیکھو
کتنا کامل ہے فضیلت کا صحیفہ دیکھو

۱۱۱

دیکھ کر بزم کی حالت کو شقی تھا حیران
کہا آخر کو مؤذن سے کہ دے اٹھ کے اذان
جب مؤذن نے کیا حق کی بزرگی کا بیان
بولے سجاد ہی بیشک وہ خدائے دو جہان
جب کہا اُس نے کہ وہ رب ہے یکتا ہے
دی شہادت شہِ دیں نے کہ خدا یکتا ہے

۱۱۲

دی صدا اُس نے محمد ہیں رسولِ داور
سرِ دربار سبھی کہنے لگے صلِ علیٰ
بولے سجادِ حزیں ذکر یہ کس کا آیا
میں محمد کی ہوں اولاد میں یا تو ہی بتا
بن پڑا کچھ نہ جواب اُس کا جو اُس کافر کو
سب کے دکھلانے کو مجلس میں جھکایا سر کو

۱۱۳

قاتلِ رتبۂ معصوم رہا گرچہ یزید
باز آیا نہ شقاوت سے وہ شامی پلید
نہ ہوئی قتل کی ہمت یہ رکھی قید شدید
بس کہ قسمت میں تھا ہونا مرے معصوم شہید
کسی دشمن نے نہ شمشیرِ ستم سے مارا
ہاں بن عبد ملک نے انہیں سم سے مارا

۱۱۴

مدتوں روتے رہے باپ کو باحالِ زار
زندگی بھر کبھی حاصل نہ ہوا دل کو قرار
زہر شبر کی طرح ان کو ملا آخر کار
ماتھے پہ آیا عرق موت کا تب زار و نزار
دہر سے سیدِ والا کی گئے خدمت میں
کربلا میں جو بچھڑے تھے وہ ملے جنت میں

۱۱۵

دیا فرزند نے جب غسل تو اس نور کا تھا
تھے نشاں بیڑیوں کے پاؤں پہ ہر اک پیدا
بل تھے پشت پہ درّوں کے تو زخمی تھا گلا
جیسے گردن سے ہوا تھا ابھی طوق جدا
اب نشانوں میں رسن بستہ وہ بیمار رہا
قید ہستی سے چھٹا بھی تو گرفتار رہا

۱۱۷

روح زینب کی لگی کہنے کہ پیارے بھیا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اے مری جان [illegible] مضطر زینب
[illegible] بسکہ ہے مضطر زینب

۱۱۸

سب سے پہلے تری تقدیر [illegible] امام معصوم
[illegible] حسین مظلوم
[illegible]
[illegible] قوم
[illegible] کے پاس
دفن معصوم [illegible] معصوم کے پاس

۱۱۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ے مصنف کی والدہ نے بتاریخ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق یکم فروری ۱۹۵۰ء بروز چہارشنبہ انتقال کیا۔

تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ بروز یکشنبہ بوقت شب مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۵۰ء

باختتام رسید

۱۴۳

مرثیہ

مطلع

پھر سر اباد سخن کھول ہاتھ

بند ۱۰۵

در حال امام محمد باقر علیہ السلام

مصنفہ

سید فراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنو

زیارت حضرت محمد باقر علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْهُدیٰ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَآئِدَ اَهْلِ التَّقْویٰ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَاقِرَ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَیْنَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرَضِیْنَ اَللّٰهُمَّ کَمَا جَعَلْتَهٗ عَلَمًا بِعِبَادِکَ وَمَنَارًا لِبِلَادِکَ وَمُسْتَوْدَعًا لِحِلْمِکَ وَمُتَرْجِمًا لِوَحْیِکَ فَصَلِّ عَلَیْهِ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ ذُرِّیَّةِ اَنْبِیَآئِکَ وَاَصْفِیَآئِکَ وَرُسُلِکَ وَاُمَنَآئِکَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

ولادت امام محمد باقر علیہ السلام یکم رجب ۵۷ھ	شہادت امام محمد باقر علیہ السلام ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ

جائے دفن :: جنت البقیع

۱

پھر مدح سراپا بے سخن کھول رہا ہے
دل بلبل سدرہ کی طرح بول رہا ہے
اور معدن مدحت سے گہر رول رہا ہے
انصاف نظر میں یہ سخن تول رہا ہے
نقطے ہیں ستارے فلک عز و شرف کے
الفاظ ہیں یا موتی ہیں دریائے نجف کے

۲

مدفون نجف میں ہے وہ حکمت کا خزانہ
جبریل جسے کہتے ہیں استاد یگانہ
قرآن کی ہر آیتوں میں اس کا فسانہ
دن رات ہے میری زباں پہ ترانہ
عالم ہی کو آتی ہے نظر شان الٰہی
جاہل کو میسر نہیں عرفان الٰہی

۳

ہے علم جو میراث رسولوں کی مسلّم
ممتاز فرشتوں سے ہوئے حضرت آدم
ہے جہل سے انسان ابوجہل کا ہمدم
قارون کی میراث زر و دولت عالم
مقصود بشر علم کے جوہر کی غرض ہے
انسان کو لازم ہے یہ سمجھے کہ عرض ہے

۴

حاصل ہوئی ہے علم سے انساں کو فضیلت
آئینہ ہوئی جس سے ہوئی ہر شے کی حقیقت
بتلاتے ہیں ارباب ہنر زر کی ہے وقعت
شے ایک ہے شعبے ہیں گراں اس کے بکثرت
ناواقفوں کے واسطے دفتر ہی ہے علم
واقف کیلئے نقطے سے کمتر ہی ہے علم

۵

عالم میں جو پھیلا ہوا ہے علم شریعت
تفسیر کے زیور سے مرصع ہے ہر آیت
وحدت کا سبق پڑھتے ہیں بندے جو بکثرت
آباد ہوا مکتب دیں کس کی بدولت
مفتاح در علم خدا کس کی نظر ہے
حیدر کا جگر بند ہے عابد کا پسر ہے

سنہ (مطلع)

باقرؑ کی ولادت ہوئی عابدؑ کے چمن میں
آیا ثمرِ علم عبادت کے شجر میں
جز مصحفِ گل کچھ نہیں بلبل کی نظر میں
عرفان کا جاری ہے سبق دشت میں در میں
ساکت ہیں اگر معرفت افروز ہیں غنچے
گل ہیں ہمہ تن گوش اور لب دوز ہیں غنچے

سنہ

واقف شرفِ مدح سے کب ہے کوئی ناکس
کیا نقص سراپا سے ہو توصیفِ مقدس
کہنے کو تو یہ مرثیہ ہے نظمِ مسدس
پر حضرت باقرؑ کی ثنا سے ہے مخمس
کیوں پانچ سخن پر ہے بڑا افلاک کا سایہ
اس مدح پہ ہے پنجتنِ پاک کا سایہ

سنہ

اقلیمِ امامت کا ہے یہ پانچواں سلطان
پیدا ہوئے ہیں اس کی ہی نسبت سے یہ پیماں
اک پنجتنِ پاک کا ہے خمسۂ ایماں
ہیں پانچ ہی جز دین کے اسلام کا عنواں
انسان کی گو چار عناصر سے بنا ہے
یہ پانچویں شے وجہ ہے فرمانِ خدا ہے

سنہ

یہ مصحفِ ناطق ہیں تو قرآن ہے صامت
سیارے بھی چپ ہیں، ہیں سکتے میں ثوابت
خاموش روایات ہیں تاریخ ہے ساکت
اعلم سے بھی اعلم کا اک استاد ہے ثابت
بخشے گئے تھے علمِ لدنی کے خزانے
بھیجا تھا پڑھا کر ہمیں دنیا میں خدا نے

سنہ

جس وقت سے قائم ہوئی ہے علم کی بنیاد
اک ہوتا ہے شاگرد تو اک ہوتا ہے استاد
جب کوئی پڑھاتا ہے تو ہوتا ہے سبق یاد
حیرت سے ہیں انگشت بدنداں سخن ایجاد
کیا تھا جو محمدؐ کی طرح یاد نہیں تھا
عترت کا نبی کی کوئی استاد نہیں تھا

نسخہ ہے مصحفِ گل بلبلِ شیدا کی نظر میں

۱۱ (مطلع)

گلزارِ مدینہ میں بہار آئی ہوئی ہے
رحمت کی گھٹا چار طرف چھائی ہوئی ہے
بجلی کی تڑپ ابر کی انگڑائی ہوئی ہے
ساقی ز تشوق بھی بچھائی ہوئی ہے
میخانے کی ہر بارہ دری اوجِ نظر ہے
بیٹھا ہوا ہوں آج جگر پائے در یار

۱۲

دو جام پلا شبرؑ و شبیرؑ کا صدقا
ہے دُہری خوشی تجھ کو ہوا فضلِ خدا کا
دے اپنے مے آشام کو انعام بھی دُہرا
چھوٹے کا یہ پوتا ہے بڑے کا ہے نواسا
شیشہ ہے نرالا تو نئے ڈھنگ کا ساغر
بادہ ہے حسینیؑ حسنیؑ رنگ کا ساغر

۱۳

صدقے ترے ساقی یہ ہے ہنگامِ مسرت
لائے ہیں ملک عرش سے پیغامِ مسرت
ہے حوروں کے ہونٹوں کی سی شامِ مسرت
دے اپنے دعا گو کو بھی اک جامِ مسرت
فرزند دیا ہے ترے پوتے کو خدا نے
بھر دے دلِ بیکس میں محبت کے خزانے

۱۴

ہیں یوں تو بھی گھر میں محمدؐ کے محمدؐ
ہر صف میں یہ لال بھی ہے مثلِ اب و جد
ہم نام محمدؐ بھی ہے یہ ثانیِ احمدؐ
آنکھوں کے وہی ڈورے ابرو کے وہی مد
پیشانیِ تاباں صفتِ بدر وہی ہے
بازو وہی پشت وہی صدر وہی ہے

۱۵

تاریخ نہم اور رجب کا وہ مہینہ
تھا روزِ ولادت سے ہوئی ارضِ مدینہ
سجادؑ کے دامن میں رہا دیں کا خزینہ
آغوشِ حسینیؑ میں بھی چمکا یہ نگینہ
معصوم پہ معصوم ہی قربان رہا ہے
دو معصوموں کے سائے میں قرآن رہا ہے

۱۶

تھے چار برس کے جب اٹھا دادا کا سایا
بچپن تھا کہ غربت کی مصیبت کو اٹھایا
اعدا نے عزیزوں کا لہو رن میں بہایا
زندانِ مصیبت میں بھی قسمت نے پھنسایا
گردن میں رسن تھی ستم اشرار کیں سے
معصوم کے اٹھے ہوئے تھے پاؤں زمیں سے

۱۷

اس عمر کے بچے کہیں ہوتے ہیں گرفتار
زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھا بیمار
یہ باپ کے ہمراہ اٹھاتے رہے آزار
وہ قید کی تکلیف وہ ہر روز کا دربار
مرجھائے ہوئے گل تھے گلستانِ نبی کے
رخسار بھی زخمی تھے طمانچوں سے شقی کے

۱۸

جب آلِ نبی کی ہوئی زنداں سے رہائی
پھر آکے زمیں شہرِ مدینہ کی بسائی
سجاد کے ہمراہ رہا حق کا فدائی
اللہ نے عزت و توقیر بڑھائی
بچپن میں بھی ظاہر ہوئی دن رات کرامت
ہر فعل تھا اعجاز ہر اک بات کرامت

۱۹

اک دن وہ گلِ نورسِ گلزارِ امامت
بیٹھا ہوا تھا باپ کے زانو پہ بہ فرحت
درہم کئے نذر اک محب نے بہ عقیدت
مصروف ہوا کھیل میں وہ کنزِ ہدایت
سکہ پہ اس عقل کا خورشیدِ مبیں پر
ان درہموں سے ایک درم پھینکا زمیں پر

۲۰

پھر شیعہ نے درہم وہ دراہم میں ملایا
معصوم نے پھر چن کے وہی الگ گرایا
یوں بارِ سوم واقعہ پھر پیش جو آیا
حیرت سے محب نے کیا یہ عرض خدایا
سجاد سے کی عرض یہ کیا بات ہے مولا
یہ کھیل ہے کہ اعجاز و کرامات ہے مولا

۲۱

مولا نے کہا کھیل نہ بچوں کا سمجھنا
یہ بعد مرے ہوگا امام اے مرے شیدا
ان دو برسوں میں وہ ہم عصمتی وہ ملا تھا
کی طیب و طاہر سے بخش شہ کو ملا تھا
ہم لوگ ہیں اولادِ شہنشاہِ نجف میں
سب خورد و کلاں ایک ہیں اعزاز و شرف میں

۲۲

کی عرض محب نے میں فدائے شہِ والا
ان دو برسوں میں لیا تھا اک دم ایسا
میں اسکو جدا کرنے سے معذور رہا تھا
ہیں بحرِ عطا آپ خطا عفو ہو مولا
یہ کہہ کے گرا سیدِ عالی کے قدم پر
قربان ہوا حضرت باقرؑ کے حشم پر

۲۳

بچپن ہی کا یہ واقعہ ہے وارد جنانہ
دروازے پہ استادہ تھا اک زرہ ولدار
جابرؓ ہوئے ناگاہ سرِ راہ نمودار
شہزادۂ کونین سے کہنے لگے اک بار
خادم کے قریب غیرتِ ایمان ذرا آؤ
دو ایک قدم چل کے مرے پاس ذرا آؤ

۲۴

جابرؓ کے قریب آیا جو وہ بیدوا آقا
کی عرض سیدِ ھادی بلائے زینتِ دنیا
جو وقت مرا ہم وہ فرشتوں کا ہو زارا
افلاک سے اک شور اٹھا صلِّ علیٰ کا
جابرؓ نے صدا دی یہ ہے رفتارِ محمدؐ
دل نے کہا بیشک ہے یہ دلدارِ محمدؐ

۲۵

پھر پوچھا با داب کہو آپ کا کیا نام
شہزادے نے فرمایا محمدؐ ہے مرا نام
بابا مرا عابدؑ ہے علیؑ اصل علی نام
دادا کا حسینؑ ابن علیؑ نام خدا نام
سبطینِ نبیؐ کے ہیں دل و جان سے باپ
جابرؓ نے کہا آپ پہ قربان مرے باپ

۲۲۶

کیا آپ ہی باقرؑ ہیں تو فرزند نے کہا ہاں
جابرؓ نے لیا بوسۂ پیشانیٔ تاباں
کی عرض فدا آپ پہ اے سیدِ ذیشان
کہتے تھے سلام آپ کو پیغمبرِ ایماں
شہزادے نے فرمایا سلام اُن پہ ہزاروں
ملتے رہیں رحمت کے پیام اُن کو ہزاروں

۲۲۷

یہ قبلِ امامت کے ہوئے واقعے مرقوم
فائز جو امامت پہ ہوا تو وہ معصوم
ہر چار طرف علم و فراست کی ہوئی دھوم
نزدیک یہ تھا بخل زمانے سے ہو معدوم
مصروفِ دعا ہوتے تھے گویا [illegible]
[illegible] کرتے تھے در پہ [illegible]

۲۲۸

دورِ اموی میں ہوئی مولا کو امامت
جب شام کا حاکم تھا ہشامِ اہلِ شقاوت
مرعوب ہوئے سطوتِ شاہی سے نہ حضرت
اک حال پہ جاری رہا دریائے ہدایت
تعلیم الٰہی کا ہر انداز دکھایا
آیا محل اعجاز کا اعجاز دکھایا

۲۲۹

جابرؓ نے کہا اک روز شہنشہ سے جو مانگا
فرمایا مرے پاس نہیں دولتِ دنیا
اک شخص سرِ راہ نے پڑھا تھا قصیدا
خدام سے کہا کیسۂ زر جلد لے آیا
پایا جو صلہ مدح کا تو مطلع پڑھی اور
اک نظمِ ثنا شوکتِ والا میں پڑھی اور

۲۳۰

پھر گھر سے اک کیسۂ زر شہ نے منگایا
اُس نے جو پڑھا مدح میں اک اور قصیدا
بخشا گیا اک اور اسی طرح سے توڑا
آخر وہ ہوا شکر کو دعا دے کے روانا
جابرؓ نے کہا تجھ کو بڑا شاہ نے بخشا
شاعر کو صلہ سیدِ ذیجاہ سے بخشا

۳۱

فرمایا مرے پاس نہیں کچھ اب بجز جبہ
میں پاس سے اپنے تجھے کس طرح سے دیتا
شاعر نے پڑھا جب اسی مدحت میں قصیدہ
خالق نے کیا غیب سے سامان مہیا
خالی نہیں ہوتے کبھی قدرت کے خزانے
مداح کو انعام دیا میرے خدا نے

۳۲

اس واقعے سے سب پہ ہویدا ہوا یکسر
حضرت کے غلاموں پہ بڑی رحمت داور
ہاتھ ان کے لئے ہیں ید قدرت کے برابر
جو غیب سے آتا تھا لئے جاتے تھے بڑھ کر
کیا مرتبۂ دربار سلطان نجف تھا
یہ ابن ید اللہ کے غلاموں کا شرف تھا

۳۳

سردار دو عالم تھا وہ اسلام کا سردار
حضرت کا رہا مشورہ حاکم کو بھی درکار
جاری ہوا اُس دور میں جب سکۂ دینار
اللہ و نبی کے کئے نام اُس پہ نمودار
ہر وصف زر گل کی طرح جلوہ فگن تھا
معصوم کے قبضے میں پیمبر کا چلن تھا

۳۴

جب کور کو چاہا تو اُسے کر دیا بینا
دکھلا دیئے دشت و جبل و چشمہ و صحرا
مکفوف بصر کر دیا پھر ہاتھ جو پھیرا
فریاد جو کی اُس نے تو کہنے لگے مولا
جو دیکھے گا اک روز حساب اُس کا ہی لازم
محشر میں سوال اور جواب اُس کا ہی لازم

۳۵

کم دیکھنا ہی بہر حساب سر محشر
دنیا میں اسی طرح تجھے رہنا ہی بہتر
وہ بولا ہے آپ کا دیدار میسر
اب کچھ مجھے آنکھوں کی ضرورت نہیں سرور
کونین میں حضرت کی محبت مجھے بس ہے
بیکار بصارت ہے بصیرت مجھے بس ہے

٣٦م

[illegible]

٣٧م

[illegible]

٣٨م

[illegible]

٣٩م

[illegible]

٤٠م

[illegible]

۴۱

[illegible] فراواں
[illegible] جاوداں
[illegible] ساماں
[illegible] فراواں
[illegible]
[illegible]

۴۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

اُس چاہ پہ جیسے وہ نشہ والا، ہم آیا
غل تھا پسِ فاتحِ خیبر علم آیا
اُمت کا مددگار امام اُمم آیا
رحمت کی جو بوچھار کو ابرِ کرم آیا
کرتا ہے یہ حل عقدوں کو حیدر کی طرح سے
ہے فیض رساں ساقیٔ کوثر کی طرح سے

۴۷

ساقی مجھے سرشار مئے حُبِّ ولا کر
بے ہوش مجھے اپنا ہی دیوانہ بنا کر
بدمستیٔ جہل آج مرے دل سے جدا کر
اب میکدۂ علم سے اک جام عطا کر
جابر کی طرح بس یہی توفیق ہے میری
یا باقر و یا باقر و تسبیح ہے میری

۴۸

ساقی ہیں مجھے نوح کا سمجھے ہوں سفینہ
حاصل ہے مجھے قربتِ سلطانِ مدینہ
قدرت کو پسند آگیا ایسا یہ قرینہ
تھا نام ترا اور محمدؐ کا نگینہ
پائی ہے ولایت تری خالق کے کرم سے
لکھ دو دل پہ مرے نادِ علی اپنے قلم سے

۴۹

پہونچا ہیں نجف تک ترا کاشانہ سمجھ کر
چومی تری چوکھٹ درِ جانانہ سمجھ کر
بیٹھا ترے دربار کو شاہانہ سمجھ کر
دے بھیک گدا کو درِ میخانہ سمجھ کر
تو چاہے تو ذرّے کو بھی تو قمر کر دے
کوثر کی ترے خیر ہو کشتی مری بھر دے

۵۰

اے خضر مسیحا مجھے بیمار بنا دے
آزارِ محبت میں مجھے اور بڑھا دے
بجتا ہیں مرے تارِ نفس عشق کے جادے
پہنچے ہیں میں ایسے ہوں حالِ زبوں اُٹھا دے
دل طاعتِ معبود میں کچھ نظر آئے
اللہ کا سجدہ میں کروں تو نظر آئے

۱۵۱

رگ رگ میں تو ہی تو ہے تو ہی جان میں ساقی
داخل ہے مودت تری ایمان میں ساقی
مرقوم ترا وصف ہے قرآن میں ساقی
کیا نطق آیا ہے تری شان میں ساقی
جس دل میں ہو تو غیر کا شیدا نہیں ہوگا
ساغر ترا لب چوم کے جھوٹا نہیں ہوگا

۱۵۲

مانا کہ رسائی ہے تری عرش علا تک
گئے تھے قدم دوشِ رسولِ دوسرا تک
کعبہ کی جبیں پہونچی نہ نقش کفِ پا تک
جب ہاتھ سے بت توڑے تجھے پہنچا دو خدا تک
اللہ نے حق بین و حق آگاہ بنایا
معراج کی محفل میں یداللہ بنایا

۱۵۳

معراج کی شب دَور تھا جن جام کا ساقی
دن کو بھی ہے کیف وہی شام کا ساقی
حافظ ہے تو ہی میرے دل ناکام کا ساقی
ساغر ہو عطا مجھ کو مرے نام کا ساقی
صہبا و خم و شیشہ و پیمانہ جدا ہو
میخانۂ عالم سے یہ میخانہ جدا ہو

۱۵۴

گلشن میں ہے ساقی ترے میخانے کی صورت
مینا ہے کلی پھول ہے پیمانے کی صورت
کیا کیا دل مضطر نے ہے بہلانے کی صورت
جنگل میں نکل جاؤں جو دیوانے کی صورت
ہر ایک جگہ تیری امیری نظر آئے
صحرا مجھے میدانِ غدیری نظر آئے

۱۵۵

کہسار میں فرما وصف جاتا ہوں اکثر
کہتا ہوں پہاڑوں کی چوٹی ہے منبر
پھر جاتا ہے پھر چشم تصور میں وہ منظر
بیٹھے ہوئے منبر پہ علیؑ نزدِ پیمبرؐ
میخواروں میں اللہ کی نعمت کا ہو یا دور
وہ ساغر صہبائے ولایت کا ہو یا دم

۵۶

ڈوبے جو محبت میں اُسے کون اُبھارے
بیٹھا جو کبھی جا کے میں دریا کے کنارے
ساغر تہ آب پہ جو بن گئے پیارے
موجوں نے کئے بادۂ ساقی کے اشارے
گرداب بنے کشتی کے پڑ گئیں لہریں
موجوں سے مرے نشے کی بھی اُڑ گئیں لہریں

۵۷

ساقی تری اولاد میں ہیں سب کے ساقی
ہر پاک جواں دور آج بھی سات ہیں ساقی
بادہ جو مجازی ہو تو ہو جام ۱۲ قی
شے میری طبیعت کو وہ بخشے مذاقی
قائم رہے میزان مساوات میں ساغر
اک ہات میں قرآن ہو اک ہات میں ساغر

۵۸

محتاج ہے تو خانۂ کعبہ کا دروبست
اللہ سے شمشیر ملی تجھ کو سرِ دست
کھائی جو ہوا تیغ کی جبریل ہوئے مست
افلاک ترے رتبۂ بالا سے ہوئے پست
کفار کی روحوں کو اڑایا ہو دھوئیں میں
جنات کے سر قطع کئے تو نے کنوئیں میں

۵۹

پیارا ترا باقرِ اکرم معدنِ حکمت
بتلا رہا ہے چاہ مجازی کی حقیقت
فطرت ہے بچپن و ملک سے ہوئے [illegible]
جس پیر میں معصوم کے ہر بال [illegible]
سب غیب کے اسرار نہاں کھول رہا ہے
اک شور ہے قرآن میں بول رہا ہے

۶۰

فرماتے ہیں کاشف اسرار سے واقف
ہر ذرہ جگر [illegible] جس پانی بھا
[illegible] واقف
[illegible] کے اسلاف [illegible]
[illegible] تھا جبھی تک
[illegible] اس قوم کے آثار بھی تک

۶۱ھ

احقاف کے سورے میں بھی ہے تذکرہ اسکا
ہے رتبۂ عظیم اہل اسی سورے میں اک جا
اس واقعہ کو گذرا ہے کافی جو زمانا
دب کر وہ زمیں نیچے بھی ہے اتنی زیادا
جو تہہ میں اترتا ہے جھلس جاتا ہے وہ فورا
اور قعر جہنم میں وہ بس جاتا ہے فورا

۶۲ھ

بے فائدہ یہ سب کرنے کی کوشش ہے سراسر
کچھ فاصلہ پر کھودو کنواں ہے یہی بہتر
پاٹو یہ گڑھا اور زمیں کردو برابر
پاؤ گے سہولت سے وہاں پانی متوتر
سب خوش ہوئے ارشاد امام دوسرا سے
تعمیر کنواں اور ہوا فضل خدا سے

۶۳ھ

ان معجزوں سے حاکم شامی تھا پریشان
بجان خلاف تھا سوئے قتل بہاں
تھی نار حسد قلب ستمگر میں فروزاں
حضرت پہ ستم کرنے کو کیا کرتا تھا سامان
مصروف رہا دشمنی شاہ امم میں
گر شام میں بھی تھا رکھا قید ستم میں

۶۴ھ

جب قید سے دی وصف زندان کو رہائی
اور وارد مدینہ ہوا وہ حق کا فدائی
برگشتہ ہوئی اس سے بیکس کی خدائی
کی ترک سکونت ہوا اور وھاں ہو دوھائی
رہنے کی جگہ بھی نہیں دی شہر کو کسی نے
فاقے کئے دو تین جگہ بنت نبی نے

۶۵ھ

تب ایک بلندی پہ گئے وہ شہ عالی
اور اپنے شرف ہر کہہ دیا بسکے جالی
عرفان کے بادہ سے سب جھکا سا خیال
دشمن بھی ہے سید والا کے موالی
امت کا طبیب جو تھا نیک سبب تھے
انداز شب آپ کی تقریر میں سب تھے

۱۵۸

۶۶ھ

ایک پیر نے تب قوم کو اپنی یہ صدا دی
بتلاؤ تم لوگ مسلماں ہو کہ عادی [عہ]
اب جرم سے توبہ کرے ہر ایک فسادی
واللہ یہ ایمان کا ہے رہبر و ہادی
اس وعظ و نصیحت نے جو گھر کیا دل میں
جو بر سر شورش تھا خجل ہو گیا دل میں

۶۷ھ

کھول گئی ہر ایک دکاں پھر اُسی عنواں
فاقہ کشی سے بھی بچا ہوئے ساماں
راہی ہوئے تب سوئے مدینہ وہ پریشاں
اور گوشہ نشیں گھر میں ہوا رہبر ایماں
ہر ایک گھڑی حق کی اطاعت میں گزاری
باقی رہی جو عمر عبادت میں گزاری

۶۸ھ

تھی زید کو در پردہ جو حضرت سے عداوت
کرتا تھا ہر اک بزم میں مولا کی مذمت
کہتا تھا اب میں ہوں سزاوار امامت
حاضر ہوا اک روز وہ از راہ شقاوت
ایمن میں نہ تھا کوئی ستمگار کے ہمراہ
بس شہر کا قاضی رہا مکار کے ہمراہ

۶۹ھ

فرمانے لگے سامنے قاضی کے یہ سرور
خاصان خدا سے ہیں لازم ہے تجھے شر
گر تو کہے ظاہر کروں اعجاز میں بہتر
کھائی چھپائے تھا چھری وہ ستم آور
خود گر پڑی وہ دہن کے زباں فرش زمیں پر
بیٹھی صلوٰۃ اس نے نہ ترشش نشیں پر

۷۰ھ

چلائی کربلا تو ہوا امام دوسرا اب
لے زید یہ دعویٰ کہ مجھے لازم ہے جلاب
غش ہو گیا وہ در سے نہ پورا ہوا مطلب
ہوش آیا تو فرمانے لگے شاہ عرب تب
میں حجت رب حق ہوں اُٹھا دو تم کے
جس سنگ پہ استادہ ہو تو پوچھ لے اس سے

عہ یعنی کیا قوم عاد سے ہو

قطعہ ۱

اعجاز شہِ دیں سے ہوا سنگ وہ گویا
باقرؑ ہیں امامِ دو جہاں شک نہیں اصلا
اے زید ہے باطل ترا دعوئے سراپا
فاسد تری نیت ہے برے قصد ہیں سارا
یہ سنتے ہی بیہوش ہوا زید دوبارہ
اعجاز کے ناوک نے کیا صید دوبارہ

قطعہ ۲

ہشیار ہوا پھر تو پکارا یہ شرِ اشرار
یہ نخل جو ہے پاس گواہی پہ ہے تیار
سنتے ہی جدا نخل زمیں سے ہوا اک بار
سایہ کیا حضرت پہ کیا اس نے بھی اقرار
باقرؑ کا گواہ پیمبرؐ بخدا ہے
برحق ہے امامؑ اور یہی راہنما ہے

قطعہ ۳

اس وقت خجل ہو کے کہا زید نے یا شاہ
دعوائے امامت نہ کروں گا کبھی واللہ
پر شام کے دربار میں پہونچا وہ جو گمراہ
حاکم نے کہا دیکھ کے دیتا ہوں میں آگاہ
افسوس یہ کرامت نہیں اعجاز نہیں ہے
باقرؑ سا کوئی شعبدہ پرداز نہیں ہے

قطعہ ۴

ملعون کو یہ سن کے بڑھا بغض و عناد اور
یہ چاہا کہ ستائے شہِ دیں کو کسی طور
افسوس عجب وقت عجب ظلم کا تھا دور
مرقد میں نبیؐ روتے وہ ظالم نے کیا جور
پھر قتلِ پیمبرؐ سے نہ کی شرم و حیا آہ
اک زین میں پیوست کیا زہرِ دغا آہ

قطعہ ۵

وہ زین دیا زید کو سمجھا کے ہر اک بات
لایا وہ مدینے میں وہ یہ موت کی سوغات
آہ ابنِ نبیؐ آئی یہ کیا کرتا ہے ہیہات
کیوں چھڑ رہا ہے تو زمیں معصوم کے دو ہات
یہ پانچواں ہے میرا وصی حجتِ حق ہے
آفاق میں یہ میری طرح رحمتِ حق ہے

[illegible]

پھر کہہ کے یہ شہ نے گئے سوئے ابرار
بازار نہ شیعوں کی امانت سے خبردار
دیں کچھ دینی ہو بندہ نہ زنہار
پھر میں نے الگ کر دیئے درہم و دینار
دس سال کہ صرف ہو یہ رقم ۱۲۶ میں
دس مجلسیں ہوں فاتحہ خوانی کی منا میں

[illegible]

[illegible] پیراہن پاک کو جعفر
رخسار پہ رکھ کے فرمایا کہ دلبر
کرتا ہے شب کو یہ اک روز منور
پہنانا مرے بچے میں قربان میں تجھ پر
بھر آیا جو دل سرور دلگیر کو رونا
رونا ہے مجھے حضرت شبیر کو رونا

[illegible]

[illegible] ہوئے موت کے آثار
بیٹے کو بلا کر یہ کہا سن لے مرے دلدار
بس تین شب و روز کا مہماں ہے یہ ناچار
تو بعد مرے امت احمد کا ہے مختار
اب جلد مرے واسطے جنت سے کفن آئے
احرام کا پیرہن جو ہے وہ پیرہن آئے

[illegible]

وقت حج ہی میں اٹھوں خلق سے مظلوم
بعثت میں گرفتار رہے حاکم مذموم
گھوڑے پہ کسا زین کو اور بیٹھا وہ معصوم
فرمایا جب جھکا ہوگا نتیجہ بھی ہے معلوم
اک زلزلہ پیدا ہوا افلاک و زمیں میں
وہ زہر اثر کر گیا جسم شہ دیں میں

[illegible]

جب زید نے وہ زین کیا نذر امام آہ
بولا کہیں آپ پہ یہ سید ذیجاہ
مولا نے کہا راز سے اس کے میں ہوں آگاہ
کیوں راہ خدا میں نہ قدم رکھا ہوگا
میں جانتا ہوں خوب کہ کیا ہے جو بھرا ہے
پر ٹل نہیں سکتی یہ جو ہنگام قضا ہے

٨١م

یہ ملک نے یہ دھا کو سر دھانے سے ہر مظلوم
سینہ پہ ترے تیغ کے تھنا اور کی ہو معصوم
یہ جذبہ دنیا غیر سے اٹھا لا از معصوم
اعجاب ہی مجھی یار رہ و بوجھے یار ان مغموم
دنیا کی ہی کالا دیں ترے سرخ زبان سے بری
یکار سے کیا ہو ہی جہان جو نہ بری

٨٢م

اے ہو بندو مہر پہ کوئی فریاد ہوں کو ہے جا
یہ اثر کو تنہا دوست کہ منا وا وقت یارا
عزت سے ہے اٹھا پایا آل معصوم کا لاش
یہ جذبہ دنیا غیر سے سبوت ساتھ ہاتھ جا
یہ رب بھی بیت الغفور میں علی اور آرضن بھی
یہ ہاتھوں سے پیو دارا ہے کہ یا ہے بند میں تن بھی

٨٣م

یا وارث آل یاس سامی یہ کہ سینہ نہ مغموم
وہ لوگ جن پر حسین ابن علی پایا جوان معصوم
یا را آل یا پہ ظلم کے میدان میں یا رہ وہ مظلوم
کہ پاک آل یہ جب خنجر پہ فولاد سے حلقوم
رہو سب اٹھا یاد نیز آل ابتا کا لاش
یہ مال ہو اپنی زندگی پہ کالا تا

٨٤م

یہ قاعدہ کا یہ جو سب ہو پہ لاش اٹھا لے ہیں جان
وہ ان کی تیر وہ یا کی کا سر آل پہ بالا پر وہ لا
یہ غسل وہ کفن چھید کرا رہ کا یا ہیا
حلتی ہو دن ہی یہ ہمہ کا لوا
کربلا کفن فدوس لا رحمت بدن بھی
یا اب آن دا جسم ابرا یہ ملبوس کفن بھی

٨٥م

جب جوان کی یا رب ہیں بونسی نصیبت وہ بیان
آزہو نقطہ خاک کی جا پر تھا اٹھاں
بھی یہ بیب وہاں قدوس کے بن یا
اب ان ساتھی شکی ویں نقطہ لاش پچھیاں
لالہ کے پیرہن تبسم کا شکھ و چھپے بنا
بچی نہ کہا آل قانا ہی

ختم

بانو نے جو یہ بین کیا زینب [illegible] فغاں
بولے وہ [illegible] عرض [illegible] کل ہو گا
بیچے والا [illegible] ہو گا [illegible] حال ہو گا
مضمون [illegible] کے [illegible] فغاں
[illegible] میں [illegible] زباں
[illegible] میں [illegible] زباں

بحمدہٖ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۱۰ر جمادی اول ۱۳۷۰ھ باختتام رسید، مدت تصنیف دس روز

(جو صاحب یہ مرثیہ پڑھیں مصنف کے لئے دعا خیر کریں)

قطعہ تاریخ طباعت کتاب ہذا

مصنف سید احمد حسین صاحب مطیر برادر و شاگرد رشید حضرت خبیر مدظلہ

خضر فن مرزا محمد جعفر اوج — جانشین حضرت مرزا دبیر
شاعری میں وہ وحید العصر تھے — بے عدیل و بے مثیل و بے نظیر
ہیں جہاں میں اُن کے شاگرد رشید — مدح خوان مخبر صادق خبیر
چاردہ معصوم کے احوال میں — لکھے ہیں چودہ (۱۴) مسدس بے نظیر
ہوئے خلد اس نظم نورانی میں ہے — اس لئے دو نام ہیں اس کے شہیر
ایک تو "بدر کامل" اس کا نام — اسم تاریخی "گلستان خبیر" ۱۳۷۳
منقسم دو حصوں میں ہے یہ کتاب — پہلا حصہ چھپ گیا ہے بے نظیر
للہ الحمد ایک اک حصہ بنا — ہفت آیات کمالات خبیر
اسم تاریخی سن تصنیف ہے — لکھو تاریخ طباعت بھی مطیر
عندلیب طبع ہے یوں نغمہ زن — ہے نہال تازہ تصنیف خبیر ۱۹۵۶

مصنف جناب ملا محبوب الحسن صاحب اکمل شاہ جاپوری مجاور درگاہ شریف ٹانکہ دون گاؤں اورنگ آباد دکن شاگرد حضرت خبیر

دیگر

[illegible] کامل کا حصہ اول — جلوہ آرا ہے مثل نام خبیر
لکھو تاریخ طبع اے اکمل — ہے زہے مشعل کلام خبیر ۱۳۷۶

قطعہ تاریخ

مصنفہ سید علی اطہر صاحب نقوی مرغوب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ ایم ای ایس تلمیذ حضرت خبیر جامہ پاک لکھنؤ

ہیں جناب خبیر خوش تقریر — عندلیب ریاض اوج و دبیر
واصف آل مخبر صادق — عارف شان صاحب تطہیر
مثل قرآں ہر ایک ہے معصوم — سب کی مدحت ہے نور کی تفسیر
یہ ارادہ یہ حوصلہ یہ خلوص — مرحبا شاعر بلند ضمیر
جتنے مقبول تھے وہ پاک عداد — اتنے ہی مرثئے کئے تحریر
ہیں ضیا بار دین کے تارے — بدر کامل ہیں جن کی ہے تنویر
مرثئے سات ان میں سے فی الحال — چھپ رہے ہیں بفضل رب قدیر
ہر مسدس ولا کا آئینہ — ہے سراپا خلوص کی تصویر

بہر تاریخ طبع اے مرغوب
لکھو "پاکیزہ بوستان خبیر"
۱۳۷۶ھ

قطعہ بصورت دیگر

بدر کامل بیاض مدحت آل — ہے عدیم النظیر پاکیزہ
لکھو تاریخ طبع اے مرغوب — بوستان خبیر پاکیزہ
۱۳۷۶ھ

قطعہ تاریخ

مصنفہ جناب ڈاکٹر رفیق حسین صاحب رفیق ایم۔ بی بی۔ ایس (قیصر ہند) سابق سول سرجن

جو ہیں مداح حضرت شبیرؑ ہیں وہ سب رتبہ دان ذات خبیر
گو نہیں خاندان ہیں شامل ہیں مگر یادگار اوجؔ و دبیرؔ
جملہ اصناف شعر میں ہیں وہ فرد اے زہے فیض درس گاہ ضمیرؔ
چودہ معصوموں کے لکھے حالات ہر مسدس ہے آپ اپنی نظیر
"بدر کامل" میں کی گئی ہے رقم مدحت عترت سراج منیر
نظم میں چار چاند کیوں نہ لگیں جمع ہوں جب چہاردہ تنویر

لکھ رفیقؔ اب یہ مصرع تاریخ
ماہِ روشن ہے شاہکار خبیرؔ
۱۹۵۶ء

قطعہ تاریخ

مصنفہ بیگم میجر آغا ذاکر حسین صاحب ہمشیرہ و شاگرد جناب خبیرؔ

بدر کامل سے صاف ہے روشن نقطہ نقطہ ہے اس کا پر تنویر،
فکر تاریخ ظاہر ہے اگر کہدو "اعجاز کاوش خبیرؔ"
۱۳۷۶ھ

دیگر

مصنفہ ڈاکٹر سید لائق علی صاحب ہنرؔ خواہرزادہ و شاگرد جناب خبیرؔ

ہیں فلک پر تارہ بین سرگوشیاں "بدر کامل" کا نمایاں ہے جمال
اے ہنرؔ تاریخ کی کیوں فکر ہے دیکھو یہ نظم خبیرؔ باکمال
۱۹۵۶ء

معذرت

میں نے انتہائی کوشش کی کہ اس کتاب میں کتابت کی غلطی رہنے نہ پائے مگر کیا کروں کہ صحت کا کام میں نے خود انجام دیا اور کلام یاد ہونے کی وجہ سے غلطی پر نگاہ نہ پڑسکی بہر کیف یہ صحت نامہ جس کو غلط نامہ کہتے ہیں پیش کش خدمت ہے۔ نصوو از جبیر

صحت نامہ بدر کامل حصہ اول

ٹائٹیل کے دوسرے رُخ پر فہرست مراثی کے آخر میں بجائے امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ لکھ گیا صحت فرمالیجے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح	صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
٦	٨	١	بنی	بنیؐ	٧٧	٣٥	٢	حورفشاں	حور نقادہ
٦	٢٠	١	دوں	دونوں	٧٨	٣٨	٦	بول اُٹھے	بول بھی دے
٧	٢٥	٤	م اُس	تم اس	٨٥	٧٣	١	فرح	فرس
١٣	٥٢	٦	کچھ نہیں ہے	کچھ اور نہیں ہے	٨٦	٨٠	٢	تھا بر بھی	تھا وہ بر بھی
١٣	٥٣	٦	درد	درد	٨٧	٨٤	١	ملا پینے پانی	ملا پینے کے پانی
١٣	٥٥	٣	حلہ	حوروں	٩٤	٩	٥	شبیر	شبر
١٣	[illegible]	٦	سایہ	سایہ	٩٤	٩	٦	شبیر	شبر
١٦	٦٦	٣	ساتے قے	ساقی	٩٥	١٤	٤	ننھے دل	ننھے سے دل
١٦	٦٩	٣	اُڑتے	اُڑنے	٩٧	٢٥	٢	بر رنگ	برنگ
١٦	٧٠	٥	سنی نہیں ہے	سنی یہ نہیں	٩٨	٢٩	٢	خشک	خنک
١٨	٧٧	١	رحمت کا تھا	رحمت تھا	٩٩	٣٢	٢	عارض تاباں	نیر تاباں
١٩	٨٢	٣	دم کھینچے	دم کھینچے	١٠٠	٤٠	٣	بھر آئی	بھر آئی
٢١	٩٣	٢	ہمت میں	ہمت پر میں	١٠١	٤١	٤	گرے	گر کے
٢٧	٥	٢	ذات صفت	ذات و صفت	١٠١	٤٥	٦	باوفا	باوفا
٢٨	٧	٤	سراج و منیر	سراج منیر	١٠٤	٦٠	٢	شاہ حسین	شاہ حسنین
٣٠	١٧	٥	الام (نسخہ)	اسلام (نسخہ)	١٠٨	٨٠	١	فیض چشمے کوثر تسنیم	فیض کے چشمے ہیں کوثر و تسنیم
[illegible]		٥	نشا دیا	نشاں دیا	١٠٩	٨١	١	جو شمشیر	جوہر شمشیر
٤٦	٢٠	٦	سی آگئی	سما گئی	١١٠	٨٨	١	سن تو	سن تو
٤٧	٢٣	١	بہار کے	بہار کی	١١١	٩٥	٢	شہنشاہ انما	شہ انما
٤٨	٢٦	٥	بہار کا	ریاض کا	١١٦	١٢٠	٤	نگاہیں نہیں	نگاہ نہیں
٤٩			صفہ ٥٩	صفہ ٤٩	١١٩	١	٢	گھٹا فاق	گھٹا پانی
٤٩	٣١	٣	سے ہیں	جاسکے ہیں	١٣١	٦٥	٥	اعجاز کرامات	اعجاز و کرامات
٥١	٤٢	١	بم	شمیم	١٣٢	٦٨	٤	سرفراز	سرافراز
٧٢	٧	٣	مشاقی	مشتاقی					
٧٧	٣٢	٣	بلند آفتا	بلند وقار					

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱۳۴	۷۶	۴	دہل	دہوں۔
۱۳۶	۹۰	۵	جوروجفا	جوروستم۔
۱۳۷	۹۴	۵	قیدلو	قیدیوں۔
۱۴۰	۱۰۹	۳	پڑھتے کلمہ تھے	پڑھتے ہیں کلمہ یہ ہے۔
۱۴۹	۲۴	۲	سیدھارو	سدھارو۔
۱۵۶	۵۷	۶	ہاتھ	ہات۔
۱۵۷	۶۱	۱	اسلد	اسکا۔